مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جلد دوم

نتیجۂ قلم

محمد منظور احمد فیضی
مہتمم مدرسہ مدینۃ العلوم
فیض آباد۔ اوچ شریف

ناشر

قیمت چھ روپے

مکتبہ محمدیہ فیض آباد۔ اوچ شریف (ضلع بہاولپور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ **خصوصیت ۵۱** ۔ کتاب مقام رسول دوم

الصلوٰۃ
(حضور علیہ السلام ماذون من اللہ ہوکر شارع ہیں۔ شریعت گر ہیں۔ شریعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کا نام ہے۔ اللہ تعالےٰ نے احکام حضور کو سپرد کر دیئے) جو چاہیں جس کے لئے چاہیں احکام شریعت سے خاص فرمادیں۔ (اور جو چاہیں جس کے لیئے چاہیں حلال و حرام فرمادیں۔ آپ حلال بھی فرماتے ہیں حرام بھی فرماتے ہیں۔ اور فرض بھی فرماتے ہیں)

مواہب لدنیہ للقسطلانی ص ___ ۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۲ ۔

ولفظہما "ومن خصائصہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ کان یخص من شاء بما شاء من الاحکام وغیرہا" وقال السیوطی "باب اختصاصہ صلے اللہ علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔ الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲

آیات شریفہ

آپ حلال و حرام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) ویحل لہم الطیبٰت ویحرم علیہم الخبائث	اور حلال کرے گا وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم ان کیلئے ستھری چیزیں اور حرام کریگا۔ ان پر گندی چیزیں۔
پ ۹، اعراف، ع ۱۹، ۱۵۷	

لہ ونحوہ فی ص ۳۲۲ ۱۲

(۲) اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ (پ ۲۸ حشر ع ۱)	اور جو چیز تمہیں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس سے رک جاؤ۔

(۳) ارشاد باری ہے۔

ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ پ ۱۰، توبہ ع ۴	اور جس چیز کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے حرام کیا اس کو وہ (کفار) حرام نہیں سمجھتے

(۴) فرمانِ خداوندی ہے۔

ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم پ ۲۲۔ احزاب، ع ۲	کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ صادر فرمائیں تو وہ اپنے معاملہ میں اپنی رائے اور اختیار کو دخل دیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف پیغام رساں ہی نہیں بلکہ شارع ہونے کی وجہ سے مطاع بھی ہیں۔ آمر اور حاکم اور قاضی بھی۔

(۵) یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول	اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

(۶) ..... فردوہ الی اللہ والرسول (پ ۵) تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول ۶۱

(۷) وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (پ۵ع۶) وغیر ذلک من آیات الاطاعت۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریع میں حاکم ہیں (نیز تکوین میں بھی)

(۸) فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم (پ۵) النساء ع۹)

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے۔ جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ جانیں

ان مذکورہ بالا آیات قرآنیہ ارشادات ربانیہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی حیثیت صرف پیغام رساں کی طرح نہیں بلکہ نبی ماذون من اللہ ہو کر شارع محلل محرم، حاکم ومطاع ہوتا ہے۔

احادیث منیفہ

سولہ حدیثیں کہ مدینہ طیبہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کر دیا۔

(۱) عن انس[عہ] مرفوعًا ...... انی احرم ما بین لابتیھا[عہ] رواہ الشیخان[سہ] واحمد والطحاوی[علیہ] فی شرح معانی الآثار۔

(۲) عن عبد اللہ[عہ] بن زید مرفوعًا وانی حرمت المدینۃ کما حرم ابراھیم مکۃ

عہ رضی اللہ تعالٰے عنہم۔ عہ دونوں سنگستان مدینہ طیبہ ۱۲ منہ

سہ صحیح بخاری ج۱ ص ۲۵۱۔ صحیح مسلم ج۱ ص ۴۴۱ ۱۲ للعہ ج ۲ ص ۲۵۸

عہ صحیح بخاری ج ص ۔ صحیح مسلم ج۱ ص ۴۴۰ ۱۲

الحدیث - رواہ الشیخان (صحیح بخاری ج۱ ص، صحیح مسلم ج۱ ص۴۴۰)

(۳) عن ابی ھریرۃ مرفوعاً "وانی احرم ما بین لابتیھا - رواہ الشیخان
لفظ البخاری "حرم ما بین لابتی المدینۃ علی لسانی"

(۴) عن سعد بن ابی وقاص مرفوعاً "انی احرم ما بین لابتی المدینۃ"
رواہ مسلم ج۱ ص۴۴۰) واحمد والطحاوی -

(۵) عن رافع ابن خدیج مرفوعاً "وانی احرم ما بین لابتیھا" رواہ مسلم
ج۱ ص۴۴۰، والطحاوی -

(۶) عن ابی سعید الخدری مرفوعاً " وانی حرمت المدینۃ حراما ما بین
مازمیھا" رواہ مسلم (فی صحیحہ ج۱ ص۴۴۳)

(۷) عن ابی قتادۃ مرفوعاً: اللھم انی قد حرمت ما بین لابتیھا
رواہ مسلم واحمد والرویانی -

(۸) عن جابر مرفوعاً - وانی حرمت المدینۃ ما بین لابتیھا، مسلم والطحاوی

(۹) عن ابی ھریرۃ، حرم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما بین لابتی
المدینۃ، الشیخان واحمد وعبد الرزاق ونحوہ ابن جریر

(۱۰) عن رافع بن خدیج، ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حرم ما بین
لابتی المدینۃ، مسلم والطحاوی

(۱۱) عن عاصم الاحول، قلت لانس بن مالک احرم رسول اللہ

عہ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین ۱۲

ے صحیح بخاری ج۱ ص۲۵۱ صحیح مسلم ج۱ ص۴۴۲ معہ دونوں کنارے اس کے ۱۲

صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃ قال نعم۔ مسلم والطحاوی۔

(۱۲) عن سعدؓ بن ابی وقاص، ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حرم هذا الحرم، ابوداؤد

(۱۳) عن زیدؓ بن ثابت، ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حرم صیدھا، الطحاوی ونحوہ ابوبکر بن ابی شیبۃ۔

(۱۴) عن ابی سعیدؓ الخدری، ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حرم مابین لابتی المدینۃ

(۱۵) عن عبدؓ الرحمن بن عوف، حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم صید مابین لابتیھا۔

(۱۶) عن صعبؓ بن جثامۃ۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم البقیع وقال لاحمی الا للہ ورسولہ

الثلاثۃ الامام الطحاوی

۸۵ حدیثیں جن سے مستفاد کہ احکام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد رہیں

---

(۱۷) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حرم مکہ کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ

ع رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین

گیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے فرمایا اچھا نکال دی "[17] عن ابن عباس متفق علیہ۔ عن ابی[18] ہریرۃ نحوہ متفق علیہ۔ عن صفیۃ[19] بنت شیبۃ رواہ ابن ماجہ۔ یہ مضمون کہ میں نماز عشا کو مؤخر فرما دیتا رواہ الطبرانی فی الکبیر واحمد والشیخان والنسائی عن[20] ابن عباس۔ واحمد وابوداؤد وابن ماجۃ، وابن ابی حاتم والنسائی عن[21] ابی سعید الخدری واحمد، وابن ماجہ، ومحمد بن نصر وابن جریر والحاکم والبیہقی والنسائی والترمذی عن[22] ابی ہریرۃ۔ واحمد والترمذی والضیاء عن[23] زید بن خالد الجہنی والبزار عن[24] علی۔ نیز یہ مضمون کہ میں ہاں فرمادوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے متعدد احادیث صحاح میں ہے رواہ احمد ومسلم والنسائی عن[25] ابی ہریرۃ، ورواہ احمد والترمذی وابن ماجہ، عن[26] علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ۔ واحمد والدارمی والنسائی عن[27] ابن عباس۔ ابن ماجہ، عن[28] انس بن مالک،

واقعات اختیار فی التشریع

(۱) حضور[29] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو بردہ کیلئے شش ماہ بکری کے بچہ کی قربانی جائز فرمادی۔ رواہ الشیخان (بخاری ج۲ ص۸۳۴۔ مسلم ج۲ ص۱۵۴) عن البراء۔ مواہب وزرقانی ج۵ ص۳۲۵۔ خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۶۵

(۲) ایک[30] بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقبہ بن عامر کو (بھی) اس کی اجازت عطا کی۔ رواہ الشیخان عن عقبۃ (مسلم ج۲ ص۱۵۵) وزاد البیہقی بسند صحیح ولا رخصۃ فیہا لاحد بعدک۔ مشکوٰۃ ج۱ ص۱۲۷۔

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام عطیہ کو ایک جگہ نوحہ کرنے کی رخصت بخشدی، رواہ مسلم ج۱ ص۳۰۴ عن ام عطیہ ورواہ النسائی والترمذی واحمد نحوہٗ۔ البخاری وابن مردویہ۔ والطبرانی (زرقانی ج۵ ص۳۲۴) خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۶۳[۳۱]

(۴) نیز ایک بار خولہ بنت حکیم کو بھی اس کی اجازت فرمادی۔ ابن مردویہ عن ابن عباس۔[۳۲]

(۵) یوں ہی اسما بنت یزید کو ایک دفعہ کی پروانگی عطا فرمائی۔ الترمذی عن اسما نیز ایک بڑھیا کو بوقت بیعت نوحہ کا بدلہ اتارنے کا اذن دیا۔ احمد والطبرانی عن مصعب۔[۳۳]

(۶) اسما بنت عمیس کو عدت وفات کا سوگ معاف فرمادیا۔ ابن سعد فی الطبقات عنہا۔ مواہب وزرقانی ج۵ ص۳۲۵۔ خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۶۳۔[۳۴]

(۷) ایک صاحب کو مہر کی جگہ صرف سورت قرآن سکھانا کافی کردیا۔ ابن السکن عن ابی نعمان، الازدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ورواہ سعید بن منصور مواہب وزرقانی ج۵ ص۴۲۷۔ والبوداؤد عن مکحول وابن عوانہ، عن اللیث بن سعد نحوہ۔ خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۶۴۔[۳۵][۳۶][۳۷]

(۸) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خزیمہ ابن ثابت ایک کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے قائم مقام کردیا۔ ابوداؤد[۱] والنسائی، والطحاوی

---

[۱] ابوداود ج۲ ص۱۵۲

وابن ماجہ وابن خزیمہ عن[۳۸] عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت ۔ وابن ابی شیبہ فی المصنف والبخاری فی التاریخ وابو یعلی فی المسند وابن خزیمہ فی صحیحہ والطبرانی فی الکبیر عن[۳۹] خزیمہ وسمارث ابن (ابی) اسامہ عن[۴۰] نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔ بخاری ج ۱ ص ۳۹۴ و ج ۲ ص ۷۰۵ ۔ جامع مسانید الامام الاعظم ج ۲ ص ۱۷۲ طبع دکن ۔ مسند امام اعظم طبع نور محمد ص ۱۸۵ ۔ مواہب وزرقانی ج ۵ ص ۳۲۲/۳۲۳ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲/۲۶۴

(۹) ایک صاحب کے لئے روزے کا کفارہ خود ہی کھالینا جائز فرمادیا ۔ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ (والطحاوی ج ۲ ص ۸۴ طبع لاہور و ج ۱ ص ۲۷۷ طبع رحیمیہ) عن ابی[۴۱] ہریرۃ ۔ ومسلم (والطحاوی ج ۲ ص ۸۴ طبع لاہور و ج ۱ ص ۲۷۶ طبع رحیمیہ) نحوہ عن الصدیقۃ[۴۲] والبزار فی مسندہ والطبرانی فی الاوسط عن ابن[۴۳] عمر ۔ والدارقطنی عن علی[۴۴] رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فیہ قال کلہ انت وعیالک فقد کفر اللہ عنک ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۰ میں ہے ۔ فرمایا کل[۴۵] انت وعیالک یجزئک ولا تجزیٔ احدا بعدک ، سنن ابی داؤد[۱] میں امام ابن شہاب زہری تابعی سے ہے ۔ انما کان ھذہٖ رخصۃ لہ خاصۃ ولو ان رجلا فعل ذلک الیوم لم یکن لہ بد من التکفیر ، امام سیوطی وغیرہ علماء نے بھی اسے خصائص سے گنا ۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸ مسک الختام ج ۲ ص ۴۲۱

(۱۰) ایک صاحب (سالم) کو جوانی میں ایک بی بی کا دودھ پینے کی اجازت دی اور

---

[۱] ج ۱ ص ۳۲۵ مطبع کانپور کتاب الصیام باب کفارۃ من اتی اہلہ فی رمضان ۱۲ ف رفیق الباری ج ۳ ص ۱۶۲ ۱۲

اس سے حرمت رضاعت ثابت فرمادی۔ مسلم [ج۱ ص ۴۶۹] والنسائی وابن ماجہ واحمد فی
مسندہ۔ عن[۴۶] زینب بنت ام سلمہ وابن سعد والحاکم عن[۴۷] سھلۃ۔ زرقانی ج۵ [ص ۳۲۸]
خصائص کبریٰ ج۲ ص ۲۹۳ والبخاری عن ام سلمۃ[۴۸] (۱۱) حضرت عبدالرحمن اور حضرت
زبیران دو صاحبوں کو ریشمین کپڑے پہننے کی اجازت فرمادی۔ الصحاح الستۃ
عن[۴۹] انس۔ زرقانی ج۵ ص ۳۲۸

(۱۲) مولیٰ علی کو بحالت جنابت مسجد اقدس میں رہنا مباح فرمایا۔ الترمذی وابویعلی
والبیہقی عن ابی[۵۰] سعید الحاکم فی المستدرک عن ابی ہریرۃ عن[۵۱] عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا
زرقانی ج۵ ص ۳۲۸

(۱۳) ازواج مطہرات اور خاتون جنت کو بحالت عارضۂ ماہانہ مسجد مبارک میں
آنا جائز فرمادیا۔ الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن وابن عساکر فی التاریخ
عن ام سلمۃ[۵۲] رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱۴) حضرت براابن عازب کو سونے کی انگوٹھی پہننا جائز فرمادیا۔ ابن ابی شیبۃ
بسند صحیح عن ابی[۵۳] السفر ورد ی نحوہ البغوی فی الجعدیات عن شعبۃ عن[۵۴]
ابی اسحاق واحمد فی مسندہ۔ عن[۵۵] محمد بن مالک عن البرآ۔ زرقانی ج۵ ص ۳۲۸

(۱۵) سراقہ کو سونے کے کنگن حضور کی اجازت سے پہنائے گئے۔ البیہقی فی
الدلائل بطریق[۵۶] الحسن۔

(۱۶) مولیٰ علی کو اپنا نام وکنیت جمع کرنے کی اجازت فرمادی۔ ابن سعد فی الطبقات
عن المنذر الثوری عن علی عن[۵۷] جماعت قریش۔ وعن[۵۸] علی احمد وابوداؤد،
والترمذی وصححہ وابویعلی والحاکم فی الکنی والطحاوی[۵۹] والحاکم فی المستدرک

والبیہقی فی السنن والضیاء فی المختارہ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸۔ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۶۴

(۱۷) عثمان غنی کو بے حاضری جہاد سہم غنیمت کا مستحق فرما دیا اور عطا کیا۔ البخاری والترمذی واحمد وابوداؤد عن ابن عمر[۵۹]۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸

(۱۸) معاذ[۶۰] بن جبل کو اپنی رعیت سے تحائف لینا حلال فرما دیا۔ کتاب الفتوح - زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸ -

(۱۹) ایک[۶۱] صاحب کے لئے بیع میں خیار غبن مقرر فرما دیا[۱]" الشیخان عن ابن عمر مسلم ج ۲ ص ۷ والحمیدی) وابوداؤد۔ والترمذی۔ والنسائی وابن ماجۃ عن انس[۶۲] - زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸ -

(۲۰) ام[۶۳] المؤمنین عائشہ صدیقہ کو عصر کے بعد دو رکعت نفل جائز فرما دئے - رواہ الشیخان - زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸ -

(۲۱) ایک[۶۴] بی بی کو احرام میں شرط لگا لینا جائز فرما دیا اس طرح کہ ان محلی حیث حبستنی - الطبرانی والنسائی عن ابن عمر - عدہ اصحابنا من مخصصاتہ بل وافقنا علی اختصاصہ بہا بعض الشافعیۃ کالخطابی ثم الرویانی کما فی عمدۃ القاری من باب الاحصار - زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸

(۲۲) ایک[۶۵] شخص سے اس شرط پر اسلام قبول فرما لیا کہ دو نماز سے زائد

---

[۱] قال النووی فی شرحہ اختلف العلماء فی ھذا الحدیث فجعلہ بعضھم خاصًا فی حقہ ...... (وھو) الصحیح - نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۷

۱۲ الفیضی غفرلہٗ

نہ پڑھے گا۔ رواہ الامام احمد فی مسندہ[۲] بسند رجال ثقات۔ بل رجالہ رجال مسلم۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸

(۲۳) حضرت[۶۶] عباس[۶۷] سے دو سال کا صدقہ پہلے وصول فرمایا۔ اخرجہ ابن سعد عن علی۔ وعن الحکم بن عینۃ۔ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳، خصوصیت علی وجہہ،، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸

(۲۴) تین[۶۸] طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ کے ابی رکانہ کو بیوی واپس پھیر دی زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸

(۲۵) حضرت[۶۹] انس کو سورج نکلنے کے وقت سے روزہ رکھنے کی اجازت دے دی۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸۔

(۲۶) حضرت[۷۰] علی کے لئے ان کے گھر سے مسجد میں دروازہ کھولنے کی اجازت عطا کی۔ تدبر۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸

(۲۷) حضرت[۷۱] ابوبکر کے لئے مسجد میں خوخہ (روشندان۔ پھاٹک میں چھوٹا دروازہ) کھولنے کی اجازت بخشی (بخاری ج ص) زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸۔ تدبر۔

(۲۸) موالی[۷۲] بریرۃ کے لئے ولا کی شرط کو برقرار رکھا۔ تدبر۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸

(۲۹) بنی[۷۳] عباس اور بنی ہاشم کے لئے بوجہ سقایہ منیٰ میں رات گذارنا ترک فرمادیا۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸۔

---

۲ مسند احمد ج ۵ ص ۲۵ ۱۲ فیضی

(۳۰) ابو طلحہ کے اسلام کو ام سلیم کا مہر مقرر کیا۔ الحاکم فی المستدرک وغیرہ عن انس۔ ج ۵ ص ۳۲۸

(۳۱) صحابہ کرام میں مواخات کر کے ان میں توارث ثابت کر دیا۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸ اخرجہ ابن جریر عن علی بن زید۔ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۶۴

(۳۲) مہاجرین کی عورتوں سے یہ خاص فرمایا کہ وہ تو وارث ہوں گی۔ نہ ان کے شوہر (زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸)۔

(۳۳) ام ایمن جب حضور کے ہاں آتی سلام لا علیکم کہتی حضور نے صرف "السلام" کہنے کی رخصت عطا کر دی۔ علی وجہ ابن سعد عن جعفر بن محمد عن ابیہ۔ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۶۴

(۳۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فضالہ کو صرف فجر و عصر کی محافظت کا حکم دیا نہ باقی نمازوں کا۔ باقی نمازوں کی محافظت سے بوجہ انکے سوال کے انہیں مستثنیٰ فرما دیا۔ رواہ ابوداؤد عن فضالہ ج ۱ ص ۶۱ باب المحافظۃ علی الصلوٰۃ۔ (وغیر ذلک من الواقعات۔ الفیضی)

۷۹ حضرت خزیمہ سے روایت ہے کہ

جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمسافر ثلثا ولو مضی السائل علی مسألتہ لجعلھا خمسًا	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسح موزہ کی مدت تین رات مقرر فرمائی اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کر دیتے

رواہ ابن؎۱ ماجہ (واللفظ لہ) وفی روایۃ ابی؎۱ داؤد وفی روایۃ للطحاوی؎۲ وللبیہقی"

ولو استزدناہ لزادنا	اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے
وفی روایۃ للطحاوی	
ولو اطنب لہ السائل فی	اور اگر مانگنے والا مانگے جاتا تو حضور
مسألتہ لزادہ	اور زیادہ مدت عطا فرماتے۔

وفی روایۃ للبیہقی "وایم اللہ لو مضی السائل فی مسألتہ لجعلہ خمسا"
قال المجدد البریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اقول یہ حدیث صحیح؎۳ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تفویض و اختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا مؤکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کر دیتے۔ اصلا گنجائش نہ رکھتا کما لا یخفی اور یہاں جزم خصوص بے جزم عموم نہ ہوگا۔

عہ ص۳۲۴ طبع نور محمد ۱۲ ؎۱ ج۱ ص۳۲۱ ۱۲ منہ ؎۲ شرح معانی الآثار ج۱ ص۱۸ طبع لاہور ۱۲ منہ ؎۳ اقول ونحوہ ھذا الحدیث، عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... من عال ثلاث بنات او مثلھن من الاخوات فادبھن ورحمھن حتی یغنیھن اللہ تعالٰی اوجب اللہ لہ الجنۃ فقال رجل یا رسول اللہ او اثنتین قال او اثنتین حتی لو قالوا او واحدۃ لقال او واحدۃ ..... رواہ البغوی فی شرح السنۃ مشکوٰۃ شریف کتاب الآداب باب الشفقۃ والرحمۃ فصل ثانی ج۲ ص۴۲۳ وایضا نحوہ ذا الحدیث عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنسوۃ من الانصار (بقیہ برص۱۸۶)

کہ اس خاص کی نسبت کوئی خبر خاص تخیر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا منشا وہی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالے عنہ کو معلوم تھا۔ کہ احکام سپرد اختیار سید الانام ہیں۔ علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔ انتہی کلام الامام

احادیث وضو ومسواک

۸۰ / ۸۱ لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلاۃ	حضور نے فرمایا اگر مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرما دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں۔

رواہ مالک واحمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ والبوداؤد والنسائی عن زید بن خالد۔ (جامع صغیر ج ۲ ص ۱۳۲۔ علما فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے" قال المصنف وھو متواتر" (فیض القدیر ج ۵ ص ۳۴۸

(بقیہ ص ۴۸۱) لایموت لاحد یکن ثلثۃ من الولد فتحتسبہ الادخلت الجنۃ فقالت امراۃ منھن اواثنان یارسول اللہ قال اواثنان رواہ مسلم وفی روایۃ لھما ای للشیخین) ثلثۃ لم یبلغوا الحنث ونحوہ عن ابن عباس رواہ الترمذی وعن ابی سعید رواہ البخاری وعن معاذ رواہ احمد وعن ابن مسعود رواہ الترمذی وابن ماجہ کلھم فی المشکوۃ باب البکاء علی المیت ص ۱۵۰ / ۱۵۱ ص ۱۵۳ زدت لک ستۃ احادیث ان دبرت وفکرت فیمصر تجدھم دالین علی اختیارہ فی التشریع والتکوین فللہ الحمد ۱۲ کتبہ منظور احمد الفیضی غفرلہ وعفی عنہ۔

وفی روایۃ احمد والنسائی عنہ "لولا ان اشق علی امتی لامرتھم عند کل صلٰوۃ بوضوء ومع کل وضوء بسواکٍ" قال الامام المجدد البریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ اقول امر دو قسم ہے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اس کی مخالفت معصیت .... دوسرا ندبی جس کا حاصل ترغیب اور اس کے ترک میں وسعت ..... امر ندبی تو یہاں قطعاً حاصل ہے۔ تو ضرور نفی حتمی کی ہے۔ امر حتمی بھی دو قسم ہے۔ ظنی جس کا مفاد وجوب اور قطعی جس کا مقتضی فرضیت ظنیت خواہ من جہتہ الروایۃ یا من جہتہ الدلالۃ ہمارے حق میں ہوتی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں جس کے سرا پردہ عزت کے گرد ظنون کو اصلا بار نہیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں متحقق نہیں وہاں یا فرض ہے یا مندوب نص علیہ الامام المحقق حیث اطلق فی الفتح اب واضح ہو گیا کہ ان ارشادات کریمہ کے قطعاً یہی معنٰی ہیں" کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے لئے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرما دیتا[1] مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں۔ وللہ الحمد - انتہی کلام المجدد ملخصاً

۸۲ـ لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک مع کل وضوء" رواہ مالک والشافعی والبیہقی عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن علی

---

[1] قال الکشمیری" قال لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ای للہ جعلہ علیھم .... واجباً" العرف الشذی ص۴۸ ۱۲ منہ

کرم اللہ تعالٰی وجہہ۔

ح۸۳ ولولا انی اخاف ان اشق علی امتی لفرضتہ (المسواک) علیہم"
اخرجہ ابن ماجۃ عن ابی امامۃ۔

ح۸۴ لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیہم السواک عند کل صلاۃ (زاد
غیر الدارقطنی) کما[۲] فرضت علیہم الوضوء۔ خرجہ الطبرانی والبزار
والدارقطنی، والحاکم عن عباس بن عبد المطلب۔ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

ح۸۵/۸۶ لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک والطیب عند کل
صلوٰۃ۔ رواہ ابو نعیم فی کتاب السواک عن ابن عمر وبسند حسن و
سعید بن منصور فی سننہ عن مکحول مرسلاً۔

ح۸۷ لولا ان اشق علی امتی لامرتہم ان یستاکوا بالاسحار۔
ابو نعیم عن ابن عمر

---

[۲] ح۱ عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر الحدیث متفق علیہ (بخاری ۱۲ ص۲۰۴ مسلم ۱۲ ص۳۱۷)
عن ابن عباس قال .. فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ الصدقۃ (اے صدقۃ الفطر۔ ف)
رواہ ابو داؤد (ج۱ ص۱۶۲) والنسائی (ج۱ ص۲۴۹ عن ابن عمر ص۲۵۰/۲۵۱ عن ابن عباس
وعن ابی سعید الخدری مطبع نور محمد۔ کتاب الزکوٰۃ باب فرض زکوٰۃ رمضان الخ)
عن ابن عباس قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر۔ الحدیث
رواہ ابو داؤد (ج۱ ص۱۶۲ عنہ) وعنہ وعن ابن عمر الثلاثۃ فی المشکوٰۃ ج۱ ص۱۶۰ باب صدقۃ
الفطر" فرضہا (عمرہ کا احرام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاہل نجد من
قرن الحدیث، بخاری ج۱ ص۲۰۶ ۱۲ الفیضی

ہے ۸۸، ۸۹ لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلاۃ، الحدیث
رواہ احمد والترمذی والضیاء عن زید بن خالد الجہنی بسند صحیح - والبزار عن
علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ - وروی عن زید احمد وابو داؤد والنسائی کحدیث
ابی ہریرۃ والحاکم والبیہقی بسند صحیح عن ابی ہریرۃ کحدیث زید وفیہ
لفرضت علیھم السواک مع الوضوء الحدیث، وللنسائی عن ابی ہریرۃ
بلفظ، لامرتھم بتاخیر العشاء وبالسواک عند کل صلاۃ''

ہے ۹۰ قد عفوت عن الخیل والرقیق	گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف فرمادی -

الحدیث، رواہ احمد وابو داؤد والترمذی عن المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بسند صحیح -

ہے ۹۱ حضور نے صحابہ سے فرمایا ماتقولون فی الزنا' عرض کی، حرام حرمہ اللہ
ورسولہ رواہ احمد بسند صحیح والطبرانی فی الاوسط والکبیر عن المقداد

ہے ۹۲ انی احرّم علیکم حق الضعیفین الیتیم والمرأۃ - رواہ الحاکم علی
شرط مسلم والبیہقی فی الشعب واللفظ لہ عن ابی ہریرۃ -

ہے ۹۳ ان اللہ ورسولہ حرّم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام،
رواہ الشیخان عن جابر مرفوعا -

ہے ۹۴ انی حرمت کل مسکر'' رواہ النسائی بسند حسن عن ابی موسی الاشعری

لہ نیل الاوطار للشوکانی ج ا ص ۱۱۸ ۱۲ منہ -

۹۵ حرم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لحوم الحمر الاھلیۃ ۔
رواہ البخاری فی صحیحہ ج ۲ ص ۸۳۰ عن ابی ثعلبۃ ۔

۹۶ سیدہ طیبہ خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ہوتے ہوئے مولیٰ علی کو اور نکاح کرنے سے منع کر دیا۔ شیر خدا کے لئے دوسرا نکاح حرام ہوگیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۳۸/۵۲۸ و ج ۲ ص ۷۸۷ و مسلم ج ۲ ص ۲۹۰ والترمذی وصححہ)

ویحتمل ان المراد تحریم جمعہا (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۰) اگر یہ یحتمل سے ہے تو اول بھی قالوا سے ہے۔ جو صیغہ تمریض و تضعیف ہے۔ فان قلت ذلک جائز شرعا فلم منع صلے اللہ علیہ وسلم من ذلک قلت لانہ موجب لایذاء فاطمۃ المستلزم لایذاء الرسول صلے اللہ علیہ وسلم کذا فی الکرمانی والخیر الجاری۔

ہامش بخاری ج ۱ شہ ص ۴۳۸ ۔ عیار مؤول اینڈ پارٹی کے لئے لمحہ فکریہ۔ درج ذیل عبارت بغور ملاحظہ ہو۔

قال ابن التین اصح ما تحمل علیہ ھذہ القصۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم حرم علی علی ان یجمع بین ابنتہ وبین ابنۃ ابی جہل لانہ علل بان ذلک یوذیہ واذیتہ حرام بالاتفاق ومعنی قولہ لا احرم حلالاً ای ہی لہ حلال لو لم تکن عندہ فاطمۃ واما الجمع بینہما الذی یستلزم تاذی النبی صلے اللہ علیہ وسلم لتاذی فاطمۃ بہ فلا: ہامش صحیح بخاری ۵ ج ۲ ص ۷۸۷

عن الفتح) قال ابن داؤد حرم الله علی علی ان ینکح علی فاطمۃ حیاتہا
لقولہ عزوجل وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا
فلما قال النبی صلے الله علیہ وسلم لا آذن لم یکن یحل لعلی ان
ینکح علی فاطمۃ الا ان یاذن رسول الله صلے الله علیہ وسلم الخ
نحوہ (مرقاۃ شرح مشکوۃ باب مناقب اہل بیت ج ۵ ص ۵۹۳

۹۷ ما امرتکم بہ فخذوہ وما نہیتکم عنہ فانتہوا[1]۔
(ابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ ص ۲)

۹۸ من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله"
(ابن ماجۃ عنہ ص ۲)

۹۹ انی لا احل المسجد لحائض ولا جنب (ابوداؤد، کنوز الحقائق ج ۱ ص ۳

۱۰۰ ان ما حرم رسول الله مثل ما حرم الله۔ رواہ احمد والدارمی

---

[1] روی البیہقی ..... فی باب صلوۃ المسافر من سننہ عن عمر رضی الله تعالیٰ عنہ
انہ سئل عن قصر الصلاۃ فی السفر وقیل لہ انا نجد فی الکتاب العزیز
صلاۃ الخوف ولا نجد صلاۃ السفر فقال للسائل یا ابن اخی ان الله تعالیٰ ارسل
الینا محمداً صلی الله علیہ وسلم ولا نعلم شیئاً وانما نفعل ما رأینا رسول الله
صلے الله علیہ وسلم یفعلہ قصر الصلاۃ فی السفر سنۃ سنہا رسول الله صلی الله
علیہ وسلم اھ فتامل ذلک فانہ نفیس "کتاب المیزان للشعرانی فصل شریف
فی بیان الذم الخ ج ۱ ص ۵۲/۵۳ حجازی و ص ۵۶ حلبی ۱۲ منہ۔

وابو داؤد (ج ۲ ص ۲۷۶) والترمذی وابن ماجۃ (ص ۳) عن المقدام بسند حسن (مشکوٰۃ ص ۲۹)

ح ۱۰۱ جھیش بن اویس نخعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے حضور سیّد عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے قصیدہ عرض کیا۔ اس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

الا یارسول اللہ انت مصدق ٭ یارسول اللہ حضور تصدیق کئے گئے ہیں

فبورکت مھدیا وبورکت ھادیا ٭ حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت فرمانے میں بھی مبارک

شرعت لنا دین الحنیفۃ بعد ما ٭ حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے (شریعت اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے) بعد اس

عبدنا کامثال الحمیر طواغیا ٭ کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

رواہ ابن مندہ عن ابی ہریرۃ۔ حدیثیں تو ابھی بہت ہیں۔ لیکن اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب کچھ آگیا ایک لفظ شارع تمام احکام تشریعیہ کو جامع ہوا۔ ابھی اَمَرَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ونَھٰی وقَضٰی کی احادیث یہاں نقل نہ ہوئیں۔ ان کے لئے دفتر درکار۔

(اقوال رفیعہ، عبارات ائمہ)

(۱) عارف صمدانی، امام عبدالوہاب شعرانی، قدس سرہ الربانی، حضرت سیدی علی الخواص سے نقل فرماتے ہیں۔

كان الامام ابو حنيفة
رضى الله تعالى عنه
من اكثر الائمة ادبًا
مع الله تعالى ولذلك
لم يجعل النية فرضًا
وسمى الوتر واجبًا
لكونهما ثبتا بالسنة
لا بالكتاب فقصد بذلك
تمييز ما فرضه الله تعالى
وتمييز ما اوجبه رسول الله
صلى الله عليه وسلم....
... فان ما فرضه الله
تعالى اشد مما فرضه
رسول الله صلى الله عليه وسلم
من ذات نفسه حين
خيره الله تعالى ان يوجب ما شاء او لا يوجب

یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ان اکابر آئمہ میں ہیں۔ جن کا ادب اللہ
عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور آئمہ کے
زائد ہے۔ اسی واسطے انہوں نے وضو میں
نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب
رکھا کہ یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ قرآن
عظیم سے تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ
کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے فرض میں فرق و تمیز
کر دیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس
سے زیادہ مؤکد ہے۔ جیسے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف
سے فرض کر دیا جب کہ اللہ عزوجل نے
حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات
کو چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں
نہ کریں۔

کتاب میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضوء ج۱ ص۱۱۵ مطبعہ حجازی
بالقاہرہ۔ وص ج۱ ۱۲۴ و ص ۱۲۵ مطابق مطبعہ مصطفےٰ البابی الحلبی بمصر

(۲) نیز امام ربانی عارف شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

كان الحق تعالٰی جعل
له صلی الله تعالٰی علیه
وسلم ان یشرع من
قبل نفسه ماشاء
کما فی حدیث
تحریم شجر مکة فان
عمه العباس رضی الله
تعالٰی عنه لما قال
له یارسول الله الا
الاذخر فقال صلی الله
علیه وسلم الا الاذخر ولو
ان الله تعالٰی لم یجعل له
ان یشرع من قبل نفسه
لم یتجرء صلی الله
تعالٰی علیه وسلم ان
یستثنی شیئا مما حرمه
الله تعالٰی ۔

یعنی حضرت عزت جل جلالہٗ نے
نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم
کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت
میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر
فرماویں۔ جس طرح حرم مکہ کے نباتات
کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ
جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ
کاٹنے سے ممانعت فرمائی۔ حضور کے
چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ
نے عرض کی یارسول اللہ گیاہ اذخر
کو اس حکم سے نکال دیجئے فرمایا اچھا
نکال دی اس کا کاٹنا جائز کر دیا اگر
اللہ تعالٰی نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا
ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں
مقرر فرماویں تو حضور ہرگز جرأت نہ فرماتے
کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے
کچھ مستثنٰی فرماویں۔

کتاب المیزان ج ۱ ص ۴۵ مطبعة حجازی بالقاهرة ۱۳۵۴ھ و ص ۴۸ مطبعة مصطفی البابی الحلبی بمصر۔

(۳) نیز انہیں امام شعرانی نے شریعت کی کئی قسمیں د بیان ا کیں ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی۔

الثانی ما اباح الحق تعالیٰ لنبیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسنہ علی رأیہ ھو...... کتحریم لبس الحریر علی الرجال وقولہ فی حدیث تحریم مکۃ الا الاذخر.... ولو لا ان اللہ تعالیٰ کان یحرم جمیع نبات الحرم لم یستثن صلی اللہ علیہ وسلم الاذخر...... ونحو حدیث لولا ان اشق علی امتی لاخرت العشاء الی ثلث اللیل ونحو حدیث لو قلت نعم لوجبت ولم تستطیعوا فی جواب من قال لہ فی

یعنی شریعت کی دوسری وہ ہے جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرما دیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرما دیں۔ مردوں پر ریشم کا پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا اور ۱۵ اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا۔ تو حضور کو اذخر کے مستثنےٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔ اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اور اسی بات سے ہے۔ کہ جب حضور نے فرض حج بیان فرمایا۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے فرمایا نہ اور اگر میں ہاں کہدوں تو ہر سال فرض

۱۵ اسی طرح حدیث میں ہے ... اذخر کا استثنا فرمایا

فریضة الحج اکل عام یارسول اللہ قال لا ولو قلت نعم لوجبت .... وقد کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یخفف علی امتہ وینہاھم عن کثرۃ السوال ویقول اترکونی ماترکتم اھ بالختصار"

ہو جائے اور پھر تم سے نہ ہو سکے اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی امت پر تخفیف وآسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں

کتاب المیزان ج ۱ ص ۵۲ موافق مطبعۃ حجازی وص ۵۵ مطابق مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی۔

(۴) نیز وہی عارف ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرتے ہیں۔

رحم اللہ الامام اباحنیفة حیث غایر بین لفظ الفرض والواجب وبین معناھما فجعل مافرضہ اللہ تعالٰے اعلیٰ مما فرضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وان کان لاینطق عن الھوی ادبا مع اللہ تعالیٰ ونفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمدح الامام اباحنیفة علیٰ مثل ذلک لانہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب رفع رتبة تشریع ربہ علی تشریعہ ھو ولوکان ذلک باذنہ تعالٰے"

کتاب المیزان باب صلوٰۃ النفل ج ۱ ص ۱۶۷ مطبعۃ حجازی۔ وص ۱۸۲ مطابق مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی بمصر۔

(۵) امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں۔

ان للشارع صلی اللہ علیہ وسلم ان یخص ما شاء لقوم ویحرمہ علی قوم آخرین "

کتاب المیزان فصل قال المحققون الخ ج ۱ صنہ حجازی ص۷۵ و حلبی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لفظ شارع (شریعت ساز، شریعت گر، موجد شریعت،) کا اطلاق آئمہ کرام وعلمائے عظام کی عبارات میں اس قدر واقع ہے کہ جس کے احصار کے لئے کئی مجلد درکار ہوں گے۔ خصوصاً کتاب المیزان تو اس سے مملو ہے " چلتے چلتے ایک درسی کتاب کے چند حوالے پیش کرتا جاؤں " نور الانوار ص۲۵۶، قمر الاقمار (لوالد مولانا عبدالحی لکھنوی) علی نور الانوار ص۱۶۷ سطر ۲۳ و نور الانوار ص۶ حاشیہ ۱۹

اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

" قدیم سے عرف علمائے کرام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔ علامہ زرقانی شرح مواہب[1] میں فرماتے ہیں " قد اشتھر اطلاقہ علیہ صلے اللہ علیہ وسلم لانہ شرع الدین والاحکام " سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور و معروف ہے۔ اس لئے کہ حضور نے دین متین واحکام

عہ کواکب الدراری۔ کرمانی۔ میں زیر حدیث ای یوم ھذا انسکتنا " ہے۔ فیہ اشارۃ الی تفویض الامور بالکلیۃ الی الشارع " صحیح بخاری ج ۱ ص۱۶ ۱۲ منہ

[1] ج ۳ ص۱۳۴ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نام " شارع " ہے مواہب و زرقانی صفحہ مذکور و مدارج النبوۃ ج ۱ ص۲۶۵ ۱۲ الفیضی غفرلہٗ وعفی عنہ۔

دین کی شریعت نکالی ۔ (الامن والعلی ص ۱۳۱/۱۳۴)

(۶) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں حدیث ابو بردہ کے ماتحت ہے جو ۲۹ پر گذری ہے ۔

خصوصیۃ لہ لا تکون لغیرہ اذ کان لہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ان یخص من شاء بما شاء من الاحکام

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ تعالے عنہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا ۔ کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرما دیں

(۷) حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی اسی حدیث ابو بردہ کے نیچے رقمطراز ہیں ۔

وفی الحدیث من الفوائد غیر ما تقدم ان المرجع الاحکام انما ھو الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وانہ قد یخص بعض امتہ بحکم ویمنع غیرہ منہ ولو کان بغیر عذر

گذشتہ فوائد کے علاوہ اس حدیث شریف میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ احکام شریعت میں جن کی طرف رجوع کیا جائے وہ حضور ہی ہیں اور آپ بغیر کسی عذر کے اپنے بعض امتیوں کو کسی ایک حکم سے خاص فرماتے ہیں اور دوسرے کو اس حکم سے منع فرماتے ہیں ۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۲۲ ص ۱۰)

(۸) شیخ المحدثین و سند المحققین حضرت الشاہ الشیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالٰی حدیث عقبہ کے نیچے رقمطراز ہیں۔ جو ص۳۰ پر گذری ہے۔

آنحضرت را میرسد کہ تخصیص کند بعض احکام را بہ بعض اشخاص و احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم بر قول صحیح اشعۃ اللمعات ج۱ ص۶۰۹

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا حق پہنچتا ہے (اور اس بات کا اختیار ہے) کہ بعض احکام کی بعض اشخاص سے تخصیص فرمادیں اور (جمیع) احکام حضور کے سپرد تھے (ان میں جس طرح چاہیں کٹ وٹ کریں) یہی صحیح بات یہی ہے۔

(۹) امام نووی شرح صحیح مسلم میں حدیث ام عطیہ کے نیچے یوں گوہر فشاں ہیں

وللشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یخص من العموم ماشاء[1]۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (شریعت ساز) کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرمادیں۔

نووی تحت مسلم ج۱ ص۳۰۴ مرقات ج۱ ص۵۵ ۔ مدارج النبوۃ ج۱ ص۱۳۷

(۱۰) علامہ خفاجی قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر

---

[1] وقال رد فھذا صواب الحکم فی ھذا الحدیث اھ وزاد الزرقانی بعد قولہ ماشاء "لمن یشاء" ۔ زرقانی علی المواہب ج۵ ص۳۲۵ ۱۲ منہ

نبینا الآمر والناھی فلا احد ❋ ہمارے نبی صاحب امر ونہی تو ان سے زیادہ

ابر فی قول لا منہ ولا نعم ❋ ہاں اور نہ کہنے فرمانے میں کوئی سچا نہیں

کی شرح میں فرماتے ہیں۔

معنی نبینا الآمر الخ انہ لا حاکم سواہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو حاکم غیر محکوم الخ

نسیم الریاض (ذکرہ فی فصل جودہ) ج ۲ ص ۳۵

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور حاکم ہیں۔ حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۱) شیخ المحدثین سند المحققین مجدد مائۃ حادی عشر حضرت شاہ عبد الحق محقق محدث دہلوی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر حدیث لو قلت نعم لوجبت رقمطراز ہیں۔

وظاہر ایں حدیث در آن است کہ احکام مفوض اند بآنحضرت۔

اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۳۰۲

یعنی اس حدیث کی ظاہری دلالت اس بات پر ہے کہ احکام حضور کو سپرد کر دئے گئے (اس میں جسطرح چاہیں ترمیم واضافہ فرما دیں)

(۱۲) نیز وہی شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زیر حدیث الا الاذخر ارقام فرماتے ہیں۔

در مذہب بعضے آنست احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد و بر ہر کہ خواہد

یعنی یہ استثناء بعض آئمہ کے نزدیک اس حقیقت پہ مبنی ہے۔ کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جو چاہیں جس پہ

حلال و حرام گرداند و بعضے گویند باجتہاد گفت و اول اصح واظہر ست۔	چاہیں حلال اور حرام فرما دیں اور بعض نے کہا یہ استثناء اجتہاد پر مبنی ہے شیخ محقق فرماتے ہیں پہلا قول بہت صحیح اور زیادہ ظاہر ہے کہ احکام سپرد
اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۳۸۵	ہونے کی وجہ سے یہ استثناء فرمایا۔

(۱۳) نیز وہی شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی مدارج کے باب پنجم ذکر فضائل میں رقمطراز ہیں۔

واز انجملہ آنست کہ آنحضرت تخصیص میکرد ہر کرا ہر چہ میخواست از احکام۔	یعنی حضور کے خصائص اور فضائل سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ حضور جس کو جس حکم سے چاہتے خاص فرما دیتے۔

مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۳۷۔

پھر آگے شیخ نے بطور دلیل پانچ نظیریں "شہادت خزیمہ۔ نوحہ ام عطیہ ترک سوگواری اسماء۔ اضحیہ ابو بردہ، مہر سورت قرآن" والے واقعات بیان فرماتے ہیں جو گذرے۔

(۱۴) شیخ المحدثین وسند المحققین مجدد مائۃ حادی عشر برکۃ رسول اللہ فی الہند حضرت شاہ شیخ عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ نور اللہ مرقدہ وقدس سرہ فرماتے ہیں۔

ومذہب صحیح ومختار آنست کہ احکام مفوض است بحضرت	یعنی صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جس پہ

رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بہر کہ
و بہر چہ خواہد حکم کند
یک فعل بر یکے حرام کند و بر دیگرے
مباح گرداند و ایں را امثلہ
بسیار ست کما لا یخفی علی المتتبع
حق جل و علی پیدا کردہ و شریعتے
نہادہ و ہمہ بر رسول خود و حبیب
خود سپردہ است صلی اللہ علیہ وسلم

جو چاہیں حکم کریں ایک کام ایک پہ
حرام کرتے ہیں اور دوسرے پہ
مباح - اس کی بہت مثالیں ہیں
جیسا کہ متتبع[عہ] پہ مخفی نہیں. حق تعالےٰ
نے شریعت مقرر کر کے ساری کی ساری
اپنے رسول اور اپنے محبوب کے حوالہ
کر دی کہ اس میں جسطرح چاہیں ترمیم
و اضافہ فرمائیں -

(مدارج النبوت شریف ج ۲ ص ۱۸۳)

(۱۵) شیخ محقق حدیث من عال ثلاث بنات الذی ہو فی الحاشیة
کے تحت رقمطراز ہیں -

و ایں بر مذہب مختار کہ
مے گویند احکام مفوض ست
بآنحضرت ہر چہ خواہد
کند و بہر کہ خواہد نکند و ہر کرا
خواہد تخصیص نماید ظاہر ست
اشعة اللمعات ج ۴ ص ۱۲۳، ۱۲۴

یعنی یہ کہ حضور کا اولاً تین لڑکیوں
کی پرورش پر جنت کی خوشخبری دینا
پھر سوال کرنے پر دو کی پرورش پر بشارت
جنت پھر راوی حضرت ابن عباس کا
یہ فرمانا کہ اگر ایک کی پرورش کے متعلق
بھی پوچھتے تو ایک کی پرورش پر بھی

عہ متبع یا متتبع ۱۲ منہ

بشارت جنت عطا فرماتے۔ مذہب مختار پر تو ظاہر ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جو چاہیں کریں اور جس کے لئے چاہیں نہ کریں اور جس کے لئے چاہیں تخصیص فرما دیں۔

شیخ کی اس عبارت پر مولوی امیر علی یوں حاشیہ آرائی کرتے ہیں۔

مذہب مختار ودر توریت وانجیل نیز آمدہ کہ خاتم النبیین پیغمبرے باشد کہ اللہ تعالےٰ کلام خود را در دہن وے اندازد ہرچہ گوید از کلام حق بود ہر کہ سر تسلیم بروئے فرود نیارد حق تعالےٰ از وے انتقام کشد وتصدیق ایں در قرآن ہم آمدہ است لقولہ تعالےٰ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ودر حدیثے آمدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے درختے یکے را در جنت درختے داد اگر فلاں محتاج را دہد ادنکرد باز یکے از صحابہ بخدمت مبادرت کردہ عرض کرد کہ اگر بمن ہماں ارزانی فرمائی من آں درخت را خرید بداں کس دہم فرمود برائے تو گردانیدم پس رفتہ بقیمت گراں خریدہ بداد سبحان اللہ جامے چند دادہ جاں خریدہ۔

(وللہ الحمد والمنۃ۔ اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۲۳)

(۱۷) امام شعرانی امام سیوطی سے ناقل۔

وکان لہ ان یخص من شاء بما شاء من الاحکام کجعل شہادۃ خزیمۃ بشہادۃ رجلین وکما رخص فی النیاحۃ لخولہ بنت حکیم وفی الاحداد لاسماء بنت عمیس واسلم رجل علی انہ لا یصلی الا صلاتین فقبل منہ ذلک وخص نساء المہاجرین بان یرثن

دون ازواجهن لكونهن غرائب لا مأوى لهن ..... وكان انس رضی اللہ عنہ یصوم من طلوع الشمس لا من طلوع الفجر فالظاهر انها خصوصیة له . الخ

(کشف الغمہ ج ۲ ص ۵ مطبعة مصطفى البابي الحلبي بمصر ۔ وعنہ جواہر البحار ج ۲ ص ۶۴)

(۱۷) علامہ ملا علی قاری حنفی حدیث ربیعہ کے تحت رقمطراز ہیں ۔

عد ائمتنا من خصائصه علیه الصلوٰة والسلام انه یخص من شاء بما شاء کجعله شهادة خزیمة بن ثابت بشهادتین رواه البخاری وکترخیصه فی النیاحة لام عطیة فی آل فلان خاصة رواه مسلم ..... وبالتضحیة بالعناق لابی بردة بن دینار وغیره

یعنی ہمارے آئمہ نے حضور کے خصائص سے یہ گنا کہ آپ کو یہ اختیار تھا۔ کہ جس کو جس حکم سے چاہیں خاص فرما دیں ۔ جیسے شہادت خزیمہ دو کے قائم مقام کر دی (بخاری) ام عطیہ کو خاص جگہ نوحہ کی اجازت بخشی (مسلم) الشس ماہہ بکری کے بچے کی قربانی ابو بردہ کے لئے جائز فرما دی اس کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں

(مرقات ج ۱ ص ۵۵ [۱])

[۱] قال الفاسی تحت اسمه "وکیل" ويحتمل ان يكون المراد التفويض اليه فی الاحكام الشرعية فيحكم باجتهاده حسبما ذکر وافی خصائصه انه یجوز ان يقال له احكم بما تشاء فما حكمت به فهو صواب موافق لحكمي على ما صححه الاكثرون في الاصول وليس ذلك لغيره" مطالع المسرات ص ۱۲۳ مصنفہ

(۱۸) علامہ نور بخش توکلی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۶۷ھ رقمطراز ہیں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس شخص کے لئے جس حکم کی تخصیص چاہتے
کر دیتے۔ الخ (سیرت رسول عربی ص ۶۷)

فریق مخالف کے گھر کی گواہی

(۱) علامہ ابن تیمیہ رقمطراز ہیں۔

وقد اقامۃ اللہ مقام نفسہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فی امرہ ونہیہ واخبارہ وبیانہ

" الصارم المسلول ص ۴۱ ۔

یعنی امر اور نہی اور خبر دینے اور بیان میں حضور، اللہ تعالےٰ کے قائم
مقام ہیں۔

(۲) علامہ ابن قیم نے لکھا ہے۔

کانت اقضیتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الخاصۃ "تشریعا عاما"

زاد المعاد وعلی الزرقانی ج ۱، ص ۲۷۳ ۔

(۳) غیر مقلدوں وہابیوں کے پیشوا قاضی شوکانی " زیر حدیث "
لو قلت نعم لوجبت " لکھتے ہیں۔

استدل بہ علی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم مفوض فی شرع الاحکام۔

یعنی اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے۔ کہ احکام کی مشروعیت حضور کے سپرد ہے۔

(نیل الاوطار ج ۴ ص ۲۹۵ مطبعہ مصطفی البابی الحلبی بمصر)

(۴) ان تشریع الاحکام واقع علی یدہ (نیل الاوطار ج ۸ ص ۲۹)

(۶) وہابیوں، غیر مقلدوں کے پیشوا میاں صدیق حسن بھوپالی زیر حدیث "الا الاذخر" لکھتے ہیں۔

و مذہب بعضے آنست کہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد و بہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند و بعضے گویند باجتہاد گفت واول اصح واظہرست	یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں۔ جو چاہیں اور جس پہ چاہیں حلال اور حرام فرمائیں اور بعض کہتے ہیں۔ یہ اپنے اجتہاد سے فرمایا۔ پہلا قول مذہب زیادہ صحیح اور بہت ظاہر ہے۔

(مسک الختام ص ۵۱۳/۵۱۲) (۷) "شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام" فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۱ ج ۱

(۸) دیوبندیوں کے مولوی محمد انور کشمیری زیر حدیث "مجامع فی رمضان" لکھتے ہیں۔

وھو عندی محمول علی خصوصیتہ...... فحملوہ علی الخصوصیتہ

فیض الباری ج ۳ ص ۱۶۲/۱۶۳ ۔

(۹) نیز وہی صاحب زیر حدیث لو قلت نعم لوجب" رقمطراز ہیں۔

ولیعلم ان الفرض والحرام یثبت بالحدیث ایضا کما یدل حدیث الباب" (العرف الشذی ص ۳۱۱)

الحمد للہ تعالیٰ کہ بطور اختصار خصوصیت ۵ اختیار فی التشریع کا ثبوت

مکمل ہوا۔

فضیلت وخصوصیت ۵۰ (جس میں اختیار فی التکوین کا ثبوت گزرا) اور ۵۱ کے ملانے سے "مختار کل" کا رسالہ تیار ہو جائیگا۔ جس کا نام یہ تجویز کرتا ہوں "القول الرفیع فی بیان انہ مختار فی التکوین والتشریع" والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین

خصوصیت وفضیلت ۵۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے تمام جنوں کے بلکہ تمام فرشتوں کے نباتات کے، جمادات کے، تمام مخلوق کے، عالمین کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں اللہ تعالٰے نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

(۱) وما ارسلناك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا ولكن اكثر الناس لا يعلمون (پ۲۲ سبا ع)

اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

(۲) قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا" (اعراف ۹)

تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(۳) تبارك الذی نزل الفرقان بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن

علےٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ۔
(پ۱۸ الفرقان ع۱)

اپنے بندہ (محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر تاکہ وہ (محبوب) سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو ۔

(۴) ان ھو الا ذکر للعٰلمین
(پ۳۰ تکویر ع۱)

وہ (قرآن شریف) تو نصیحت ہی ہے سارے جہان کے لئے

(ف) جس قدر کتاب (قرآن) کا دائرہ اسی قدر صاحب کتاب کی رسالت کا دائرہ اگر قرآن شریف ذکر للعالمین ہے تو صاحب قرآن بھی رسول للعالمین ہیں ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اس جیسی آیات قرآن شریف میں بہت ہیں ۔

(۵) وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین (پ۱۷ الانبیاء ع۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔

ارسلتُ الی الخلق کافۃ
(صحیح مسلم ج۱ ص۱۹۹)

میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ۔

مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل اول

امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی متولد ۲۳۹ھ متوفی ۳۲۱ھ

وھو (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) المبعوث الی عامۃ الجن و

کافۃ الوریٰ بالحق والھدیٰ وبالنور والضیاء"
عقیدہ اہل سنت والجماعت المعروف عقیدہ طحاویہ صب"
وشرحہ ص۱۴۴ طبع دمشق

لہ علامہ ابن ابی شریف قدسی متوفی ۹۰۶ھ فرماتے ہیں۔ کہ خوارق بمع دعویٰ نبوت کی وجہ سے گویا کہ حضور ہر وقت یوں فرماتے ہیں (انی رسول اللہ) الی الخلق مسامرہ شرح مسایرہ ص۲۴۴ مطبعۃ السعادۃ بمصر بحث معجزہ واثبات نبوت۔

لہ محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام متولد ۷۹۰ھ متوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں۔

نشہد ان محمدا رسول اللہ ارسلہ الی الخلق اجمعین۔ مسایرہ مع شرح مسامرہ، اصل عاشر ص۲۳۶ وجواہر البحار۔ ج ۱ ص۳۶۵ عنہ

امام ابن حجر مکی رضی اللہ تعالےٰ عنہ رقمطراز ہیں۔
انہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث الیھم (اے الی الملائکۃ) ورجحہ التقی السبکی وزاد انہ صلی اللہ علیہ وسلم مرسل الی جمیع الانبیاء والامم السابقۃ وان قولہ بعثت الی الناس کافۃ شامل لھم من لدن آدم الی قیام الساعۃ ورجحہ ایضا البارزی وزاد انہ مرسل الی جمیع الحیوانات والجمادات ....قال الجلال السیوطی وانا ازید علیٰ ذلک انہ مرسل الی نفسہ (فتاوی حدیثیہ ص۱۸۱

نیز وہی امام ابن حجر مکی ایک اثر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ (جس اثر میں یہ بیان ہوا کہ عالم بالا کے ذرہ ذرہ پر حضور کا نام لکھا ہوا ہے۔

وفی هذا الاثر فائدة لطیفة هی انه صلی الله علیه وسلم ارسل الی الحور العین والی الولدان وصح کذالك انه لم یدخل احد الجنة ولم یستقر بها ممن خلق فیها الا من آمن به صلی الله علیه وسلم ولعل من فوائد الاسراء ودخوله الجنة تبلیغ جمیع من فی السموٰت من الملائکة ومن فی الجنان من الحور العین والولدان ومن فی البرزخ من الانبیاء رسالته لیومنوا به ویصدقوه فی زمنه مشافهة بعد ان کانوا مومنین به قبل وجوده۔ فتاوی حدیثیه ص۱۸۳

نیز وہی امام ابن حجر مکی ارشاد فرماتے ہیں۔

الذی رجحه شیخ الاسلام التقی السبکی وجماعة من محققی المتأخرین ...... انه ارسل الیهم (ای الی الملائکة) ویدل له ظاهر قوله تعالی لیکون للعالمین نذیرا وهم الانس والجن والملائکة ومن زعم انه صلی الله علیه وسلم ارسل الی بعض الملائکة دون بعض فقد تحکم من غیر دلیل کما ان من ادعی خروج الملائکة کلهم من الآیة یعجز عن دلیل یدل علی ذلك ...... کفی بالاخذ بظاهر الآیة دلیلا سیما وخبر مسلم الذی لا نزاع فی صحته صریح فی ذلك وقوله صلی الله علیه وسلم وارسلت الی الخلق کافة فتأمل قوله الخلق وقوله کافة ومن ثم اخذ من هذا شیخ الاسلام الجمال

الباری انہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل الی جمیع المخلوقات حتی الجمادات الخ" فتاوی حدیثیہ صـ۱۳۳ ونحوہ فی الیواقیت والجواہر للشعرانی ج۲ صـ $\frac{۳۹}{۴۴}$ وجواہر البحار ج۲ صـ۴۸ ، والخصائص الکبری للسیوطی ج۱ صـ۴ ۔ وجواہر البحار ج۲ صـ $\frac{۱۰۴}{۱۰۵}$ عن ابن حجر ۔

امام رازی زیر آیت تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض" فرماتے ہیں

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعث الی کل الخلق	حضور ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے (بھیجے گئے)

تفسیر کبیر ج صـ ۔ جواہر البحار ج۱ صـ $\frac{۱۴۸}{۱۴۹}$ عنہ

نیز امام رازی تحت قولہ تعالیٰ لقد من اللہ علی المومنین فرماتے ہیں انہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث الی کل العالمین" تفسیر کبیر ج صـ جواہر البحار ج۱ صـ۱۵۶ عنہ ۔ ونحوہ عنہ فی جواہر البحار ج۱ صـ $\frac{۱۶۱}{۱۶۲}$ صـ۱۷۲ وعن الشفا صـ۱۴ ج۱ ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام انہما ابراہیم وعیسیٰ من امتی جواہر البحار ج۱ صـ۴۷ عن الشفا و ج۱ صـ۹۲ عموم بعثت الی الاسود والاحمر والخلق عن الحکیم الترمذی ۔ علامہ فاسی فرماتے ہیں ۔ وھو الرسول المطلق لکافۃ الخلق من الاولین والآخرین فرسالتہ عامۃ ودعوتہ تامۃ ورحمتہ شاملۃ وامدادتہ فی الخلق عاملۃ وکل من تقدم من الانبیاء والرسل قبلہ فعلی حسب النیابۃ عنہ فھو الرسول علی الاطلاق" مطالع المسرات صـ۹۲"

امام قسطلانی اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں ۔

(انہ ارسل الی الملائکۃ .... رجحہ السبکی) والبارزی وابن حزم والسیوطی .... ودلیل رجحان ھذا القول ما (قال تعالٰی تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ولا نزاع ان المراد من العبد ھھنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام والعالم ھو ماسوی اللہ) ..... قال المجد الخلق کلہ .... فیتناول جمیع المکلفین علی انہ الخلق کلہ ..... (.... وبطل بذلک قول من قال انہ کان رسولا الی البعض دون البعض) لمخالفۃ التخصیص لصریح الآیۃ (لان لفظ العالمین یتناول جمیع المخلوقات فتدل الآیۃ علی انہ رسول الی الخلق) کلھم ..... (ولو قیل لمدعی خروج الملائکۃ من ھذا العموم اقم الدلیل علیہ ربما عجز عنہ ،، اھ باختصار۔

المواہب اللدنیہ ج ص ، وشرحہ للزرقانی ج ۵ ص ۲۷۳

ع علامہ فاسی شیخ ابوعبداللہ عربی فاسی سے ناقل

(ورسول رب العلمین) اضافۃ الرسول الی ھذا الاسم الکریم الاضافی الذی ھو رب العالمین اشعار بعموم رسالتہ صلے اللہ علیہ وسلم من حیث کان الرسول لفظا مطلقاً لاتقیید فیہ من حیث المرسل الیہ و انما ھو مقید بالاضافۃ الی المرسل المقتضی استغراق الربوبیۃ لکل العالمین فحیث تعینت الربوبیۃ استتبعت الرسالۃ والربوبیۃ مستولیۃ علی الجمیع فالرسالۃ تابعۃ لھا بالتوجہ الی الجمیع ......

والقول ببعثہ صلی اللہ علیہ وسلم الیھم (ای الی الملائکۃ) رجحہ

التقی السبکی محتجاً بآیۃ الفرقان المتقدمۃ اذ لانزاع ان المراد بالعبد فیھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم والعالم ھو ما سوی اللہ تعالٰی ....
وقال ابن حجر الھیتمی ھو الاصح عند جمع محققین وقال صاحب المواھب نقل بعضھم الاجماع علی ذلک .... وزاد البارزی والی الحیوانات والجمادات والحجر والشجر ... وقال بارسالہ الی الجمادات جماعۃ واختارہ بعض المحققین لتصریح خبر مسلم" اھ باختصار

(مطالع المسرات ص $\frac{۱۸۰}{۱۸۱}$)

علامہ قاری حنفی حدیث مسلم کے تحت رقمطراز ہیں۔

(وارسلت الی الخلق کافۃ) ای الی الموجودات باسرھا عامۃ من الجن والانس والملک والحیوانات والجمادات کما بنیتہ فی الصلوٰۃ العلیۃ علی الصلوٰت المحمدیۃ

مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۳۶۱

یعنی حضور نے جو فرمایا کہ میں ساری مخلوق کا رسول ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تمام موجودات کے رسول ہیں۔ جن ہوں، انسان ہوں، فرشتے ہوں۔ جاندار چیزیں ہوں۔ جمادات ہوں۔ جیسا کہ میں نے صلوٰۃ العلیہ میں اس کو بیان کیا ہے

وقال نحوہ فی "جمع الوسائل شرح الشمائل ج ۲ ص ۱۵۰

علامہ صاوی مالکی زیر آیت " ویعزروہ ویوقروہ " رقمطراز ہیں
وتعظیم رسولہ اعتقاد انہ رسول اللہ حقاً وصدقاً الکافۃ الخلق "
(تفسیر صاوی ج ۴ ص ۸۲)

علاوہ ازیں درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ مدارج النبوت للشیخ المحقق ج۱ ص۱۲۰
جواہر البحار ج۲ ص۲ از قسطلانی۔ وص۲/۳۷ از ابن حجر۔ وص۱۹۴
از فاسی۔ وص۲۲۸/۲۲۹ از روح البیان۔ وص۳۵۲ از عیدروس وص۲۶/۳۴
از صاوی۔ مرقات ج۲ ص۱۰۔

شیخ عطار علیہ رحمۃ الستار فرماتے ہیں۔

گشت او مبعوث تا روز شمار
از برائے کل خلق روزگار
چوں طفیل نور او آمد امم
سوئے کل مبعوث زاں شد لاجرم
(منطق الطیر ص۱۶)

۵۳۔ ایک ماہ کی مسافت تک حضور کا رعب تھا۔ مواہب وزرقانی ج۵ ص۲۶۳
کشف الغمہ ج۲ ص۴۴۔ مدارج النبوت ج۱ ص۱۲۱۔ شفا شریف ج۱ ص۱۳۳

۵۴۔ حضور سراپا نور و معجزہ و برہان صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے معجزات
سب انبیا کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ ساٹھ ہزار معجزہ قرآن شریف
میں ہے۔ اور تین ہزار معجزہ اس کے علاوہ ہے (حکاہ البیہقی) مواہب
وزرقانی ج۵ ص۲۶۵۔ بلکہ بے شمار ہیں۔ زرقانی ج۵ ص۲۶۷،
شفا شریف ج۱ ص۲۱۲ وشرحہ للخفاجی والقاری ج۲ ص۴۶/۶۱۔ مدارج
النبوت ج۱ ص۱۱۹۔ جواہر البحار ج۳ ص۳۲۸۔ نیز حضور ہر نبی کے
معجزات و فضائل کے جامع ہیں۔ کشف الغمہ للشعرانی ج۲ ص۴۳۔

عـ ٥٥ حضور آخری رسول و آخری نبی ہیں (نہ اصلی نبی آپ کے بعد ہوگا نہ ظلی نہ بروزی) مواہب و زرقانی ج ۵ ص ۲۶۷ . کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴

مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۲۲

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں۔ اور سب نبیوں میں پچھلے، آخری، نبی ہیں ۔

(پ ۲۲ الاحزاب ع ۴۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی

بے شک (اب) رسالت اور نبوت تحقیق منقطع ہوگئی میرے بعد کسی قسم کا رسول نہیں اور نہ میرے بعد کوئی نبی ہے ۔

رواہ احمد والترمذی والحاکم باسناد صحیح - زرقانی ج ۵ ص ۲۶۷

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی - آپ نے فرمایا -

انہ سیکون فی امتی

بیشک میری امت میں تیس کذاب

کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔	(جھوٹے) ایسے ہوں گے کہ ہر ایک ان میں یہ گمان کرے گا۔ کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

رواہ ابن مردویہ۔ تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور متمم قصر نبوت (احمد و مسلم عن ابی سعید، البخاری و مسلم والترمذی وابن ابی حاتم وابن مردویہ، عن جابر، احمد والبخاری و مسلم وابن مردویہ عن ابی ہریرۃ، احمد والترمذی وصححہ عن ابی کعب۔ الفیضی) خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فی امتی کذابون ودجالون سبعۃ وعشرون منھم اربع نسوۃ وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ رواہ احمد (تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴) والطبرانی والطحاوی فی مشکل الآثار ج ۴ ص ۱۰۴ (وخاتم النبیین) ختم اللہ بہ النبیین قبلہ فلا یکون نبی بعدہ (تفسیر ابن عباس ص ۲۶۲) (وخاتم النبیین) فیہ انہ لا نبی بعدہ۔ وان من ادعی النبوۃ بعدہ قطع بکذبہ (الاکلیل للسیوطی ص ۱۷۸)

(تنبیہات) (۱) لفظ نبی و رسول نکرہ ہے۔ جو لا نافیہ کے بعد واقع ہوا نکرہ تحت نفی کے مفید عموم ہوا کرتا ہے۔ (اصول) تو حضور کے بعد ہر قسم کے نبی کی نفی ہوئی (۲) لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں میں آخری نبی

ہوں، قرآن پاک کے لفظ خاتم النبیین کا وہ معنی ہے جو زبان رسالت کا بیان کیا ہوا ہے۔ پھر جو کوئی اس معنیٰ کو عوام کا خیال بتائے وہ کتنا کور باطن اور فرمان رسول کا باغی اور معنی قرآن کا منکر ہے۔ (۳) اختلافِ عدد میں تناقض نہیں ہوا کرتا جیسا کہ محدثین نے متعدد مقامات پہ فرمایا۔ عدد قلیل زیادتی سے ساکت نہ زائد کا نافی اور عدد کثیر زیادتی کا مثبت فلا تناقض بینہما۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام (بظاہر) حضور سے پہلے کے نبی ہیں۔ نہ یہ کہ وہ نزول کے بعد نبی بنیں گے۔ یا اپنی شریعت کی طرف بلائیں گے۔ بلکہ وہ امتی کی حیثیت سے حضور کی شریعت کے متبع و ناشر ہوں گے اور آپ ہی کی شریعت کی طرف بلائیں گے۔

علامہ علی قاری فرماتے ہیں۔

ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲)	اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باجماع کفر ہے۔

۵۶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم کے ذرہ ذرہ پہ رحم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (مواہب و زرقانی ج ۵ ص۲۷۶، مدارج النبوۃ ج ۱ ص۱۳۳)

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین[1] (پ۱۷ الانبیاء ۱۰۷)	اور نہ بھیجا ہم نے تمکو مگر رحم کرنے والا تمام جہان والوں پہ۔

---

[1] اقول قال العلامۃ ابوسعود "ما ارسلناک فی حال من الاحوال الا حال کونک رحمۃ لہم (تفسیر ابوسعود ج ۶ ص۲۰۰) الا رحمۃ ینتصب علی الحال.... بمعنی راحم۔ جمل ج ۳ ص ۱۴۹ تفسیر جمل ج ۳ ص۱۴۹۔ الا رحمۃ.... یجوز ان یکون حالا.... بمعنی راحم، املاء ما من بہ الرحمن لابی البقا

۵۷ - اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو نام لیکر پکارا اور اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو القاب سے پکارا (کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴) دیکھو

یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ (بقرہ ۳۵)	اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔
یا نوح اھبط بسلام منا (ھود ۴۸)	اے نوح ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اترو
یا ابراھیم اعرض عن ھذا	اے ابراہیم اس سے اعراض کرو
ما تلک بیمینک یا موسیٰ	اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے
یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض	اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا
یا زکریا انا نبشرک بغلام	اے زکریا ہم تجھے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔
یا یحییٰ خذ الکتاب بالقوۃ	اے یحییٰ کتاب کو قوت سے پکڑو۔
یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی	اے عیسیٰ میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا

(اور جب اپنے محبوب کی باری آئی تو یوں فرمایا)

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک	اے رسول جو آپ کی طرف نازل ہوا آپ اس کی تبلیغ کردیں۔
یا ایھا النبی انا ارسلناک	اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) ہم نے تمہیں (ساری امت پہ) حاضر

شاهدا۔	وناظر بنا کر بھیجا۔
یاایھا المزمل قم اللیل	اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما۔
یاایھا المدثر قم افانذر	اے بالاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ

۵۸ اللہ تعالےٰ نے آپ کی امت پر یہ حرام کیا کہ آپ کو نام (یا کنیت) لیکر پکارے بلکہ تعظیم و توقیر سے یارسول اللہ یانبی اللہ کہے ۱۲۳/۱۶
مواہب و زرقانی ج ۵ ص ۲۷۷ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۹ مدارج النبوۃ

فرمان باری ہے۔	
لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (پ ۱۸ نور ۹)	رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اس کے دو مطلب بیان کئے گئے ایک یہ کہ اسم ذاتی اور کنیت اور ہر لفظ غیر مفید تعظیم سے ندا نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ اوروں کی دعائیں بعض مقبول اور بعض نامقبول۔ بخلاف حضور کی دعاؤں کے کہ وہ مقبول ہیں حاشیہ تفسیر جلالین ص ۳۰۲ ۔ ازالۂ شبہ ۔ سالت ربی ثلثا کا مطلب یہ ہے۔ کہ میں زمانہ مستقبل میں مانگنے والا تھا۔ مانگنے سے پہلے اللہ تعالےٰ نے ایک سے منع کر دیا۔ جو چیز زمانہ مستقبل میں ہونے والی ہو اس کو بصیغۂ ماضی بیان کرنا کتاب و سنت میں واقع ہے۔ یہ تاویل ادلۂ استجابت

ادعیہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہوئے کی گئی ہے۔ وہ ادلہ یہ ہیں جو تفصیلاً اس کتاب کے دوسرے مقام پہ مذکور ہوئے۔ "لہم مایشاؤن عند ربہم (القرآن) لا تجعلوا دعاء الرسول (قرآن) ما اری ربک الا یسارع فی ھواک (بخاری) ولئن سألنی لاعطینہ (بخاری) لو اقسم علی اللہ لابرہ (بخاری) وغیرہ دعوی امام عینی وامام قسطلانی۔ مواہب وزرقانی وجواہر النبہانی[۱])

۵۹ء حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے محبوب ہیں۔ حضور کے لئے محبت اور خلوت کلام اور رویت کو جمع کیا گیا (مواہب وزرقانی ج ۵ ص ۲۷۸ مدارج ج ۱ ص ۱۴۳۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ[۲] (آل عمران ۳۱)	اے محبوب تم فرمادو لوگو اگر تم کو اللہ تعالےٰ سے محبت ہے۔ تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں محبوب بنالے گا۔

۱؎ حق آنست کہ دعوت (دعا) آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہمہ مقبول ومستجاب ست، چنانچہ گفتہ شد " مدارج النبوۃ للشیخ المحقق عبدالحق المحدث الدہلوی ۱۲ الفیضی عفی عنہ

۲؎ قال العلامہ علی القاری الحنفی " والا ظہر فی الاستدلال علی ان مرتبۃ محبوبیتہ فی درجۃ الکمال قول ذی الجلال والجمال " قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

مرقات ج ۵ ص ۳۶۹ وحاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۱۳

سنہ ۱۲ الفیضی عفی عنہ

جب حضور کے تابعدار اللہ تعالےٰ کے محبوب ہیں تو بطریق اولیٰ حضور محبوب خدا ہوئے۔

امام بیہقی حضرت ابوہریرہ سے راوی کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلاً وموسیٰ نجیاً واتخذنی حبیباً ثم قال وعزتی وجلالی لاؤثرن حبیبی علی خلیلی ونجیی

مواہب وزرقانی ج ۵ ص ۲۷

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا، اور موسےٰ کو نجی (رہائی پانے والا، رازدار) بنایا اور مجھے اپنا محبوب بنایا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اپنے محبوب کو اپنے خلیل ونجی پر ترجیح دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما راوی کہ حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الا وانا حبیب اللّٰہ

خبردار (میرے غلاموسن لو) میں اللہ تعالےٰ کا محبوب ہوں

رواہ الترمذی (ج ۲ ص ۲۰۲) والدارمی مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴/۵۱۳ باب فضائل سیدالمرسلین۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ بعض علمأ عارفین نے حبیب اور خلیل کے فرق میں بہترین بات کہی ہے۔

وہ یہ کہ خلیل خلت سے ہے بمعنی حاجت تو ابراہیم علیہ السلام خدا کی طرف
محتاج و مفتقر تھے۔ تو اسی وجہ سے اللہ تعالٰی نے ان کو خلیل بنایا اور
حبیب فعیل کے وزن پہ ہے۔ فاعل یا مفعول کے معنی میں تو حضور علیہ السلام
بے وساطت غرض محب بھی ہیں (اور محبوب بھی)۔ اور فرمایا کہ خلیل وہ ہے کہ جس کا کام خدا
کی رضا کے مطابق ہو اور حبیب وہ ہے کہ خدا کا کام جس کی رضا کے مطابق
ہو۔ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے "فلنولینک قبلۃ ترضاھا[1]، ولسوف[2] یعطیک
ربک فترضی" اور خلیل کبھی محبوب کی ملاقات کی طرف جلدی نہیں کرتا
جیسا کہ آیا ہے کہ جب ملک الموت ابراہیم علیہ السلام کے پاس روح قبض
کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے توقف فرمایا اور فرمایا
خدا سے پوچھو کر کیا حکم ہے۔ جلدی آنا ہے یا کچھ دیر سے اور حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا۔ اخترت الرفیق الاعلی[3] اور دعا میں عرض کرتے تھے
[4] اللھم انی اسئلک النظر الی جلال وجھک والشوق الی لقائک اور
خلیل کی مغفرت حد طمع میں ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔
والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین۔ اور حبیب کی مغفرت حد یقین

---

۱ تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے۔ اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری رضا ہے۔ (قرآن شریف) ۱۲

۲ اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب اتنا دے گا، کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ ۱۲ منہ

۳ میں نے رفیق اعلیٰ کو پسند کیا۔ ۱۲

۴ اے اللہ میں تجھ سے تیرے جلالِ وجہ کی طرف نظر کرنے اور تیری ملاقات کے شوق
کو طلب کرتا ہوں۔ ۱۲

میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر
ویتم نعمتہ علیک اور خلیل نے عرض کیا ولا تخزنی یوم یبعثون اور حبیب
سے فرمایا گیا۔ یوم لا یخزی اللہ النبی (شیخ فرماتے ہیں) بلکہ اس پر زائد
یوں فرمایا والذین آمنوا معہ خلیل نے فرمایا۔ انی ذاھب الی ربی سیھدین
اور حبیب سے فرمایا ووجدک ضالا فھدی خلیل نے عرض کیا اجعل لی
لسان صدق فی الاخرین اور حبیب سے فرمایا ورفعنا لک ذکرک
خلیل نے عرض کیا واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم اور حبیب سے فرمایا۔
انا اعطیناک الکوثر خلیل نے عرض کیا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام
اور حبیب سے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیرا" مدارج النبوہ ج۱ ص ۱۴۳/۱۴۴ ونحوہ فی اللمعات للشیخ
والمرقات للقاری ج۵ ص ۳۶۹ وفیہ، والخلیل محب لحاجتہ الی من یحبہ
والحبیب محب لا لغرض وحاصلہ ان الخلیل فی منزلۃ المرید السالک
الطالب والحبیب فی منزلۃ المراد المجذوب المطلوب"
وہامش مشکوٰۃ ص ۸۱۳ ۱۱ھ عن المرقات۔ ونحوہ فی ہامش الترمذی ج۲ ص ۲۰۲ لہ

ع ۶۰ اللہ تعالیٰ نے حضور کی رسالت پہ قسم اٹھائی۔ مواہب وزرقانی ج۵ ص ۲۷۸
کشف الغمہ ج۲ ص ۴۴

یٰسٓ والقرآن الحکیم انک	حکمت والے قرآن کی قسم بے شک
لمن المرسلین	تم رسولوں سے ہو۔

ع ۶۱ اللہ تعالیٰ نے حضور کی حیات کی قسم یاد فرمائی۔ مواہب وزرقانی ج۵ ص ۲۷۸

کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴	
فرمان باری ہے۔	
لعمرك انهم لفی سكرتهم يعمهون (پ ۱۴ حجر ۲)	اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں

۴۲۔ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے شہر بلکہ خاک قدم کی قسم یاد فرمائی۔ مواہب و زرقانی ج ۵ ص ۲۷۸

اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔	
لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ (پ ۳۰ البلد ۱)	مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔
وھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ (پ ۳۰ تین ۳)	اور اس امان والے شہر کی قسم

امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں۔

بابی انت وامی یارسول اللہ قد بلغت من الفضیلۃ عندہ تعالےٰ ان اقسم بتراب قدمیك فقال لا اقسم بھذا البلد	یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پہ قربان بیشک آپ اللہ کے ہاں اس فضیلت اور مرتبہ پر پہنچے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے قدمین شریفین کی خاک پاک کی قسم اٹھائی ہے چنانچہ (قرآن شریف میں) فرمایا لا اقسم بھذا البلد
(نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض	

ج ۱ ص ۱۹۶ فصل ۴) مواہب لدنیہ لامام قسطلانی مقصد سادس ص
زرقانی ج ۶ ص ۲۳۴ ۔ مدارج النبوت ج ۱ ص ۶۵ ۔ قال المجدد البریلوی
نقلہ الامام الغزالی فی الاحیاء وابن الحاج فی المدخل تجلی الیقین ص ۲۰

۶۳ نیز اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان اقدس کی قسم اٹھائی ہے ۔ مواہب وزرقانی ج ۵ ص ۲۷۸)

والعصر ان الانسان لفی خسر (پ ۳۰ عصر)	اس زمانہ محبوب کی قسم بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے ۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

ما حلف اللہ بحیاۃ احد الا بحیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواہ ابن مردویہ ۔ زرقانی ج ۵ ص ۲۷۸	اللہ تعالیٰ نے کسی کی حیات کی قسم یاد نہ فرمائی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات کی قسم اٹھائی ہے

اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں نے کیا خوب کہا ہے ۔

؎ وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

۶۴ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام خلق سے افضل و اعلیٰ ہیں ۔ حتیٰ کہ تمام رسولوں سے افضل سب فرشتوں سے افضل جبریل امین سے افضل

لہ وقیلہ یا رب ان ہؤلاء قوم لا یؤمنون	مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ۱۲

مواہب وزرقانی ج ۵ ص۲۸۰ وج ۶ ص۱۳۴ ؛ کشف الغمہ ج ۲ ص۴۴

مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۲۴/۱۴۳ ، شفا شریف ج ۱ ص ۱۳۱ و ص ۱۳۶

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم

ثم اقوم عن یمین اللہ تعالٰی مقاما یغبطنی الاولون والآخرون ، رواہ الدارمی (مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ فصل ۲)

پھر میں اللہ تعالٰی وتقدس کے دائیں ہاتھ کی جانب[1] ایسے مقام پر کھڑا ہونگا کہ اولین اور آخرین میرے پہ رشک کریں گے ۔

شیخ محقق اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں ۔

ودریں حدیث دلالت ظاہرست بر فضل پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم بر کافہ کائنات از ملائکہ وانبیاء ومرسلین وسائر مقربین صلی اللہ علیہ والہ وعلیہم اجمعین" اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۰۴ وفی الحدیث (انا سید ولد آدم) دلیل علی فضلہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کل الخلق (مرقات ج ۵ ص ۳۵۷/۳۵۸) اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۷۶ ۔ نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۵ ۔ جواہر البحار ج ۲ ص ۱۴۱ ۔ الیواقیت والجواہر ، مبحث ۳۳ للشعرانی ۔ حضور کی افضلیت مطلقہ پہ اجماع ہے معتزلہ (سابقین وہابیہ کما بین فی کتابی "تعارف") بھی اس مسئلہ میں اہل سنت سے متفق ہیں ۔ زمخشری معتزلی اپنے مذہب سے جاہل ہے ۔" زرقانی ج ۵ ص ۲۸۰) جواہر البحار ج ۱ ص ۱۶ ۔ زرقانی ج ۶ ص ۱۳۲

---

[1] جیسا کہ اس کی شایان شان ہے یہ متشابہات سے ہے ۱۲ منہ

حضور کی افضلیت مطلقہ پہ اجماع امت، جواہر البحار ج ۲ ص ۵۳/۵۴ ضرور جواہر البحار ج ۲ ص ۶۷/۶۸ ضرور از ابن حجر و ص ۱۰۸/۱۰۹ از ابن حجر۔ و ص ۱۴۹/۱۵۰ از مناوی و ص ۱۹۶/۱۹۷ از فاسی و ص ۲۱۲ از خفاجی۔ اجماع امت ص ۱۶۷ از ابریز۔ ص ۳۱۱ از زرقانی و ص ۳۴۲/۳۴۳ از عیدروس ضرور بہتر ین۔ اجماع امت ص ۳۸۵ از سلیمان جمل۔ مکمل رسالہ افضلیت جواہر البحار ج ۳ ص ۸۱ از امام ابن الجزار۔ کتاب الاربعین لاصول الدین للفخر الرازی مسئلہ ۳۳۔ ص ۳۶۸ تفسیر کبیر ج ۲ ص ۴۵۱ و ج ۴ ص ۱۲۳۔ اعلیحضرت مجدد دین ملت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ المنان نے اس موضوع پہ ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" جس میں دس آیتوں اور سوا سو سے زیادہ حدیثوں سے حضور کے افضل الخلق ہونے کا بیان ہے" اسی میں فرماتے ہیں۔ "حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا افضل المرسلین و سید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی ایقانی مسئلہ ہے۔ جس میں خلاف نہ کرے گا۔ مگر گمراہ بد دین بندۂ شیاطین" تجلی الیقین ص ۲ مطبع مراد آباد

نیز اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ناظرین فقیر بطور اجمال ایک ایک مسئلہ پر بہت کچھ نشان دہی کرتا جا رہا ہے عقیل وفہیم ایک ایک مسئلہ پہ مستقل کتاب تیار کر سکتے ہیں۔ مستفیدین دعا خیر سے یاد فرمادیں اور ناقلین امام قسطلانی و امام سیوطی والا نقشہ نہ جمائیں۔

کماذکر فی بستان المحدثین للمحدث الدھلوی ۞ العارض والملتمس ھوالفیضی۔

۶۵ع حضور کے اجتہاد میں خطا نہیں۔ مواہب و زرقانی ج ۵ ص ۲۸۱

جواہر البحار ج ۲ ص ۱۶ ۔ مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۳۶

فریق مخالف کی گواہی " رہا آپ کا اجتہاد، تو وہ بھی حق اور وحی کی ایک قسم ہے " دل کا سرور ص ۱۳۵ "

۶۶ع میت سے حضور کے متعلق سوال ہوتا ہے۔" مواہب وزرقانی ج ۵ ص ۲۸۱ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴ ۔ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۲۵

کیا میت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کرائی جاتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں نہیں اور بعض کہتے ہیں ہاں فقیر کے نزدیک قول اخیر راجح ہے۔ فقیر نے اس مسئلہ کی تحقیق پہ ایک رسالہ کی بنیاد ڈالی ہوئی ہے۔ اس سے کچھ بطور اجمال یہاں پیش ہوتا ہے۔ اقول وباللہ التوفیق میت سے فرشتوں کا حضور کے متعلق لفظ "ھذا" کہنا سات صحابہ (انس[1] - جابر[2] - ابوسعید خدری[3] - ابوہریرہ[4] - اسماء[5] - عائشہ[6] صدیقہ - براء[7] - رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ائمہ محدثین مخرجین نے متعدد طرق سے روایت کیا ہے اور ذا اسم اشارہ سے محسوس مبصر قریب کی طرف اشارہ ہونا یہ اس کا حقیقی معنی ہے اور معہود فی الذہن کی طرف اشارہ ہونا یہ اس کا مجازی معنی ہے۔ شرح جامی ص ۲۲۳ پر ہے

۞ فی علمی بغیر الاستقراء التام وفوق کل ذی علم علیم ۱۲ منہ

اسماء الاشارة ما وضع لمشار الیه اے لمعنی مشار الیه اشارة حسیة بالجوارح والاعضاء لان الاشارة عند اطلاقها حقیقة فی الاشارة الحسیة ..... ومثل ذالکم اللہ ربکم مما لیست الاشارة الیه حسیة محمول علی التجوز" اور کافیہ صف ۶۹ پر ہے "ذا للقریب" اے للمشار الیه القریب۔ اور جب تک معنی حقیقی پہ عمل ممکن معنی مجازی ساقط و مدفوع ہوا کرتا ہے۔ متی امکن العمل بها۔ (اے بالحقیقة) سقط المجاز" نور الانوار شرح منار صف ۹۶۔ تو ثابت ہوا کہ حضور میت کے قریب ہوتے ہیں۔ اور میت کے سامنے محسوس و مبصر ہوتے ہیں۔ یہ حدیث کے لفظ ھذا کا صریح و صحیح و حقیقی معنی ہے۔ جو لوگ ھذا سے اشارہ ذہنی مراد لیتے ہیں۔ انہیں اس مجازی معنیٰ کی طرف آنے سے پہلے پہلے "معنی حقیقی کا غیر ممکن، محال، ممتنع ہونا ثابت کرنا ہوگا[۱]۔ اور ہرگز ہرگز یہاں

---

[۱] اس کا ثبوت تو مشکل ہاں اس کا خلاف ثابت ہے" قال الامام الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام له الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابة لقد رآه کثیر من الاولیاء الخ تفسیر روح البیان اختتام سورۂ ملک ج ۶ ص ۳۹۳ خیال رہے کہ امام غزالی ابن حجر اور سیوطی اور قسطلانی سے پہلے کے ہیں۔ نیز خود امام سیوطی کے فتاوی میں ہے۔ ولا یمتنع رؤیة ذاته الشریفة بجسده وروحه وذلک لانه صلی اللہ علیه وسلم وسائر الانبیاء احیاء ردت الیهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم بالخروج من قبورهم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی" الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۵۵ و زرقانی ج ۱۔ دیوبندیوں کے مولوی محمد انور کشمیری زیر حدیث "من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة" لکھتے ہیں، فالرؤیة فی الیقظة متحققة وانکارها جهل" فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴ ۱۲ الفیضی عفی عنہ۔

معنی حقیقی کا محال و ممتنع ہونا ثابت نہیں کر سکتے اب ان حوالوں کی فہرست ملاحظہ ہو کہ جن میں میت کے لیے دیدار نبوی کی نشاندہی کی گئی ہے۔

حاشیہ ۲ نسائی ج۱ ص۲۸۸ طبع رحیمیہ دیوبند۔ اشعۃ اللمعات ج۱ ص۱۱۵ شرح الصدور ص۶۰۔ مجموعہ فتاویٰ ج۲ ص۲۷۔ فتاوی عبدالحی ج۲ ص۲۴ فیہ ادعاہ بعض مستند دھم) ھذا الرجل قیل یکشف للمیت حتی یری النبی صلی اللہ علیہ وسلم" ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج۳ ص۳۹۰ للقسطلانی حاشیہ مشکوٰۃ ج۱ ص۲۴ ۱۵۔ حاشیہ بخاری ج۱ ص۱۸۴ ۱۵ ص۳۲۵۔ ملفوظات اعلیحضرت ج۴ ص۱۰۶۔

۱۵ ابوداؤد ج۲ ص۲۹۶۔ ترمذی ج۲ ص۱۴۳۔ ابن ماجہ

اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

جان دے دو وعدۂ دیدار پر نقد اپنا دام ہو ہی جائیگا

(حدائق بخشش ج۱ ص۱۴۴)

جان تو جاتے ہی جائیگی قیامت یہ ہے

کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا تیرا (حدائق ج۱ ص۵)

وہابی مولوی وحید الزمان مترجم ابوداؤد نے لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا آپ کی صورت مبارک اس کو دکھائی جاتی ہے" ج۳ ص۵۱۱"

ولہ الحمد وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اللہم ارزقنا النظر الی وجہ حبیبک دائماً ابداً

۶۷ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پردہ پوشی کے بعد بھی حضور کی ازواج پاک سے نکاح حرام ہے۔ مواہب و زرقانی ج۵ ص۲۸۱۔ کشف الغمہ ج۲ ص۳۴

مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۲۶ ۔

۶۸ اللہ تعالیٰ پہ حضور کی قسم ڈالنا جائز ہے ۔ مواہب و زرقانی ج ۵ ص ۲۸۲

کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴ ۔ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۲۶

۶۹ محمد و احمد نام رکھنا بڑا مبارک ہے ۔ دنیا و آخرت میں نافع ہے ۔

مواہب و زرقانی ج ۵ ص ۴۰۱ ۔ مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۳۲ ۔

۷۰ نمازی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز میں خطاب[1] کرتا ہے (اور

پکارتا[2] ہے) السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مواہب ج ۱ ص ۲۴۴

حاشیہ ۱ جس پہ شاہد علیک کا کاف خطاب ہے ۔ جو واحد مذکر مخاطب کی ضمیر ہے ۱۲

۲ فریق مخالف کے بعض رہنماؤں رجو بزعم خویش علم کے اعلیٰ ٹھیکیدار ہیں ۔ لعدحق یہ ہے کہ نرے جاہل ہیں ۔) سے جب یہ کہا گیا کہ اگر ندا غیر اللہ شرک و ناجائز ہے تو نماز میں ایہا النبی کہکر کیوں حضور کو ندا کی جاتی ہے تو وہ علم کے دعویدار نحو سے بے خبر فرماتے گئے یہ ندا نہیں اس میں کون سا حرف ندائیہ ہے ۔ استہزاً ہو فرمایا کہ ای حرف ندا ہے یا ھا حرف ندا ہے ۔ حالانکہ ان بے علموں کو اتنا پتہ بھی نہیں کہ ای اور ھا تنبیہ کا ایسے مقامات پہ آنا وہ محض اس لئے ہے تاکہ دو آلہ تعریف جمع نہ ہوں ایک آلہ تعریف تو لام تعریف ہوا جو ایہا کے بعد ہے ۔ اور دوسرا آلہ تعریف ایہا سے پہلے کون سا ہے کہنا پڑے گا ۔ کہ وہ "یا" حرف ندائیہ ہے جو کبھی ملفوظ اور کبھی محذوف ہوا کرتا ہے کافیہ میں ہے " واذا نودی المعرف باللام قیل یا ایہا الرجل"

..... ویجوز حذف حرف النداء (لقیام قرینۃ) .... نحو .... ایہا الرجل اھ ملخصاً ص ۳۰ و ص ۳۳ و ۳۴

ایہا الرجل کے تحت یوں مرقوم ہے اے یا ایہا الرجل لان صورۃ ایہا یختص بالنداء اھ

ولکن الوہابیۃ قوم جاہلون ۱۲ الفیضی عفی عنہ ۔

وزرقانی ج ۵ ص ۳۰۸ ۔ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۳۵ ومنہم عون المعبود ج ۱ ص ۳۶۵
تہذیب الاسماء واللغات للنووی ص نقل عنہ فی جواہر البحار ج ۱ ص ۲۰۴ ۔

نمازی کو چاہیئے کہ یہ الفاظ سلام بلکہ جمیع الفاظ تشہد بطور حکایت واخبار نہ کہے بلکہ انشاء کا قصد کرے اور نبی کو پکار کر اور خطاب کر کے اپنی طرف سے سلام بھیجے

تنویر الابصار پھر اس کی شرح در مختار پھر اس کے حاشیہ رد المحتار میں ہے

((ویقصد بالفاظ التشھد)) (معانیھا مرادۃ لہ علی وجہ) ((الانشاء)) کانہ یحیی اللہ تعالیٰ ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیائہ) (لا الاخبار) (عن ذلک) ای لا یقصد الاخبار والحکایۃ عما وقع فی المعراج منہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن ربہ سبحانہ[۱]

یعنی نمازی الفاظ تشہد کے معانی کا ارادہ کر کے ان کو بطریق انشاء کہے گویا کہ وہ نمازی اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تحیہ پیش کر رہا ہے۔ اور اپنی طرف سے اپنے نبی پر اور اپنے نفس پر اور اولیاء اللہ پر سلام پیش کر رہا ہے۔ ان الفاظ تشہد کے ادا کرتے وقت اس چیز کے خبر دینے اور حکایت کا ارادہ نہ ہو جو شب معراج حضور اور رب سے واقع ہوا صلی اللہ علیہ وسلم وجل جلالہ

[۱] نیز ان الفاظ تشہد کو بطور انشاء نہ بطور اخبار وحکایۃ کہنے کی شہادت صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی ملتی ہے۔" فانکم اذا قلتموھا اصابت کل عبد للہ صالح فی السماء والارض ۔ ج ۱ ص ۱۱۵ ۱۲ منہ

ردالمحتار المعروف فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۳۷۷ ونحوہ فی "عالمگیری ج ۱ ص ۳۷ مطبوعہ کانپور" الدر المنتقی ج ۱ ص ۱۰۰ مراقی الفلاح ص ۱۵۵ ومنہم اوجز المسالک ج ۱ ص ۲۶۵ ۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ العالی کا نورانی ارشاد مبارک ۔

واحضر[عہ] فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل "سلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

یعنی التحیات پڑھتے وقت جب تو السلام علیک ایھا النبی تک پہنچے تو اپنے دل میں نبی پاک اور آپ کی ذات بابرکات کو حاضر سمجھ اور (پھر) عرض کر سلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ اے (غیب کی خبریں دینے والے) نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں ۔

احیاء علوم الدین ج ۱ ص ۱۵۱ ونقلہ العلامۃ علی القاری الحنفی "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" ج ۱ ص ۵۵۷ ۔

(فائدہ :-) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں میں موجود و حاضر ہوتے ہیں ۔ لہذا نمازیوں کو چاہئے کہ حضور پہ سلام پیش کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ سید عالم یہاں موجود ہیں ۔ برکۃ رسول اللہ فی الھند

عہ وقال شیخ الشیوخ الامام العارف السہروردی فی عوارف المعارف ج ۳ ص ۱۹۳ علی ہامش الاحیاء "ویسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویمثلہ بین عینیہ" ۱۲ منہ

شیخ اجل شاہ عبد الحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ تعالےٰ ۔ حدیث تشہد کے ماتحت السلام علیک ایھا النبی کے خطاب کی وجہ بیان فرماتے ہیں ۔

آں (صلے اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ نصب العین مومناں و قرۃ العین عابداں است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادات و آخراں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است

و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنوں کے سامنے ہیں ۔ اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں ۔ ہر وقت اور ہر حالت میں خصوصاً عبادات کے وقت کیونکہ نورانیت کا موجود ہونا اور انکشاف اس وقت بہت زیادہ اور بہت قوی ہوتا ہے ۔

اور بعض عرفا نے فرمایا کہ یہ خطاب (السلام علیک ایھا النبی) بوجہ جاری ہونے حقیقت محمدیہ کے ہے جو موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں جاری و ساری ہے ۔ تو حضور

عہ ولنعم ما قال مولانا محمد یار ادامہ الستار فی جوار حبیبہ المختار ؎

محمد مصطفےٰ ثانی ندارد ؛ نہ دارد شان جسمانی ندارد

جمالش نصب عین مومنانست ؛ خیالش نطفہ زانی ندارد ۔ ۱۲ منہ

؎ وانہ النور الاعظم الساری فی جمیع الموجودات ۱۲ جواہر البحار ج ۲ ص ۱۲ فیضی

مصلیاں موجود و حاضر است
پس مصلی باید کہ ازیں
معنی آگاہ باشد و ازیں
شہود غافل نبود تا بانوار
قرب و اسرار معرفت
متنور و فائض گردد[1]

نمازیوں کی ذات میں موجود اور
حاضر ہوتے ہیں پس نمازی کو چاہیئے
کہ اس معنی سے آگاہ ہو اور اس حضور
(حاضری) سے غافل نہ ہو تاکہ قرب
کے انوار اور معرفت کے رازوں سے
روشن اور فیضیاب ہو۔

اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۰۱

ونقلہ الشیخ مولانا سراج احمد السرہندی النقشبندی فی شرح الترمذی (شروح اربعہ ترمذی ج ۱ ص ۲۹۷ مطبع نظامی کانپور -) اتمام حجت کے لئے مزید سنیں۔ یہی عبارت حدیث تشہد کے ماتحت غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق خاں بھوپالی نے بھی بتغیر یسیر لکھی ہے (مسک الختام شرح بلوغ المرام ج ۱ ص ۲۵۹ / ۲۶۰ -

نیز شیخ عبدالحق محقق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں -

ودر بعضے کلام بعضے عرفا واقع شدہ کہ خطاب از مصلی بملاحظہ شہود روح مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سریان وے در ذراری موجودات خصوصاً در ارواح مصلین ست و بالجملہ دریں حالت از شہود وجود

[1] بعینہ یہی عبارت تیسیر القاری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸۱ مطبع علوی لکھنؤی ص ۱۷۲ / ۱۷۳ باب التشہد فی الآخرۃ میں بھی موجود ہے ۱۲ منہ

وحضور از آنحضرت غافل و ذاہل نباید بود بامید ورود فیوض از روح پرفتوح وے صلی اللہ علیہ وسلم" مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۳۵)

امام[1] بدرالملت والدین محمود عینی حنفی، حافظ[2] ابن حجر عسقلانی، امام[3] قسطلانی، علامہ[4] زرقانی، شیخ[5] عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مولوی[6] عبدالحی صاحب لکھنوی اور ان کے والد مولانا عبدالحلیم[7] صاحب سب کے سب بیک زبان حدیث تشہد کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

ویحتمل ان یقال علی طریق اھل العرفان ان المصلین لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات اذن لھم بالدخول فی حریم الحی الذی لایموت فقرت اعینھم بالمناجات فنبھوا علی ان ذلک بواسطة نبی الرحمة وبرکة متابعته فاذا التفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب

اہل عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لایموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت متابعت کا طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا

حاضر فاقبلوا علیہ قائلین السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ	کہ حبیب تعالے کے حرم میں حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہے۔ حضور کو دیکھتے ہی السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے "۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۶ صـ۱۱۱ ۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۲ صـ۲۵۰ ۔ المواہب اللدنیہ ج ۲ صـ۲۳۰ ۔ زرقانی شرح مواہب ج ۷ صـ ۳۲۹/۳۳ ۔ زرقانی شرح موطا ج ۱ صـ۱۹۰ ۔ مدارج النبوت ج ۱ صـ۳۴۴ ۔ سعایہ ج ۲ صـ۲۲۷ ۔ نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن صـ بلکہ یہی عبارت ان کے گھر میں بھی ہے دیکھو فتح الملہم ج ۲ صـ۳۴ ۔ اوجز المسالک ج ۱ صـ۲۶۵ ۔

مولوی عبدالحی لکھنوی نے مذکورہ عبارت نقل کر کے کہا ۔

وقال والدی العلام واستاذی القمقام ادخلہ اللہ فی دار السلام فی رسالۃ "نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن" السر فی خطاب التشہد ان الحقیقۃ المحمدیۃ کانہا ساریۃ	میرے والد علام اور استاد قمقام نے (اللہ تعالے انہیں دار السلام میں داخل فرمائے) اپنے رسالہ "نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن" میں فرمایا ۔ خطاب تشہد یعنی التحیات میں السلام علیک ایہا النبی کہنے کا راز یہ ہے

فی کل وجود وحاضرة
فی باطن کل عبد
وانکشاف ھذہ الحالة
علی الوجه الاتم فی حالة
الصلوٰة فحصل محل الخطاب
وقال بعض اھل المعرفة
ان العبد لما تشرف
بثناء اللّٰه فکانه فی حریم
الحرم الالٰھی ونور بصیرة
ووجد الحبیب حاضرًا
فی حرم الحبیب فاقبل
علیه وقال السلام علیک
ایھا النبی ورحمة اللّٰه
وبرکاته ۔ اھ
سعایه ج ۲ ص ۲۲۷-۲۲۸

کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں جاری وساری اور بندہ کے باطن میں حاضر وموجود ہے ۔ اس حالت کا پورا انکشاف بحالت نماز ہوتا ہے ۔ لہذا محل خطاب حاصل ہوگیا ۔ اور بعض اہل معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب ثناء الٰہی سے مشرف ہوا تو اسے حرم الٰہی کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور اسکی بصیرت کو خوب روشن کردیا گیا حتی کہ اس نے حرم حبیب میں حبیب کو حاضر پایا فوراً ان کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا السلام علیک ایھا النبی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں "

عارف ربانی امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ "تشہد کے بیان میں ارقام فرماتے ہیں ۔

سمعت سیدی علیا الخواص رحمه اللّٰه تعالی

میں نے سیدی علی خواص رضی اللہ تعالے عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے

یقول انما امر الشارع المصلی بالصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التشھد لینبہ الغافلین فی جلوسھم بین یدی اللہ عزوجل علی شھود نبیھم فی تلک الحضرۃ فانہ لایفارق حضرۃ اللہ تعالٰی ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافھۃ اھ	شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالٰی کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرما دے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے کہ وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ پس نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

کتاب المیزان ج۱ ص۱۵۴ مطبعۃ حجازی بالقاہرہ وص۱۶۷ مطابق مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی ونحوہ فی ص۱۵۳ مطبعہ حجازی وص۱۶۶ مطبعہ البابی الحلبی۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فی کل حین وآن بعدد معلومات اللہ تعالٰی۔

فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر والی عبارت مواہب لدنیہ شریف سے باترجمہ نقل فرمانے کے بعد ارقام فرماتے ہیں۔

"وبعضے از ارباب تحقیق گفتہ اند ایں خطاب باعتبار سریان حقیقت محمدیہ ست

در ذرائر موجودات وحضور اوست در باطن وانکشاف ایں حال ست در وقت صلوٰۃ بکہ افضل حالات واقرب مقاماتست ھذا۔" (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۳۶۶ - نیز حجۃ اہل التحقیق وامام اہل التدقیق حضرت شیخ عبدالحق محدث محقق دہلوی فرماتے ہیں " وبعضے عرفا از ارباب تحقیق گفتہ اند کہ آنحضرت باعتبار سریان حقیقت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در ذرائر موجودات[له] واحاطہ ذات بابرکات وے بسائر ممکنات در ذات مصلی حاضر وشاہداست وورود صیغہ خطاب رائے بالسلام علیک ایھا النبی در تشہد) در حقیقت بملاحظہ آں حضور وشہود است صلی اللہ علیک یارسول اللہ وسلم۔" مکتوبات شیخ محقق ص ۳۱۶ علی ہامش اخبار الاخیار)

آئمہ محدثین وعلمائے کاملین کے یہ کلمات طیبات السلام علیک ایھا النبی کے ماتحت بیان کیئے گئے۔ کہ جن سے حضور کا حاضر وناظر ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ اس مسئلہ حاضر وناظر کے مزید بعض دلائل قاہرہ بطور اجمال ملاحظہ فرمائیں"۔ اصل دعویٰ جس کو بغور سمجھنے سے مخالف کے اعتراضات رد ہو جاتے ہیں۔" حضور اکرم روح وحیاۃ واصل عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

[له] قال الامام عبدالکریم الجیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ " فھو صلی اللہ علیہ وسلم سار فی جمیع الموجودات لانہ ھیولی العالم والدلیل علی ذلک ان اللہ تعالیٰ خلق العالم منہ فھو صلی اللہ علیہ وسلم سار فی جمیع الموجودات سریان الحیاۃ فی کل حی فھو حیات العالم"

جواہر البحار ج ۱ ص ۲۵۹ ۱۲ الفیضی عفی عنہ

باعتبار حقیقت محمدیہ کے اور باعتبار اصل موجودات کے اور بوجہ علم و نظر اور نورانیت و نور نبوت و روحانیت کے عالم کے ذرہ ذرہ کے قریب اور حاضر ہیں۔ اور خلق کے ایک ایک ذرہ کو ناظر (دیکھنے والے ہیں) موجودات کے ذرہ ذرہ میں حقیقت محمدیہ جاری و ساری ہے۔ جسم مثالی ہزاروں لاکھوں، کروڑوں ہو سکتے ہیں۔ لہذا جسم مثالی سے آن واحد میں متعدد مقامات میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ جسم بشری و عنصری ایک ہی ہے۔ اس سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے ہم دعویدار نہیں۔ ہاں اس جسم پاک سے جہاں چاہیں آئیں جائیں۔ نقل و حرکت آمد و رفت فلاں جگہ تھے اور فلاں جگہ نہ تھے۔ یہ سب جسم بشری و عنصری سے متعلق ہے۔ (جو ہر مسلمان اور کافر کو محسوس مبصر تھا۔) اور اس کے ہر جگہ حاضر ہونے کے ہم مدعی نہیں۔

ے۱ یہ فہم ظاہر بیں ہے۔ ورنہ بعض عرفاء و محققین تو کچھ اور زیادہ کہتے ہیں۔ ملفوظات اعلیحضرت ج۱، ص ۱۳۸/۱۳۹ میں ہے۔ "عرض حضور اولیا ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔ ارشاد اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول فرما سکتے ہیں۔

عرض مولف۔ حضور اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عالم مثال سے اجسام مثالیہ اولیا کے تابع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ایک وقت میں متعدد جگہ ایک ہی صاحب نظر آتے ہیں۔ اگر یہ ہے تو اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مثل تو شے کا غیر ہوتا ہے۔ امثال کا وجود شے کا وجود نہیں تو ان اجسام کا وجود اس جسم کا وجود نہ ٹھہرے گا۔ ارشاد، امثال اگر ہوں گے۔ تو جسم کے ان کی روح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہو کر تصرف فرمائے گی۔ تو از روئے روح و حقیقت وہی ایک ذات ہر جگہ موجود ہے۔ یہ بھی فہم ظاہر بیں ورنہ سبع سنابل شریف (حاشیہ باقی ص ۵۳۸ پر)

خذ ھذا فاحفظہ ۔ اللہ تعالٰی کے کلام پاک یعنی قرآن شریف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت

(۱) ویکون الرسول علیکم شہیدا[1] ط (پ۲ بقرہ ۱۴۳)	اور یہ رسول تمہارے گواہ (اور تم پہ حاضر و ناظر ہیں) دو تبنہیں

[1] قال البیضاوی تحت ھذہ الآیۃ "کان الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کالرقیب المہیمن علی امتہ" تفسیر بیضاوی علی ہامش القرآن ص۳۴ ۱۲ منہ

(حاشیہ بقیہ ص۵۳۷ سے آگے) (سنبلہ ششم قبل از اختتام ص ۱۷/۹۶ ۔ فیضی) میں حضرت سیدی فتح محمد الہ الفتح قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا ہے یہ کیونکر ہو سکے گا شیخ نے فرمایا کرشن کنھیا کافر تھا۔ اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا۔ فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو گیا تعجب ہے ۔ یہ ذکر کر کے (علامہ عارف باللہ تعالٰی میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی مؤلف سبع سنابل شریف ممدوح علمائے دیوبند نے (دیکھو مجلہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور شمارہ اول ص۱۰۰ الخ) فرمایا (خردمند اقوا نیراز تمثیل حال کمن یعنی چندار کہ تمثیل ہائے شیخ بچندیں جاہا حاضر شدہ است لا واللہ بلکہ عین ذات شیخ بہر جا حاضر شدہ بود) کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے ۔ اسرار باطن فہم ظاہر سے وراء ہیں خوض وفکر بیجا ہے اھ ۔ میرے استاذ مکرم حضرت قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی شیخ الحدیث مدظلہ العالی تسکین الخواطر (ج ۱ ص ۱۶/۱۷ طبع دوم) یوں رقم طراز ہیں ۔

"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور نور نبوت سے یہ امر بعید نہیں کہ آن واحد میں مشرق و مغرب جنوب و شمال تحت و فوق تمام جہات و امکنہ بعیدہ متعددہ لاتعد ولاتحصی میں سرکار اپنے وجود مقدس بعینہٖ یا جسم اقدس مثالی کے ساتھ تشریف فرما ہو کر اپنے مقربین کو اپنے جمال کی زیارت اور نگاہ کرم کی رحمت و برکت سے سرفراز فرمائیں" ۱۲ الفیضی غفرلہ

کیا گواہ وہی ہوا کرتا ہے جو نہ موقع میں حاضر ہو نہ واقعات کو دیکھے اور نہ اس کو واقعات کا علم ہو۔ ذرا سوچو تو سہی۔ جو گواہ جس واقعہ کی گواہی دے۔ اصلاً اور حقیقتہً یہ ہے۔ کہ وہ اس واقعہ میں حاضر ہو اور اس کا مشاہدہ کرے اور مجازاً یہ کہ اس کو اس واقعہ کا علم ہو ورنہ اس کی گواہی مردود و قابل رد ہے۔ حضور کس پہ گواہ ہیں "علیکم" امت پر تو ثابت ہوا کہ حضور امت کے جمیع حالات و واقعات پہ حاضر و ناظر ہیں۔ جب تک حقیقی معنیٰ ممکن مجاز کی طرف آنا مشکل اور اگر مجازی کی طرف آبھی جائیں تو علم جمیع احوال امت سے گواہی ثابت اور علمی اعتبار سے پھر بھی حاضر و ناظر ہونا ثابت۔ فایت المف اس میں مخالفین کے اعتراضات کا بھی جواب ہو گیا جو شاہد اور شہید کا لفظ اوروں کے لئے دکھا کر ان کے حاضر و ناظر ہونے کا قائل کرانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی شہادت کا دائرہ اتنا وسیع نہیں۔ جتنا حضور کی شہادت کا دائرہ وسیع ہے۔ لہٰذا وہ اپنے متعلقات شہادت کے مشاہد یا عالم اور حضور اپنے متعلقات شہادت کے مشاہد و عالم ہیں۔ بہر حال کماً کیفاً شہادت اور شہود میں فرق ہے اشتراک لفظی وحدت مفہوم کا مقتضی نہیں ہوا کرتا کماً رہتی ورنہ معترضین یہ بتائیں کہ حضور کے لئے بھی شہید کا لفظ ہے اور اللہ تعالےٰ کے لئے بھی شہید کا لفظ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو دونوں کے شہید ہونے میں کماً کیفاً کچھ فرق اگر نہیں تو توحید صاف ہے اور اگر ہے تو جس طرح خالق اور حبیب خالق میں فرق اسی طرح نبی اور امتی

کی شہادت میں فرق ہوگا۔ فاحفظہ" (۲) "شہیدًا" کا معنی "حاضر وناظر" ہےؔ۔ دیکھو دیوبندیوں کے تھانوی صاحب کا ترجمہ (آیت ۵۵ سورہ احزاب) " دیوبندیوں کے گھر کی لغت" مصباح اللغات ص ۴۲۶ میں شہد شہودًا کا معنی "حاضر ہونا" لکھا ہے۔ اور شہید کا معنی لکھا "حاضر" ...... "وہ ذات جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو" یہ گھر کی گواہی بہت بھاری رہی۔ فللّٰہ الحمد۔

(۲) وجئنا بک علٰی ھؤلاء شہیدًا (پ ۵ نساء ۴۱)

اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ (اور حاضر وناظر) بناکر لائیں گے

(۳) ویوم نبعث من کل امۃ شہیدا (پ ۱۴ نحل ع ۱۲ ۸۴)

اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ (وہ اس امت کا نبی ہوگا)

(۴) وجئنا بک شہیدا علٰی ھؤلاء (پ ۱۴ نحل ۸۹)

اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد (حاضر وناظر) بناکر لائیں گے

آیت ۱ کی تفسیر میں عمدۃ المفسرین فاضل علام عارف باللہ حضرت شیخ اسمٰعیل حقی حنفی اور خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں۔

ؔ۱ ... " لعلمک بعقائدھم" تفسیر بیضاوی ص ۸۷ ۱۲ منہ

عہ روح البیان ج ۴ ص ۶۳۹ ۱۲ منہ ۱۔

ومعنى شهادة الرسول عليهم اطلاعه على رتبة كل متدين بدينه وحقيقته التي هو عليها من دينه وحجابه الذي هو به محجوب عن كمال دينه فهو يعرف ذنوبهم وحقيقة ايمانهم واعمالهم وحسناتهم وسيآتهم واخلاصهم

یعنی وباشد رسول شما برشما گواه زیراکه او مطلع است بنور نبوت بر رتبه هر متدین بدین خود که در کدام درجه از دین من رسیده وحقیقت ایمان او چیست وحجابے که بداں محجوب مانده است کدام است، پس او میشناسد گناہاں شمارا ودرجات ایمان شمارا واعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا و لہذا شہادت او در دنیا وآخرت بہ حکم شرع در حق امت مقبول وواجب العمل است

ویکون الرسول علیکم شہیدا

یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں۔ کیونکہ حضور نور نبوت سے ہر دین دار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے وہ رکا ہوا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجات ایمان کو اور تمہارے نیک اور بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص ونفاق کو (جو قلبی کیفیات ہیں اور ما فی الصدور کی چیزیں ہیں) جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اسی لیے حضور کی شہادت دنیا اور آخرت

ونفاقهم وغیرذلک بنور الحق[1] تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۲۳۰ طبع قدیم	تفسیر عزیزی پ ۲ ص ۵۱۸ محمدی لاہور	میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔
(۵) یاایها النبی انا ارسلناك شاهدا (پ ۲۲ الاحزاب ۴۵)	اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر (بناکر)	
(۶) انا ارسلناك شاهدا[1] (پ ۲۶ الفتح ۸)	بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر (بناکر)	

[1] قال العارف العلام الشیخ اسمعیل الحقی الحنفی تحت هذه الآیة "فانه لما کان اول مخلوق خلقه الله کان شاهدا بواحدانیة الحق وربوبیته وشاهدا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس والاجرام والارکان والاجسام والاجساد والمعادن والنبات والحیوان والملک والجن والشیطان والانسان وغیر ذلک لئلا یشذ عنه ما یمکن للمخلوق درکه من اسرار افعاله وعجائب صنعه وغرائب قدرته بحیث لایشارکه فیه غیره ولذا قال علیه السلام علمت ماکان ومایکون لانه شاهدا لکل وماغاب لحظة ..... فحصل له بکل حادث جری علی الانبیاء والرسل والامم فهوم وعلوم ثم انزل روحه فی قالبه لیزداد له نور علی نور فوجود کل موجود من وجوده وعلوم کل نبی وولی من علومه ..... وقال بعض الکبار ان مع کل سعید رقیقة من روح النبی صلی الله علیه وسلم هی الرقیب العتید علیه اه تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۲۲۵/۲۲۶ ج ۱۲ منه

(۷) انا ارسلنٰک الیکم رسولا شاھدا علیکم (پ۲۹ المزمل ۱۵)	بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے ہیں کہ تم پر حاضر وناظر ہیں

ان آیات قرآنیہ کے سمجھنے کے لئے دو باتیں خوب ذہن نشین کر لیں ایک یہ کہ "شاہد" کس سے ماخوذ و مشتق ہے اور اس کا کیا معنیٰ ہے۔ دوسری یہ کہ حضور کس پہ شاہد ہیں۔

(۱) "شاہد" شہود و شہادۃ سے ماخوذ ہے۔ شَھِدَ یَشْھَدُ وَشَھُدَ یَشْھُدُ، شھودا وشہادۃ حاضر ہونا۔ گواہی دینا۔ ان کے گھر کی لغت مصباح ص۴۲۶

امام اہل اللغۃ والتفسیر امام راغب اصفہانی (المتوفی ۵۰۲ھ) شہود اور شہادۃ کا معنیٰ بیان فرماتے ہیں۔

الشھود والشھادۃ الحضور مع المشاھدۃ اما بالبصر او بالبصیرۃ	شہود اور شہادت کا معنی، بصر یا بصیرت کیساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر ہونا

(المفردات فی غریب القرآن فی اللغۃ والادب والتفسیر وعلوم القرآن ص۲۶۹)

تو ثابت ہوا کہ شاہد کے معنیٰ "حاضر و ناظر" ہیں۔

(۲) باقی رہا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس پہ حاضر و ناظر ہیں۔ اگر علم معانی بیان سے مس ہے۔ تو تلخیص و مختصر المعانی و مطول وغیرہ سے معلوم ورنہ مفسرین قرآن کی زبانی سنو کہ حضور کس پہ حاضر و ناظر ہیں۔

آیت ۵ کی تفسیر میں مفسر قرآن، امام علامہ ابو سعود حنفی (متوفی ۹۸۱ھ/۹۸۲ھ) فرماتے ہیں

(یا یھا النبی انا ارسلنٰک
شاھدا) علی من
بعثت الیھم تراقب
احوالھم وتشاھد
اعمالھم وتتحمل منھم
الشھادة بما صدر
عنھم من التصدیق
والتکذیب وسائر
ماھم علیہ من الھدیٰ
والضلال وتودیھا
یوم القیامة اداء مقبولا
فیما لھم وما علیھم تفسیر
ارشاد العقل السلیم
الی
مزایا الکتاب الکریم
المشھور

تفسیر ابو سعود ۔ علی ھامش
تفسیر مفاتیح الغیب المشہور
تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۹۰

اے غیب کی خبریں دینے والے
(نبی) بے شک ہم نے بھیجا آپ
کو شاہد (حاضر وناظر) بنا کر ان
سب پر جن کی طرف آپ رسول
بنا کر بھیجے گئے آپ ان کے احوال
کی نگہبانی فرماتے ہیں۔ اور ان کے
اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ یعنی
ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں
سے دیکھتے ہیں اور آپ ان سے
تحمل شہادت فرماتے ہیں۔ یعنی انکے
گواہ بنتے ہیں۔ ان تمام چیزوں پر
جو ان سے صادر ہوئیں۔ تصدیق سے
اور تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں
سے جن پر وہ ہیں۔ ہدایت اور گمراہی
سے اور آپ اس شہادت کو ادا فرمائیں
گے۔ قیامت کے دن جو ادا مقبول
ہوگی۔ ان تمام باتوں میں جو ان کے
فائدے کے لیے ہوں گی اور ان تمام
باتوں میں جو ان کے نقصان کیلئے ہوگی

مفسر قرآن امام علامہ قاضی بیضاوی (متوفی ۶۹۲ھ/۶۸۶ھ وقیل ۷۹۱ھ) آیت ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ (شاہداً) علی من بعثت الیھم بتصدیقھم وتکذیبھم ونجاتھم وضلالھم"
تفسیر "انوار التنزیل واسرار التاویل" المعروف "تفسیر بیضاوی ص ۲۵۴ علی ہامش القرآن۔ مطبعۃ المصطفیٰ البابی الحلبی بمصر) وزرقانی علی المواہب ج ۶ ص ۱۷۴۔ یہی قاضی صاحب آیت ۶ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ "شاھدا" علی امتک "تفسیر بیضاوی ص ۵۱۲
مفسر قرآن امام علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی صاحب کنز الدقائق ومنار رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۱۰ھ) آیت ۵ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں (شاھدا) علی من بعثت الیھم وعلی تکذیبھم وتصدیقھم اے مقبولا قولک عند اللہ لھم وعلیھم تفسیر مدارک التنزیل علی ہامش الخازن ج ۳ ص ۴۷۲۔ ونحوہ فی روح البیان ج ۴ ص ۶۱۹۔
مفسر قرآن امام محی السنۃ علاؤ الدین خازن رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۱ھ) زیر آیت ۵ فرماتے ہیں۔
شاھدا علی الخلق کلھم یوم القیامۃ" تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف خازن ج ۳ ص ۴۷۲
مفسر قرآن امام علامہ جلال الدین محلی (متوفی ۸۶۴ھ) آیت ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔
شاھدا علی من ارسلت الیھم" تفسیر جلالین ص ۳۵۵ مطبوعہ نور محمد دہلی

مفسر قرآن علامہ سلیمان جمل رحمۃ اللہ تعالیٰ (متوفی سنہ ۱۱۹۶/۱۲۰۴ھ) اس کے ماتحت فرماتے ہیں۔ (قولہ علی من ارسلت الیھم) ای لتترقب احوالھم وتشاھد اعمالھم وتتحمل الشھادۃ علی ما صدر عنھم من التصدیق والتکذیب وسائر ما ھم علیہ من الھدی والضلال تودیھا یوم القیمۃ اداءً مقبولا فیما لھم وفیما علیھم۔ تفسیر الفتوحات الالٰھیۃ" المعروف تفسیر جمل ج ۳ ص ۴۴۲۔ علامہ محمود آلوسی حنفی آیت ۵ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

(شاھدا) علی من بعثت الیھم تراقب احوالھم وتشاھد اعمالھم وتتحمل عنھم الشھادۃ بما صدر عنھم من التصدیق والتکذیب وسائر ما ھم علیہ من الھدی والضلال وتودیھا یوم القیمۃ اداءً مقبولا فیما لھم وما علیھم۔ (تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۴۲)

امام فخر الدین رازی (متوفی سنہ ۶۰۶ھ) آیت ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں
انہ صلی اللہ علیہ وسلم شاھد علی الخلق" تفسیر مفاتیح الغیب المعروف تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۸۸۔

عن ابن عباس مرفوعًا... شاھدا علی امتک" اخرجہ ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والخطیب وابن عساکر" (تفسیر در منثور ج ۵ ص ۲۰۶) تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۶۔ تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۶۲۴ تحت آیت ۶۳

تفسیر مظہری ج ۷ ص ۳۸۶

ابن تیمیہ کا شاگرد ابن کثیر (متوفی سنہ ۷۷۴ھ) رقمطراز ہے۔

(شاهدا)۔۔۔۔ علی الناس باعمالھم۔ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۷

مفسر قرآن عارف باللہ تعالیٰ علامہ احمد صاوی علیہ رحمۃ الباری آیت ۵ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں۔

(شاھدا) علی من ارسلت الیھم) ای لتترقب احوالھم وتکون مشاھدا لما صدر منھم من الاعمال الحسنۃ والقبیحۃ اھ (تفسیر صاوی شریف ج ۳ ص ۲۲۳)

علامہ زرقانی اور امام قسطلانی آیت ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

(شاھدا علی الوحدانیۃ وشاھدا فی الدنیا باحوال الآخرۃ) ای بما یکون فیھا ذاتا اوصفۃ (من الجنۃ والنار والمیزان والصراط وشاھدا فی الآخرۃ باحوال الدنیا و) ذلک بان یشھد للمطیع (بالطاعۃ و) علی العاصی (بالمعصیۃ والصلاح) الواقع من المطیع (والفساد) من العاصی۔ زرقانی ج ۶ ص ۱۲۴۔

علامہ ملا علی قاری حنفی آیت ۵ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

(شاھداً) ای علی من بعثتک الیھم" شرح شفا ج ۱ ص ۱۱۴

نیز علامہ مولانا علی قاری حنفی آیت ۵ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

(شاھدا) ای علی ما بعثت الیھم بتصدیقھم وتکذیبھم ونجاتھم وضلالھم یوم القیامۃ۔ شرح شفا ج ۱ ص ۱۴۳)

اتمام حجت "محشر میں بھی امت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول کیا" تفسیر عثمانی صفحہ ۵۵۸

مفسرین اور محدثین کی عبارات منقولہ بالا " شاهدا علی من بعثت الیهم " علی من بعثتک الیهم " علی ما بعثت الیهم " " علی من ارسلت الیهم " سے یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر حاضر و ناظر ہیں۔ جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ تو آپ کائنات میں سے کس کس کی طرف رسول بن کر تشریف لائے۔ اس کا بیان خصوصیت و فضیلت ۵۲ میں مذکور ہوا۔ دوبارہ صحیح مسلم شریف کی حدیث سن لیں۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ارسلت الی الخلق کافۃ

یعنی میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۹ مشکوۃ ج ۲ ص ۵۱۲ مطبوعہ نور محمد

عبارات مذکورہ کو حدیث شریف سے ملایئے اور یوں کہئے کہ

شاهدا علی من (ما) ارسلت الیهم وارسلت الی الخلق کافۃ

حضور ان تمام پہ شاہد (حاضر و ناظر) ہیں۔ جن کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور وہ ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ حضور ساری مخلوق پر حاضر و ناظر ہیں۔ جس کو امام رازی اور علامہ خازن نے ان الفاظ سے بیان کیا (کما مر)

انه شاهد علی الخلق (رازی)، شاهدا علی الخلق کلهم (خازن)

فلله الحمد

ع در نظر بودش مقامات العباد ٭ زاں سبب نامش خدا شاہد نہاد

ناظرین کرام یہ ہے ہمارا وہ قرآنی عقیدہ کہ جس کی وجہ سے دیوبندی، وہابی

مکتب فکر کے لوگ ہیں اور ہمارے سلف صالحین اور بزرگان دین اور
عارفین کاملین اور آئمہ مفسرین و آئمہ محدثین کو مشرک کہتے ہیں ۔ اور
ابوجہل کے برابر گردانتے ہیں ۔
(دیکھو ۔ تقویۃ الایمان ص۸ باب۱ مطبوعہ فاروقی دہلی ۱۳۱۳ھ ۔
فتاوی رشیدیہ ج۱ ص۱۵ و ج۲ ص۴ ۔ بہشتی زیور ج۱ ص ۳۳/۳۴ و فتوی
ملحقہ بلغۃ الحیران از ص۲ تا ص۴ ۔ تبرید ص۱۰)
مسلمانو خدارا انصاف کرنا کہ جو مسئلہ صاف صاف قرآن شریف کی آیتوں
سے ثابت ہو اس کے ماننے کا نام شرک ہے تو وید کے ماننے کا نام اسلام
ہوگا ۔ ان لوگوں کو ہمیشہ کفار و ہنود سے انس و پیار رہا اور اسلام اور
بانی اسلام اور مسلمانوں سے بغض و عناد رہا ہے ۔ ملاحظہ ہوں (جنگ
آزادی مطبوعہ ملتان ۔ تاریخی حقائق مطبوعہ لاہور ۔ مکالمۃ الصدرین ۔
حیات طیبہ (رضائے مصطفےٰ ج۴ جلد، شمارہ ۱۲/۱۸ ص۱۶) حسینی سبیل
نادرست و حرام ۔ فتاوی رشیدیہ ج۲ ص۱۱۳ اور ہندوؤں کی سودی
سبیل درست فتاوی رشیدیہ ج۳ ص۱۱۳ ۔ طعام پہ فاتحہ پڑھنا
بدعت (فتاوی رشیدیہ ج۱ ص۱۵۴ و ص۱۶۰) روایات صحیحہ والا میلاد
شریف بھی ناجائز (فتاوی رشیدیہ ج۲ ص۱۵۵/۱۵۰) جس محفل میلاد شریف
اور عرس میں صرف قرآن خوانی ہو اور تقسیم شیرینی ہو وہ بھی ناجائز ۔ چالیس
روزہ روٹی بدعت، گیارہویں بدعت ۔ فتاوی رشیدیہ ج۳ ص ۹۶
دفینی کوا کھانا ثواب، چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی ٹھیک ۔ فتاوی رشیدیہ ج۲ ص۱۳۰

ہندو تہوار ہولی دیوالی کا طعام کھیلیں اور پوریاں درست ہیں فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳ - اور اس کے علاوہ ان کے اتباع نے اور بہت سے اضافے کئے ہیں۔ جیسے گاندھی اور نہرو پر سلام کہا گیا اور پڑھایا گیا (ادھر حضور علیہ السلام پہ صلوٰۃ وسلام بدعت -) سچ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ ..... فیقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان الحدیث (بخاری و مسلم) مشکوٰۃ ص ۵۳۵

ناظرین حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت ایک اور آیت قرآنی سے ملاحظہ فرماویں۔

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم۔ (پ ۲۱ احزاب ۶)	نبی مسلمانوں کی جان سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

روئے مبارک سوئے یاران کرد و فرمود الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین من انفسھم نمیدانید شما کہ من نزدیک تر و دوست ترم بمومناں از ذاتہای ایشاں چنانکہ در قرآن مجید ہم مذکور است کہ النبی اولی بالمومنین	یعنی جب حضور منزل غدیر خم پہ پہنچے صحابہ کی طرف رخ انور کیا۔ اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ بے شک میں مومنوں سے بنسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک اور زیادہ دوست ہوں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بھی مذکور ہے کہ "نبی مومنوں سے

من انفسھم ... قالوا بلی گفتند صحابہ آرے تو نزدیک ترین و دوست ترین بموناں ہستی از نفوس ایشاں (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۰۱)	بنسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک ہے۔ صحابہ نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ آپ مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک اور زیادہ دوست ہیں

شیخ محقق کے اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کا مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے نزدیک ہونا (۱) فیصلہ قرآن ہے۔ (۲) اور فرمانِ محبوب رحمٰن ہے (۳) اور صحابہ کرام کا اقرار و اذعان ہے۔

نیز شیخ محقق فرماتے ہیں "

النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم....

پیغمبر نزدیک تراست بموناں از ذاتہائے ایشاں۔	حضور مومنوں سے بنسبت ان کی ذات کے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۸۱)

فریق مخالف کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں۔

النبی اولی بالمومنین من انفسھم جس کے یہ معنیٰ ہیں کہ نبی زیادہ نزدیک ہے۔ مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے اعنی ان کی جانیں ان سے اتنی نزدیک نہیں جتنا نبی ان سے نزدیک ہے اصل معنیٰ اولی کے اقرب ہیں۔ (آب حیات ص ۵۸)

نیز وہی نانوتوی صاحب لکھتے ہیں۔

"النبی اولی بالمومنین من انفسھم" کو بعد لحاظ صلہ من انفسھم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔ کیونکہ اولی بمعنی اقرب ہوا۔ تحذیر الناس ص۱۰۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر ہونے کا مسئلہ آیات قرآنیہ "ارشادات ربانیہ سے موافق و مخالف کے ترجموں اور تفسیروں سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا۔ ان مذکورہ آیات کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ میں انہیں پہ اکتفا کرتا ہوں ماننے والے کے لئے اس قدر کافی اور ضدی لا نسلم والے کے لئے مکمل قرآن غیر وافی۔ اس موضوع پہ چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

مامن مومن الا وانا اولی الناس بہ فی الدنیا والآخرۃ۔ اخرجہ البخاری ج۱ ص۳۲۳	کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں تمام لوگوں کی بنسبت اس سے زیادہ قریب ہوں۔

وج۲ ص۸۰۵) وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ، تفسیر در منثور ج۵ ص۱۸۲

ایک اور روایت میں یوں ہے۔ انا اولی بالمؤمنین من انفسھم اخرجہ الطیالسی، وابن مردویہ عنہ تفسیر در منثور ج۵ ص۱۸۳	میں تمام مومنوں سے بنسبت ان کی جانوں کے زیادہ قریب ہوں

(۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔

انا اولی بکل مومن من نفسہ

میں ہر مومن سے اس کی جان کی بہ نسبت زیادہ نزدیک ہوں۔

اخرجہ احمد وابوداؤد وابن مردویہ، درمنثور ج ۵ ص ۱۸۲۔

(۳) حضرت بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ نے فرمایا۔

یا بریدۃ الست اولی بالمؤمنین من انفسھم قلت بلی یارسول اللہ

اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد والنسائی۔

تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۱۸۲۔

اے بریدہ کیا میں تمام مومنوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب نہیں ہوں میں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ آپ واقعی تمام مومنوں سے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اولیٰ ولی سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے، اور ولی کا معنیٰ الواب الصرف ص ۱۱۲ ہی میں دیکھ لیں۔ "الولی" "نزدیک شدن" نزدیک ہونا ص ۹۲ اور ان کی مصباح ص ۹۵۵ پر ہے "ولیا" قریب ہونا۔ اگر اب بھی میں اس معنیٰ میں مجرم ہوں تو مجھ سے پہلے شیخ محقق اور فریق مخالف کے پیشوا نانوتوی مجھ سے پہلے مجرم ہوں گے۔ یہ تو پڑھا کہ حضور سب کے قریب ہیں۔ اب یہ سنو کہ حضور سے قریب کون ہیں۔ دان کے قرب سے کون مستفیض ہوتے ہیں

عن معاذ بن جبل قال لما
بعثه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه
وسلم الی الیمن خرج معه رسول
اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوصیه
ومعاذ راکب ورسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیه وسلم یمشی
تحت راحلته فلما فرغ
قال یا معاذ انك عسی
ان لا تلقانی بعد عامی
ھذا ولعلك ان تمر بمسجدی
ھذا وقبری فبکی معاذ جشعا
لفراق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیه وسلم ثم التفت فاقبل
بوجهه نحو المدینة فقال
ان اولی الناس
بی المتقون من کانوا
وحیث کانوا۔
رواہ احمد فی مسندہ
ج ۵ ص ۲۳۵۔ مشکوٰۃ شریف

یعنی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن
کی طرف بھیجا تو حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام ان کے ساتھ وصیت
فرماتے ہوئے تشریف لے گئے
معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے۔ اور
حضور ان کی سواری کے نیچے پیادہ
چلتے تھے۔ جب آپ (وصیت سے)
فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ قریب
ہے کہ تو مجھے نہ ملے گا۔ میرے اس
سال کے بعد اور شاید تو میری مسجد
اور میری قبر پر گذرے۔ یہ سن کر
حضرت معاذ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے فراق کے غم سے رونے
لگے۔ تو آپ نے ادھر سے التفات
کر کے مدینہ طیبہ کی طرف منہ کیا
اور فرمایا کہ میرے بہت قریب
وہ لوگ ہیں۔ جو متقی ہیں جو ہوں

کتاب الرقاق فصل ۳ ص ۴۴۵ ۴۴۶) اور جہاں ہوں۔
اس حدیث پاک سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ (۱) حضور فخر عالم کی تواضع وانکساری (۲) حضور کو اپنے وصال شریف کا علم (۳) اور حضرت معاذ کی زندگی کا علم (۴) اور حضرت معاذ کے مزار شریف پر آنے کا علم (یہ جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا) (۵) محبوب خدا کے فراق میں رونا (۶) معاذ کو ارشادات نبویہ کے وقوع کا یقین (۷) متقی لوگوں کا حضور کے قریب ہونا اگرچہ ظاہرا کتنا دور کیوں نہ ہوں (۸) حضور کا حضرت معاذ کو تسلی دینا کہ تو بظاہر یمن میں ہوگا اور باطن میں میرے قریب ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم ولنعم ما قیل ؎

گر بمنی در یمنی پیش منی ∴ گر بے منی پیش منی در یمنی

شیخ محقق اس حدیث پاک کے ماتحت رقمطراز
ان اولی الناس بی المتقون وفرمود قریب ترین مردم بمن پرہیزگار اند من کانوا وحیث کانوا ہر کسانے کہ باشند و ہر جا کہ باشند این وصیت و تسلیہ است مر معاذ را کہ باید تقوی ورزی و بر فراق ما غم نخوری چوں از متقیاں باشی بصورت اگر جدا باشی بمعنی باما ئی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۰۹)
معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم تو سب کے قریب اور ہر ایک کے نزدیک ہیں۔ مگر ہیں ملائکہ کی طرح پوشیدہ آپ کے قرب اور دیدار سے وہی فیضیاب ہوتے ہیں۔ جن سے بوجہ مجاہدات وریاضیات وکثرت درود شریف کے حجابات دور کر دیئے گئے۔ پھر وہ تقوی کی وجہ سے جمال جہاں آرا

کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ اور قلوب کو تسکین بخشتے ہیں۔ اور نور ایمان بڑھاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔ اللھم اجعلنی من المتقین لکی ابرد نظری واسکن قلبی من رویتہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہے اندھے نہ دیکھنے والے (یعنی غیر متقی" حضور کے قرب سے فیضیاب نہ ہونے والے) تو وہ دو قسم ہیں۔ ایک تسلیمی اندھے جو آنکھ والوں اور دیدار کرنے والوں کی بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرے وہ ضدی بدبخت اندھے جو خود تو دیکھ نہیں سکتے۔ پھر آنکھ والوں کی بات بھی تسلیم نہیں کرتے۔

امام قرطبی متوفی سہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان موت الانبیاء انما ھو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لاندرکھم، وان کانوا موجودین احیاء وذلک کالحال فی الملائکۃ فانھم موجودون احیاء ولا یراھم احد من نوعنا الامن خصہ اللہ تعالیٰ بکرامتہ

اھ۔ تذکرۃ للقرطبی ص

یعنی انبیاء کی پردہ پوشی کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ ہم (عوام) سے غائب ہوگئے ہم (عوام) ان کا ادراک نہیں کرتے۔ اگرچہ انبیا کرام اب بھی بعد پردہ پوشی کے موجود ہیں زندہ ہیں۔ تو یہ ملائکہ کی طرح ہے کہ فرشتے بھی زندہ موجود ہیں ہم میں سے کوئی انہیں نہیں دیکھتا مگر وہ کہ جسے اللہ تعالےٰ نے اپنی کرامت وفضل وکرم سے مخصوص فرمایا۔

تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک للسیوطی ص الحاوی للفتاوی للسیوطی جز ۲ ص ۴۵۱ -

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ بہت سے واقعات واحادیث رؤیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم (یقظۃً) نقل کر کے فرماتے ہیں۔

فحصل من مجموع ھذہ النقول والاحادیث ان رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حی بجسدہٖ وروحہ وانہ یتصرف ویسیر حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وھو بھیئتہ التی کان علیھا قبل وفاتہ لم یتبدل منہ شئی وانہ مغیّب عن الابصار کما غیبت الملائکۃ مع کونھم احیاء باجسادھم فاذا اراد اللہ تعالیٰ رفع الحجاب عمن اراد کرامہ برؤیتہ راٰہ علی ھیئتہ التی

یعنی ان نقول اور احادیث مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم روح مع جسد زندہ ہیں اور بے شک آپ زمین کے گوشوں میں اور عالم غیب فرشتوں کے عالم میں عالم الروح میں جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں۔ اور تصرف فرماتے ہیں۔ اور آپ اسی ہیئت پہ ہیں جس پہ قبل از پردہ پوشی تھے۔ اس ہیئت وشکل وصورت سے کچھ نہ بدلا۔ اور بے شک آپ آنکھوں سے چھپائے گئے ہیں۔ جیسے کہ فرشتے چھپائے گئے ہیں حالانکہ وہ بھی بمع اجساد زندہ ہیں۔ تو جس کو اللہ تعالیٰ

دیدار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی دولت سے نوازنا چاہتا ہے
اس سے پردے ہٹا لیتا ہے تو وہ
خوش قسمت حضور کو ان کی اصلی
وحقیقی ہیئت وشکل وصورت پہ
دیکھتا ہے۔ جسد عنصری کے دیکھنے
سے کوئی مانع نہیں اور رؤیۃ جسم
مثالی کی تخصیص کی طرف کوئی
داعی نہیں۔

ھو علیھا لا مانع
من ذلک
ولا داعی
الی التخصیص
برؤیۃ المثال
الحاوی للفتاوی
ج ۲ ص ۵۳۴
تفسیر روح المعانی
پ ۲۲ ص ۳۴

اب ان اولی الناس بی المتقون کے ماتحت واقعات کثیرہ سے چند واقعات ملاحظہ فرماویں کہ متقی لوگ کیسے حضور کے نزدیک ہیں اور آپ کے قرب سے فیضیاب ہوتے رہے ہیں۔

(۱) امام جلال الدین سیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ھ رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۵ مرتبہ جاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کی آنکھوں سے دیکھا اور بہت سی حدیثوں کے متعلق حضور سے پوچھا اور آپ کی تصحیح کے بعد امام سیوطی نے ان کو صحیح کہا۔ جن کو محدثین نے اپنے طرق سے ضعیف کہا تھا۔ کما مر (میزان کبریٰ للشعرانی ج۱ ص۴۴ ۔ مطبعہ حجازی قاہرہ۔ و ج۱ ص۴۴ مطابق مطبع مصطفی البابی الحلبی بمصر۔ سعادت دارین للنبہانی ص۴۳۷ الفتح القدیر للنبہانی ج۱ ص۷ مطبوعہ مصر وایضاً فیہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

قال لہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقظۃ" یا شیخ الحدیث" وبشرہ بانہ من اھل الجنۃ من غیر عذاب یسبق۔ ورحمت کائنات وفیض الباری للکشمیری ج ۱ ص ۲۰۴ اس میں ۷۵ کی بجائے ۲۲ مرتبہ کا ذکر ہے۔)

(۲) امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۸ ساتھیوں کے ساتھ صحیح بخاری جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پڑھی (ان آٹھ میں ایک حنفی تھا) فیض الباری للکشمیری ج ۱ ص ۲۰۴)

وھذا ایضاً مر۔

(۳) امام ابو محمد بن جمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث منتخبہ من البخاری کی تعلیقات میں فرماتے ہیں۔

وقد ذکر عن بعض الصحابۃ۔ قال السیوطی اظنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فتذکر ھذا الحدیث۔ یقول الفیضی یعنی الحدیث الصحیح" وھو ھذا "من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ"

یعنی صحابہ سے یہ منقول ہے (امام سیوطی فرماتے ہیں۔ میرے گمان میں یہ حضرت عبداللہ بن عباس کا واقعہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا پھر اس حدیث صحیح کو یاد کیا کہ حضور نے فرمایا ہے۔ جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ عنقریب مجھے جاگتے ہوئے دیکھے

رواه البخاری ومسلم وابوداؤد
عن ابی هریرة
والطبرانی من حدیث
مالك بن عبد الله
الخثعمی، ومن حدیث
ابی بکرة والدارمی من حدیث
ابی قتادة- وبقی یفکر فیه ثم
دخل علی بعض ازواج النبی-
قال السیوطی اظنها میمونة -
فقص علیها قصته فقامت
واخرجت له مرآته صلی الله علیه وسلم
قال رضی الله عنه فنظرت فی المرأة
فرایت صورة النبی صلی الله علیه وسلم ولم ار
لنفسی صورة اهـ

گا- تو حضرت ابن عباس اسی فکر
میں رہے پھر ازواج مطہرات
سرور کائنات میں سے بعض کے پاس
حاضر ہوئے (بظن امام سیوطی وہ
ام المومنین حضرت میمونہ تھیں رضی اللہ
تعالی عنہا) اور ان کو اپنا قصہ
سنایا تو ام المومنین اٹھیں اور حضور
اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
کا آئینہ مبارک صحابی رسول کو دیا-
حضور کے صحابی فرماتے ہیں- میں نے
جو آئینہ میں دیکھا تو حضور کی صورت
پاک نظر آئی- مجھے اپنی شکل وصورت
آئینہ میں نظر نہ آئی-

تنویر الحلک والحاوی للفتاوی للسیوطی ج ۲ ص ۲۳۸ / ۲۳۹ مطبعة السعادة بمصر
سعادت الدارین للنبهانی ص ۴۱۳ -

حجۃ الاسلام امام غزالی صوفیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

انهم وهم فی یقظتهم یشاهدون الملائكة وارواح الانبیاء
ویسمعون منهم اصواتا- ویقتبسون منهم فوائد ثم یترقی الحال

من مشاهدة الصور والامثال الی درجات یضیق عنها نطاق النطق" المنقذ من الضلال للغزالی ص والحاوی للفتاوی للسیوطی ج۲ ص۲۶۱ فتاوی حدیثیہ لابن حجر ص۲۵۵

شیخ اکمل الدین بابرتی حنفی حدیث من رآنی کے تحت شرح مشارق میں فرماتے ہیں۔

ومن حصل الاصول الخمسة (الاشتراک فی الذات او فی صفة فصاعدا او فی حال فصاعدا او فی الافعال او فی المراتب) وثبتت المناسبة بینه وبین ارواح الکمل الماضین اجتمع بهم متی شاء الحاوی للفتاوی للسیوطی ج۲ ص۲۶۳

(۴) غوث الثقلین حضرت پیر محبوب سبحانی سیدی الشیخ السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر سے قبل (جاگتے ہوئے بغداد شریف میں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا آپ نے فرمایا اے پیارے بیٹے تقریر کیوں نہیں کرتے میں نے عرض کی اے والد مکرم (سید العرب والعجم) میں عجمی مرد ہوں۔ فصحاء بغداد پر کیسے کلام کروں تو آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو۔ میں نے کھولا تو سات دفعہ حضور نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا لوگوں کو وعظ ونصیحت کرو اور حکمۃ وموعظہ حسنہ سے لوگوں کو رب کے راستہ کی طرف بلاؤ پھر میں ظہر کی نماز پڑھ کے بیٹھا ہی تھا کہ میرے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے اور مجھ پہ کلام ملتبس ہو گیا تو میں نے حضرت علی کو اپنے سامنے مجلس میں کھڑا دیکھا آپ نے فرمایا اے

پیارے بیٹے وعظ کیوں نہیں کرتے میں نے عرض کی اے والد مکرم مجھ پہ کلام ملتبس ہوگیا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا تم اپنا منہ کھولو میں نے اپنا منہ کھولا تو میرے منہ میں حضرت علی نے چھ دفعہ اپنا لعاب مبارک ڈالا میں نے عرض کی سات دفعہ کیوں نہیں پورا فرماتے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ادب کا لحاظ ہے۔ (کہیں برابری نہ ہو) پھر مجھ سے غائب ہوگئے۔ پھر میں نے ان لفظوں سے تقریر شروع کی "غواص الفکر یغوص فی بحر القلب علی درر المعارف فیستخرجہا الی ساحل الصدر فینادی علیہا ترجمان اللسان فتشتری بنفائس اثمان حسن الطاعۃ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع"

(طبقات الاولیاء للشیخ سراج الدین بن الملقن ص۔۔۔" الحاوی للفتاوی للسیوطی ج ۲ ص $\frac{۲۴۳}{۲۴۴}$ ۔ سعادت الدارین للنبہانی ص ۴۲۱ ۔ بہجۃ الاسرار شریف ص $\frac{۲۵}{۲۶}$ ۔ فتاوی حدیثیہ لابن حجر تحت سوال ھل تمکن رویۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الیقظۃ ص ۲۵۶ ۔ تفسیر روح المعانی پ ۲۲ ص $\frac{۳۳}{۳۴}$ ۔

(۵) شیخ عبد الغفار بن نوح القوصی اپنی کتاب "وحید" میں فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ شریف میں شیخ عبد اللہ دلاصی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی انہوں نے مجھے بتایا کہ تمام عمر میں میری ایک نماز صحیح ہوئی ہے۔ فرمایا وہ اس طرح کہ میں صبح کی نماز کے لئے مسجد حرام میں تھا۔ جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی میں نے بھی تکبیر تحریمہ کہی تو مجھ پہ ایک کیفیت طاری ہوگئی میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو دیکھا آپ بحیثیت امام نماز پڑھا رہے ہیں اور آپ کے پیچھے عشرہ (مبشرہ) ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتا رہا یہ ۱٦٧٣ھ کا واقعہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے پہلی رکعت میں سورہ مدثر پڑھی اور دوسری رکعت میں عم یتساءلون پڑھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے آپ نے یہ دعا مانگی "اللھم اجعلنا ھداۃ مھتدین غیر ضالین ولا مضلین، لا طمعا فی برك ولا رغبة فیما عندك لان لك المنة علینا بایجادنا قبل ان لم نكن فلك الحمد علی ذلك لا الٰه الا انت" جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دعا سے فارغ ہوئے تو ہمارے ظاہری امام نے سلام پھیرا تو میں نے اس کا سلام سنا پھر میں نے بھی سلام پھیرا۔ الحاوی للفتاوی جز ۲ صـ ۲۴۵

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تعالیٰ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ الْاَعْلٰی کہ میرے استاذ اول ومرشد وشیخ کامل قطب العارفین سید الواصلین والموصلین عدیم النظیر فی العلم والعرفان والتدریس والاحسان والخلق واللمعان سند العشق والوجد محب النبی الاحد حضرت قبلہ سیدی ومولائی فیض محمد الشاہ جمالی قدس سرہ العالی (متوفی ۸ رجب ۱۳٦۴ھ مرقدہ فی قریۃ سندیلہ من مضافات دیرہ غازی خاں یزار ویتبرک ویستفاد ویستفاض منہ) آپ بارہا عالم رویا میں اور جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مستفیض ہوئے اور بہت دفعہ حضور سے مسائل دریافت کیے اور حدیثوں کے متعلق پوچھا۔ ایک دفعہ آپ نے حضور قاسم جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے جنت کی ٹکٹ مانگی حضور نے فرمایا ابوبکر صدیق سے مہر لگوالاؤ چنانچہ آپ ابوبکر صدیق سے مہر لگوالائے پھر جنت کی ٹکٹ حاصل کی۔ آپ تو آپ آپ کے بعض مریدوں کو بھی شیخ عبداللہ دلاصی کی جیسی ایک نماز نصیب ہوئی ہے۔ ماہ شوال ۱۳۷۸ھ کا واقعہ ہے جس سال اس فقیر کی دستار بندی ہوئی رازی دوران شیخ الحدیث حضرت قبلہ علامہ سیدی واستاذی سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی کے مدرسہ انوار العلوم ملتان کا سالانہ جلسہ تھا۔ حضرت مرشد کریم قبلہ شاہ جمالی رحیم کے بعض مریدوں نے انوار العلوم کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے بحالت تشہد حضور سرور کائنات کو مدرسہ انوار العلوم سے جلسہ گاہ انوار العلوم باغ لانگے خاں کی طرف جاتے دیکھا کہ حضور مبارک ہاتھ کے اشارہ سے لوگوں کو جلسہ کی شمولیت کے لئے بلاتے تھے۔ فللّٰہ الحمد :- کاتب الحروف فقیر منظور احمد فیضی ابن استاذ العلماء العارف الکامل حضرت مولانا محمد ظریف صاحب دام رضاہ علیٰ لامعہ اپنے مرشد کریم حضرت قبلہ شاہ جمالی غریب نواز کی خدمت عالیہ میں عرض کرتا ہے۔ ؎

خواجہ من قبلہ من دین من ایمان من
یک نگاہے گاہے گاہے از طفیل پنجتن
آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند!
آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند

(۶) امام سیوطی فرماتے ہیں کہ کسی ولی کی حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ کسی

فقیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اس فقیہ نے ایک حدیث بیان کی ولی نے اس فقیہ سے فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا تجھے کیسے پتہ چل گیا کہ یہ حدیث باطل ہے۔ ولی نے فرمایا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سر پر قیام فرما ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ یہ حدیث میں نے نہیں کہی۔ پھر فقیہ سے بھی پردے ہٹا لئے گئے۔ چنانچہ اس فقیہ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۴۶) سعادت دارین ص ۴۳۲

(۷) حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محاصرہ کے وقت حضور میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا۔

یا عثمان حصروک قلت نعم قال عطشوک قلت نعم فادلی لی دلواً فیه ماء فشربت حتی رویت حتی انی لاجد برده بین ثدیی وبین کتفی فقال ان شئت نصرت علیهم وان شئت	یعنی اے عثمان تمہیں انہوں نے گھیرا ہوا ہے میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ حضور نے فرمایا تجھے انہوں نے پیاسا رکھا ہے عرض کی جی ہاں تو حضور نے ڈول لٹکا دیا۔ اس میں پانی تھا تو میں نے سیراب ہو کے پیا یہاں تک کہ میں اس پانی کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ میں اور دو کاندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ پھر حضور نے فرمایا اگر

افطرت عندنا فاخترت ان افطر عندہ فقتل ذلک الیوم	تو چاہے تو تیری ان پر امداد کی جائے اور اگر تو چاہے تو ہمارے ہاں افطار کرنا تو میں نے حضور کے ہاں افطار کرنے کو پسند کیا۔ تو اسی دن حضرت عثمان شہید کیے گئے۔

یہ واقعہ حضرت عثمان نے حضرت عبداللہ بن سلام کو بیان فرمایا جب کہ وہ بوقت محاصرہ ان کو ملنے کے لئے گئے۔ اخرجھا الحارث بن ابی اسامۃ فی مسندہ وغیرہ۔ (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۴۴۸)

دو حدیثیں اور بس ہیں اگرچہ وہ نومی واقعے ہیں لیکن میرے موضوع سے کچھ نہ کچھ متعلق ضرور ہیں۔

(۸) امام احمد و بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ سنبل معنبر وگیسوئے معطر بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں۔ دست مبارک میں ایک خون بھرا شیشہ ہے۔ یہ حال دیکھ کر دل بے چین ہو گیا۔ میں نے عرض کیا اے آقا، قربانت شوم یہ کیا حال ہے فرمایا حسین اور ان کے رفیقوں کا خون ہے۔ میں اسے آج صبح سے اٹھا تا رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اس تاریخ و وقت کو یاد رکھا جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام اسی وقت شہید کیے گئے۔ مشکوٰۃ شریف

باب مناقب اہل البیت فصل ۳ ص ۵۷۲ ۔ احیاء العلوم للغزالی ج ۴ ص ۴۳۱
عجیب جدا ۔ اخرجہ ابن بنت منیع والبو عمر والحافظ السلفی وفی
الذخائر ۔ مرقات ج ۵ ص ۶۰۹ ۔

(۹) بی بی سلمیٰ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں ۔ کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گئی ۔ آپ رو رہی تھیں، میں نے عرض کی کس چیز نے آپ کو رلایا فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے سر اقدس اور داڑھی مبارک پہ غبار تھی ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیا ہے ۔ فرمایا شہدت قتل الحسین انفاً ابھی ابھی شہادت حسین پر حاضر ہوا ۔ رواہ الترمذی ج ۲ ص ۲۱۸ قبیل والحاکم والبیہقی ۔ قواہ القاری فی المرقات ج ۵ ص ۶۰۵ ۔ مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل البیت فصل ۲ ص ۵۷۰ ۔ حاضر و ناظر ہونے والے محبوب پہ اور ان کے پیارے نواسے پہ لاکھوں درود وسلام ہوں ۔

(۱۰) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن وہ بزرگ (جو حافظ قرآن تھے اور لوگوں کے اختلاط سے بچنے کے لئے جنگل کی مسجد میں رہا کرتے تھے) اور حضرت حافظ سید عبداللہ قدس سرہ قرآن شریف کا دور کر رہے تھے ۔ کہ عربی شکل کے لوگ سبز پوش فوج در فوج ظاہر ہوئے اور ان کے سردار مسجد کے قریب کھڑے ہو کر اس حافظ و قاری صاحب سے قرآن شریف سنتے رہے

اور فرمایا بارک اللہ تعالیٰ ادیت حق القرآن اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے تو نے قرآن شریف کا حق ادا کیا یہ کہکر واپس ہو گئے۔ اس حافظ صاحب کی یہ عادت تھی کہ بوقت تلاوت قرآن پاک آنکھوں کو خوب بند کر لیتے تھے اور کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ جب حافظ صاحب نے سورۃ ختم کی تو حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب سے پوچھنے لگے کہ یہ کون لوگ تھے۔ کہ جن کی ہیبت کی وجہ سے میرا دل کانپتا تھا۔ لیکن عزت قرآن کی وجہ سے میں نہ اٹھا۔ سید صاحب نے فرمایا اس شکل و صورت ولباس کے لوگ تھے۔ جب ان کے سردار پہنچے تو مجھ سے نہ رہا گیا میں تو ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا (تعظیمی قیام کیا) سید صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہم یہی باتیں کر رہے تھے۔ کہ ایک اور مرد اسی شکل و وضع کا آیا اور فرمانے لگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم گذشتہ رات اصحاب کے مجمع میں بیٹھے تھے اور اس جنگل کے رہنے والے حافظ صاحب کی تعریف کر رہے تھے۔ اور فرماتے تھے کل علی الصبح اس کو دیکھیں گے اور اس کا قرآن سنیں گے۔ تو کیا حضور تشریف لائے ہیں یا نہ اگر تشریف لائے تھے تو اب کہاں گئے ہیں۔ جب حافظ صاحب اور سید صاحب نے یہ کلمات سنے دائیں بائیں دوڑے اور کچھ اثر نہ دیکھا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ حضرت والد صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد کافی مدت تک اس جنگل میں خوشبو محسوس ہوتی رہی یہ عالم بیداری کا واقعہ ہے۔ (انفاس العارفین صہ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

(۱۱) شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم شاہ عبدالرحیم دہلوی فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ مجھے بخار چڑھا اور مرض اتنا لمبا ہوا کہ زندگی کی امیدیں ختم ہوگئیں تو اس وقت مجھ پہ غنودگی طاری ہوئی تو اس غنودگی میں شیخ عبدالعزیز ظاہر ہوتے فرمایا اے بیٹے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری طبع پرسی کے لئے تشریف لانے والے ہیں اور شاید اس طرف سے آئیں کہ جس طرف تیرے پاؤں ہیں لہذا چارپائی کو بدل لو تاکہ حضور کی طرف پاؤں نہ ہوں۔ اس کے بعد مجھے افاقہ ہوا بولنے کی طاقت نہ تھی۔ حاضرین کو اشارہ کیا کہ میری چارپائی کو بدلو۔ چنانچہ چارپائی کی سمت کو بدلا گیا۔ اس کے بعد حضور تشریف لائے اور فرمایا کیف حالک یابنی اے بیٹے (کل تقی فھو آلی کے تحت فرمایا ورنہ آپ ظاہراً آل رسول نہیں۔ سید نہیں بلکہ فاروقی ہیں۔) تیرا کیا حال ہے اس پیاری گفتار کی حلاوت مجھ پہ ایسی طاری ہوئی کہ وجد اور رونا اور عجیب اضطراب مجھ پہ ظاہر ہوا حضور نے مجھے اس طرح گلے لگایا کہ حضور کی ریش مبارک میرے سر پہ تھی۔ اور آپ کا قمیص مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس وجد سے تسکین ہوئی۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کافی عرصہ سے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے شریف کی آرزو رکھتا ہوں۔ کتنا کرم ہوگا کہ اگر اس وقت کچھ عطا فرمادیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے اس دل کے بھید پہ مطلع ہوگئے۔ اور اپنی ریش مبارک پر ہاتھ شریف پھیرا اور دو بال مبارک

میرے ہاتھ میں دئیے میرے دل میں آیا کہ کیا یہ دو بال مبارک عالم بیداری میں بھی میرے پاس ہوں گے یا نہ۔ میرے اس راز پہ بھی حضور مطلع ہو گئے اور فرمایا کہ یہ دونوں بال عالم بیداری میں بھی تیرے پاس باقی رہیں گے اس کے بعد صحت کلی اور درازی عمر کی خوشخبری دی تو اس وقت مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے چراغ طلب کیا اور وہ بال مبارک میں نے اپنے ہاتھ میں نہ پائے میں مغموم ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف میں نے توجہ کی اونگھ آئی حضور متمثل ہوتے اور فرمایا اے بیٹے میں نے وہ دو بال حفاظت کے لئے تیرے تکئے کے نیچے رکھ دئے ہیں۔ وہاں سے اٹھالینا مجھے افاقہ ہوا میں نے ان بالوں کو وہاں سے اٹھایا اور ایک جگہ میں نے ان بالوں کو تعظیم سے محفوظ رکھ لیا۔ ان دو بالوں کی خاصیتوں سے ایک خاصیت یہ تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے پیچیدہ ہوتے جب درود شریف پڑھا جاتا۔[1] دوسری یہ ہے کہ ایک مرتبہ تین شخصوں نے منکرین سے امتحان طلب کیا میں اس بے ادبی پہ راضی نہ ہوا کہ حضور کے بالوں کا امتحان کرتے رہیں۔ جب مناظرہ لمبا ہو گیا تو وہ منکرین ان بالوں کو باہر دھوپ میں لے گئے۔ فوراً اسی وقت ابر کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور ان پہ سایہ کر لیا حالانکہ سورج سخت گرم تھا ابر کا موسم نہ تھا۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ ان تین سے ایک نے توبہ کر لی وہ منکر سے مقر بن گیا کہ یہ واقعی حضور کے بال ہیں۔ اور باقی دو کہنے لگے۔ کہ یہ اتفاقی بات ہے تو وہ دوسری دفعہ بالوں کو باہر لے گئے۔ فوراً ابر ظاہر ہوا اور سایہ کر لیا۔ دوسرے نے بھی توبہ کر لی

[1] ہر ایک ان میں سے جدا جدا کھڑا ہو جاتا۔

تیسرے نے کہا یہ بھی اتفاقی بات ہے۔ وہ تیسری بار دھوپ میں لے گیا فوراً ابر نے سایہ کر لیا پھر اس نے بھی توبہ کر لی۔ ایک اور دفعہ بہت سے لوگ زیارت کرنے کے لیے جمع ہوئے میں نے قفل (تالا) کھولنے کی ہر چند کوشش کی تالا نہ کھلا میں نے توجہ کی (مراقبہ کیا) معلوم ہوا کہ اس مجمع میں فلاں شخص بحالت جنب (ناپاکی) ہے اس کی ناپاکی کی وجہ سے تالا نہیں کھلتا میں نے عیب پوشی کرتے ہوئے حکم دیا کہ سب غسل کر لیں۔ وہ جنب والا مجمع سے باہر گیا تو اسی وقت تالا بآسانی کھل گیا اور ہم نے زیارت کی۔

(انفاس العارفین ص ۱۴۱/۱۴۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

(۱۲) شیخ عبدالغفار بن نوح قوصی اپنی کتاب "الوحید" میں فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ابو یحییٰ کے اصحاب سے ایک بزرگ ابو عبداللہ اسوانی اخمیم میں مقیم تھے۔ وہ خبر دیتے تھے۔ کہ

انہ یری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کل ساعة	میں ہر وقت حضور کو دیکھتا ہوں

الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۶۳ سعادت دارین ص ۴۳۱ مطبوعہ مصر

(۱۳) شیخ ابو العباس مرسی قدس سرہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

لی اربعون سنة ما حجبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لو حجب عنی رسول اللہ	یعنی مجھے چالیس سال ہو گئے کہ میں ایک لمحہ کیلئے بھی حضور سے اوجھل نہ ہوا ہر وقت حضور کو دیکھتا ہوں اور اگر پل جھپکنے کے برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین
ما عددت نفسی من المسلمین
الطبقات الکبریٰ للشعرانی ج۲ ص۱۴

مجھ سے اوجھل ہو جائیں اور میں
حضور کو نہ دیکھوں تو میں اپنے آپ
کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں۔

جامع کرامات الاولیاء للنبہانی ج۱ ص۵۲۰ ۔ لطائف المنن للشیخ تاج الدین
بن عطاء اللہ ص ، تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک ص ۱۳
الحاوی للفتاوی للسیوطی ج۲ ص۲۲۴ ۔ طبع ثالث مطبعہ السعادۃ بمصر ۱۳۷۸ھ
سعادت الدارین للنبہانی ص۴۱۹ ۔ تفسیر روح المعانی پ۲۲ ص $\frac{۳۳}{۳۴}$ ۔

(۱۴) عارف نبہانی امام عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وقد بلغنا عن الشیخ ابی
الحسن الشاذلی وتلمیذہ
الشیخ ابی العباس المرسی
وغیرھما انھم کانوا یقولون
لو احتجبت عنا رویۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ
عین ما عددنا انفسنا
من جملۃ المسلمین، فاذا
کان ھذا قول
آحاد الاولیاء فالائمۃ
المجتھدون اولی

یعنی تحقیقاً ہمیں شیخ ابو الحسن شاذلی
اور ان کے شاگرد شیخ ابو العباس
مرسی اور ان کے علاوہ اور بزرگان دین
اولیاء کاملین سے یہ بات پہنچی ہے کہ
ان کا یہ دعویٰ تھا وہ فرماتے تھے
کہ اگر پلک جھپکنے کے برابر بھی ہم دیدار
مصطفیٰ سے محجوب و محروم ہوں تو ہم
اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کریں
جب اولیاء اللہ کا یہ دعویٰ ہے تو
آئمہ مجتہدین (امام ابو حنیفہ، امام
مالک، امام شافعی، امام احمد حنبل

بھذا المقام رضی اللہ عنہم اس مقام کے زیادہ حقدار ہیں

کتاب المیزان ص ۱۹ ج ۱ مطبوعہ حجازی قاہرہ۔ و ج ۱ ص ۲۴ مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر۔

(۱۵) چونکہ آئمہ مجتہدین اس مقام کے زیادہ حقدار ہیں۔ اسی لئے ہمارے امام، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں۔

واذا سمعت فعنک قولا طیبا	یعنی یارسول اللہ میں ابوحنیفہ جب بھی سنتا ہوں تو آپ سے قول طیب سنتا ہوں
واذا نظرت فما اری الاک	اور جب بھی دیکھتا ہوں تو مجھے تو آپ کے سوا کوئی نظر نہیں آتا بس آپ ہی ہر وقت نظر آتے ہیں۔

قصیدہ نعمانیہ المنسوبہ الی الامام الاعظم ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجموعہ قصائد ص ۴۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔

(۱۶) شیخ صفی الدین بن ابی المنصور اپنے رسالہ میں اور شیخ عبدالغفار "الوحید" میں فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ابوالحسن ونائی سے یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے شیخ ابوالعباس طنجی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ میں سیدی احمد بن رفاعی کے ہاں (مرید ہونے کی غرض سے) حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تیرا پیر میں نہیں بلکہ تیرے مرشد شیخ عبدالرحیم ہیں جو قنا میں رہتے ہیں۔ تو میں نے قنا کا سفر اختیار کیا اور شیخ عبدالرحیم کی بارگاہ میں حاضر ہوا

آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت رکھتا ہے میں نے عرض کی نہ میں حضور کو نہیں پہچانتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو بیت المقدس جا تاکہ تجھے حضور کی معرفت ہو تو حسب الحکم جب میں بیت المقدس پہنچا اور میں نے بیت المقدس میں اپنا پاؤں رکھا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ

واذا بالسماء والارض والعرش والکرسی مملوءۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم	سارے آسمان اور سب زمینیں اور عرش اور کرسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے ہوئے ہیں (کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آتی جہاں حضور نہ ہوں ہر جگہ حضور ہی حضور نظر آتے ہیں)

تو یہ منظر دیکھنے کے بعد میں واپس شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اب حضور کو پہچانا ہے حضور کی شان کو دیکھا ہے۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اب تیرا کام مکمل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کے بغیر اقطاب اقطاب نہیں ہو سکتے اور اوتاد اوتاد نہیں ہو سکتے اور اولیاء اولیاء نہیں ہو سکتے (اور معرفت نبی یہی ہے کہ ہر جگہ حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا مشاہدہ کریں۔ فیضی) "تنویر الحلک والحاوی للفتاوی کلاھما للسیوطی ج ۲ ص ۲۵۵ سعادت دارین ص ۴۳۱۔

فریق مخالف کی پیاری تفسیر، تفسیر روح المعانی پ ۲۲ ص ۳۵ مطبوعہ مصر

آنکھ والا تیرے جلوے کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اب ایک دو حوالے خاندان دہلی کے بڑے پیشوا کے دکھاتا ہوں تاکہ ذریت اسماعیل کی بدلگامی کا قافیہ تنگ ہو اور کفر و شرک کی مشین کا منہ بند ہو نہ تسلیم کرتے بنے اور نہ انکار کرتے۔

نہ رائے رفتن نہ روئے ماندن۔

شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

لما دخلت المدینۃ المنورۃ وزرت الروضۃ المقدسۃ علی صاحبھا افضل الصلوٰۃ والتسلیمات رایت روحہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاھرۃ بارزۃ لا فی عالم الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحس فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ وامامتہ بالناس فیھا وامثال ذلک من ھذہ الدقیقۃ

جب میں داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضہ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ کی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہرا اور عیاں نہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب پس میں نے معلوم کیا کہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں خود موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں۔ اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے (نوٹ) یہ ترجمہ بھی ان کے گھر کا ہے

فیوض الحرمین لشاہ ولی اللہ ص ۲۷ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند مع ترجمہ اردو

نیز وہی شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

ثم توجهت الى القبر الشريف المقدس مرة بعد اخرى فبرز صلى الله عليه وسلم فى رقيقة بعد رقيقة فتارة فى صورة مجرد العظموت والهيبة وتارة فى صورة الجذب والمحبة والانس والانشراح وتارة فى صورة السريان حتى اتخيل ان الفضاء ممتلئ بروحه عليه الصلوٰة والسلام وهى تموج فيه تموج الريح العاصفة حتى ان الناظر يكاد يشغله تموجها عن ملاحظة نفسه الى غير ذلك من الوقائع

(فیوض الحرمین ص ۲۸)

نیز وہی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

لم يزل صلى الله عليه وسلم ولا يزال متوجها الى الخلق مقبلا اليهم بوجهه .... لما كان وجهه

پھر میں متوجہ ہوا روضہ عالیہ مقدسہ کی طرف چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لطافت میں بعد لطافت کے کبھی تو فقط صورت مجرد عظموت و ہیبت میں اور کبھی صورت جذبہ و محبت اور انس و انشراح میں اور کبھی صورت سریان میں حتی کہ میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدس سے اور روح مبارک اس میں موجیں مار رہی ہے۔ مانند ہوائے تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والیکو تموج اور لطافتوں کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا

ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہیں۔ خلقت کی طرف اور منہ کئے ہوئے ہیں ان کی طرف جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف

صلی اللہ علیہ وسلم الی الخلق کان قریباً جداً من ان یتوجہ الانسان الیہ بجد ھمتہ فیغیثہ فی نائبتہ او یفیض علیہ من برکاتہ

تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریاد رسی کریں اس کی مصیبت میں یا اس پر برکتیں افاضہ فرمائیں

(فیوض الحرمین ص۳۰)

ان اولی الناس بی المتقون کی یہ چند جھلکیاں ہیں اس قسم کے عالم بیداری کے سب مشاہدات کا اگر احصا و احاطہ کیا جائے تو کئی دفتر بھی نہ کافی ہوں گے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے "حاضر و ناظر" ہونے کی دوسری شق یعنی آپ کے "ناظر" ہونے کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں ۔ (قوت باصرہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یری فی الظلماء کما یری فی الضوء

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اندھیرے میں ایسے دیکھتے تھے جیسا کہ روشنی میں دیکھا کرتے تھے (یعنی اندھیرے اور روشنی میں یکساں دیکھتے تھے)

اخرجہ ابن عدی والبیہقی وابن عساکر ۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ۱ ص۶۱
عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للامام العینی ج ۵ ص۷۵۳ ۔ باب تسویۃ الصفوف

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور رات کو اندھیرے میں ایسے

يرى بالليل فى الظلمة كما يرى بالنهار فى الضوء
دیکھا کرتے تھے۔ جیسے کہ دن کو روشنی میں دیکھتے تھے۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام

اخرجہ البیہقی۔ الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۱

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هل ترون قبلتى ههنا والله ما يخفى على ركوعكم ولا خشوعكم وانى لاراكم وراء ظهرى
رواہ البخاری ج ۱ ص ۱۰۲ [1]

یعنی تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا رخ اس طرف ہے۔ اللہ کی قسم نہ تمہارا رکوع مجھ پہ مخفی ہے اور نہ تمہارا خشوع (جو دل کی کیفیت ہے اور سینہ کا راز ہے) مجھ سے پوشیدہ ہے اور بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے دیکھتا ہوں

وفى رواية مسلم عنه "انى والله لابصر من ورائى كما ابصر من بين يدى" وفى رواية مسلم عنه "هل ترون قبلتى ههنا فوالله ما يخفى على ركوعكم ولا سجودكم انى لاريكم من وراء ظهرى" صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۰۔ خصائص کبریٰ للسیوطی ج ۱ ص ۶۱ وفى رواية عبد الرزاق فى جامعه والحاكم وابى نعيم عنه مرفوعاً "انى لانظر الى

[1] ورواہ مالک وسعید بن منصور ومسلم وابن مردویہ۔ تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۹۸ ۱۲ فیضی

ماورائی کما انظر الی مابین یدیی" خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۱

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

فانی اراکم خلف ظہری	بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے دیکھتا ہوں۔

رواہ البخاری وفی روایۃ " فانی اراکم من وراء ظہری "

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۰ مشکوٰۃ باب تسویۃ الصف ص ۹۸

وفی روایۃ مسلم عنہ۔ فواللہ انی لاارکم من بعد ظہری "

وفی روایۃ مسلم عنہ۔ فانی اراکم امامی ومن خلفی ثم قال والذی نفس محمد بیدہ لورایتم ما رایت لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیرا قالوا وما رایت یارسول اللہ قال رایت الجنۃ والنار	پس بے شک میں آگے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے بھی دیکھتا ہوں پھر فرمایا قسم اس ذات کی کہ جس کے ید قدرت میں میری جان ہے۔ جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھو تو ہنسو تھوڑے اور روؤ زیادہ صحابہ نے عرض کی آپ کیا دیکھتے ہیں فرمایا جنت اور دوزخ

صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۰ " خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۱

(۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

انی اراکم من وراء ظہری۔ اخرجہ ابو نعیم۔ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۱

(۶) امام مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین کی تفسیر میں فرمایا۔ کان رسول اللہ صلی اللہ یری من خلفہ من الصفوف کما یری من بین یدیہ" اخرجہ الحمیدی فی مسندہ وابن المنذر فی تفسیرہ والبیہقی۔ خصائص کبریٰ ج۱ ص۶۱ وایضاً اخرجہ سفیان بن عیینۃ والفریابی وسعید بن منصور وعبد بن حمید۔ و ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ

(۷) واخرج نحوہ ابن مردویہ عن ابن عباس "تفسیر درمنثور ج۵ ص۹۸ ۔ آئمہ کرام اور شراح محدثین فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دیکھنا سر کی آنکھوں سے حقیقی دیکھنا ہے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔

قال العلماء ھذا الابصار ادراک حقیقی خاص بہ صلی اللہ علیہ وسلم انخرقت لہ فیہ العادۃ ثم یجوز ان یکون برویتہ عینیہ انخرقت لہ فیہ العادۃ ایضاً فکان یری بھما من غیر مقابلۃ ...... وقیل کانت لہ صلی اللہ علیہ وسلم عین خلف ظھرہ یری بھا من ورائہ دائما وقیل کان بین کتفیہ عینان مثل سم الخیاط یبصر بھما لا یحجبھا ثوب ولا غیرہ (خصائص ج۱ ص۶۱

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وردالشرع بظاہرہ فوجب القول بہ قال القاضی قال احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ وجمہور العلماء ھذہ الرؤیۃ رویۃ

بالعین حقیقة نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۱۸۰)

امام عینی فرماتے ہیں۔

قال احمد وجمہور العلماء ھذہ الرؤیة رؤیة العین حقیقة ولا مانع له من جھة العقل وورد الشرع به فوجب القول به۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۲۵۴/۲۸۱ باب تسویة الصفوف وباب الخشوع فی الصلاۃ۔

شاہ ولی اللہ صاحب حدیث "فواللہ ما یخفی علی خشوعکم ولا رکوعکم انی لاراکم من وراء ظھری" رواہ مالک

کے تحت رقمطراز ہیں۔

اقول الاظھر ان یقال خلق اللہ تعالیٰ له ادراکا یدرک به ما لیس فی العادۃ ادراکه مما قد کان اوسیکون ومما ھو غائب عنه اولیس فی محاذاۃ بصرہ بمنزلة رویة البصر واللہ اعلم

مسوی عربی شرح موطا ج ۲ ص ۲۹۶ شاہ ولی اللہ۔ مطبوعہ رحیمیہ دہلی

ظاہر نزد فقیر آنست کہ خدا تعالیٰ خلق فرمود ادراکے را در قفائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ میدید باں چیزے راکہ خلاف عادت است ادراک آں از آنچہ سابق بود یا آئندہ بیشود و آنچہ پوشیدہ است از چشم او یا آنچہ نیست در برابر بصر او وآں ادراک بمنزلہ رویت بصری بود وحصول علم تام واللہ اعلم

(مصفی شرح فارسی موطا شاہ ولی اللہ ج ۲ ص ۲۹۵/۲۹۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

فواللہ انی لاراکم من بعدی (متفق علیہ، صحیح بخاری ج۱ ص۱۰۲	یعنی اللہ کی قسم میں تمہیں اپنے بعد دیکھتا ہوں اور دیکھوں گا۔

صحیح مسلم ج۱ ص۱۸۰) مشکوٰۃ شریف باب الرکوع حدیث ۱ ص۸۲۔

امام عینی فرماتے ہیں کہ امام داودی نے "بعدی" کی تفسیر میں فرمایا۔
یعنی من بعد وفاتی۔ (عمدۃ القاری ج ۵ ص۲۸۱ ونووی ج۱ ص۱۸۰
یعنی بعد از وفات بھی میں تمہیں دیکھتا رہوں گا۔ ونقد علیہ۔

(۸) حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان موعدکم الحوض وانی لانظر الیہ وانا فی مقامی ھذا۔ الحدیث	تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے۔ اور بیشک میں اس (حوض کوثر) کو اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں

متفق علیہ (صحیح بخاری ج۲ ص۹۷۵ و صحیح مسلم ج۲ ص۲۵۰) مشکوٰۃ باب الکرامات کے بعد باب وفاۃ النبی ص۵۴۷۔ خیال رہے کہ حوض کوثر جنت میں ہے اور جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے تو جن کی نظر ساتوں آسمانوں کے پار جاتی ہے تو زمین کا کونسا گوشہ ان کی نگاہ سے مخفی ہے کوئی نہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۹) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا

لہ و ج۱ ص۱۷۹ و ص۵۰۹ ۱۲ منہ عہ لفظہ "واللہ لانظر الی حوضی الآن" ۱۲ منہ

كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فشخص ببصره الى السماء ثم قال هذا اوان يختلس فيه العلم من الناس حتى لا يقدروا منه على شيء -

ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے کہ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا کہ یہ وقت ہے (ما فی المستقبل کو اپنی آنکھ سے دیکھا) جبکہ علم لوگوں سے چھین لیا جائیگا حتیٰ کہ اس پر بالکل قابو نہ پائیں گے

رواہ الترمذی باب العلم ج۲ ص — مشکوٰۃ کتاب العلم فصل ۲ ص ۳۵

(۱۰) حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے - انہوں نے فرمایا کہ حضور مدینہ پاک کی پہاڑیوں میں سے کسی پہاڑی پر چڑھے پھر فرمایا -

هل ترون ما ارى قالوا لا قال فانى ارى الفتن تقع خلال بيوتكم كوقع المطر

جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی دیکھتے ہو - عرض کیا کہ نہیں فرمایا میں تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنے گرتے دیکھتا ہوں

رواہ البخاری ج ص — ومسلم ج ص - مشکوٰۃ کتاب الفتن فصل ۱ ص ۴۶۲

(۱۱) حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا -

انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون

کہ میں دیکھتا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں وہ جو تم نہیں سنتے

الحدیث - رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ باب البکاء والخوف فصل ۲ ص ۴۵۷ والحاکم - الفتح الکبیر ج ۱ ص ۴۵۵ -

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی چشم دور بین وغیب بین اندھیرے میں بھی دیکھتی ہے۔ ہمارے رکوع، سجود اور خشوع کو دیکھتی ہے۔ آگے پیچھے برابر دیکھتی ہے، جنت ودوزخ دیکھتی ہے۔ ماکان کو دیکھتی ہے۔ مایکون کو دیکھتی ہے۔ بعد پردہ پوشی کے بھی ہمیں دیکھتی ہے حوض کوثر کو دیکھتی ہے، سلب علم والے زمانے کو دیکھتی ہے۔ آنے والے فتنوں کو دیکھتی ہے۔ آیئے اب وسعت نظر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ایک جامع حدیث پڑھیے۔

(۱۴) حضرت سیدنا وابن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید الرسل عالم کل وناظر کل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تعالی قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ	بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرما دیا ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں

رواہ نعیم بن حماد المتوفی ۲۲۸ھ اول من جمع المسند" الوسالۃ المستطرفہ (صـ۳۳) فی کتاب الفتن والملاحم۔ جمع الجوامع للسیوطی ج صـ، المواھب اللدنیہ للامام القسطلانی ج ۲ صـ۱۹۲ وشرحہ للزرقانی ج ۷ صـ۲۰۴، کنز العمال

نعلی المتقی طبع قدیم دکن ج ٦ ص ٩٥ شرح دیوان ابن الفارض للنابلسی
وعنہ فی جواہر البحار ج ٣ ص ٣٠٦ ۔ و طبع جدید ج ١١ ص ١٢ منہ ٥٠

(تنبیہ) خیال رہے کہ اصحاب تخریج والے آئمہ محدثین اس حدیث پاک کو حضرت ابن عمر سے اپنے اپنے طریق سے روایت کرنے والے تین[1] مخرجین محدثین ہیں۔ ایک امام نعیم بن حماد (متوفی ٢٢٨ھ) ہیں جن کی روایت ابھی گزری ہے دوسرے

امام طبرانی (متوفی ٣٦٠ھ) ہیں۔ اور تیسرے امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ (متوفی ٤٣٠ھ) ہیں۔ طبرانی اور ابو نعیم کی روایت یوں ہے۔

ان اللہ تعالیٰ قد رفع
لی الدنیا فانا انظر الیھا
والی ماھو کائن فیھا
الی یوم القیمۃ کانما انظر
الی کفی ھذہ جلیان
من اللہ تعالیٰ جلاہ
لنبیہ کما جلاہ للنبین
من قبلہ ۔

بے شک بے شک اللہ عز وجل نے
ساری دنیا میرے سامنے کی ہے
تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت
تک ہونے والا ہے سب کو ایسے
دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی
کو دیکھتا ہوں اس روشنی کے سبب
جو اللہ نے اپنے نبی کے لئے روشن
فرمائی جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کیلئے روشن کی تھی

[1] فقیر اپنے معلومات کے مطابق کہہ رہا ہے (کذا قال المجدد البریلوی فی الانباء)
ہو سکتا ہے کہ اس سے زیادہ محدثین نے اس کو روایت کیا ہو ١٢ منہ

رواہ الطبرانی فی الکبیر وابونعیم فی الحلیہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ زیادت جامع صغیر للسیوطی ص ۔ الفتح الکبیر للنبہانی ج ۱ ص ۳۴۴۔ کنز العمال لعلی المتقی طبع قدیم دکن ج ۶ ص ۱۰۵ ۔ انباء المصطفیٰ لسیدنا اعلیٰحضرت ص ۸ وطبع جدید ج ۱۱ ص ۴۲۰

علامہ زرقانی نے اس حدیث پاک کی یوں شرح کی ہے ۔

(ان اللہ قد رفع) ای اظہر وکشف (لی الدنیا) بحیث احطت بجمیع مافیہا (فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ) اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ احتمال انہ ارید بالنظر العلم" زرقانی شرح مواہب ج ۷ ص ۲۰۴، ۲۰۵ قال المناوی" وقد تجلی لہ علیہ الصلوۃ والسلام الکون کلہ وزویت لہ الارض باسرہا فاری مشارقہا ومغاربہا۔ فیض القدیر ج ۳ ص ۵۲۱ ۔

حضور تو سید الانام ہوئے آپ کے غلام یعنی اولیا کرام ان کی وسعت نظری کے چند حوالے ملاحظہ ہوں ۔ غوث الثقلین حضرت سیدی محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ ؎

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً

کخردلۃ علی حکم اتصال

(قصیدہ غوثیہ ص)

بعض نام کے نقشبندیوں کے لئے لمحۂ فکریہ" عارف صمدانی مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ السامی حنفی نقشبندی (متوفی ۸۹۸ھ) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کا قول نقل فرماتے ہیں ۔ کہ

حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والغفران مے گفتہ اند کہ زمین در نظرِ ایں طائفہ چوں سفرۂ ایست وما مے گوئیم روئے ناخنے است ہیچ چیز از نظرِ ایشاں غائب نیست ۔ (نفحات الانس شریف فارسی حالات خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ص۳۸۴ مطبع نولکشور لکھنو)	حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والغفران فرماتے ہیں کہ اس گروہ (اولیاء) کے نزدیک (ساری) زمین ایک دسترخوان ہے ۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ایک ناخن کے برابر ہے ۔ ان کی نظر سے کوئی چیز غائب نہیں نفحات الانس اردو ص۴۱۸ مطبوعہ اللہ والے کی قومی دکان لاہور

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناظر کل اور عالم کل ہونے پر قطعی الدلالۃ ہے جس کو فریق مخالف کا عیار مؤول بھی تسلیم کرتا ہے ۔ ہاں فریق مخالف (تھانوی صاحب سے لیکر عیار مؤول تک) اس حدیث شریف کو رد کرنے کے لیے ایک حربہ استعمال کرتے ہیں ۔ وہ یہ ہے ۔

سوال ۱۔ یہ حدیث ضعیف[1] ہے کیونکہ اس حدیث کے بعد کنز العمال ج ۶ ص ۹۵ میں ہے کہ سند کا ضعیف ۔ حدیث ضعیف سے تو عمل بھی

---

[1] دو تسکین الخواطر ج ۲ ص ۱۲۸ پر حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ کاظمی صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور علامہ غلام محمود صاحب پپلانوی نے نجم الرحمٰن کے ص ۸۵ پر فرمایا یہ حدیث مسند صحیح سے مروی ہے ۱۲ منہ

نہیں ثابت ہو سکتا چہ جائیکہ تم لوگ اس سے علم کلی اور حاضر وناظر کا عقیدہ ثابت کرتے ہو۔

جواب ۱۔ مسئلہ علم کلی وحاضر وناظر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم (جس کو عقائد ظنیہ میں بھی شمار کیا جاسکتا ہے اور ان کے اثبات کے لئے دلیل ظنی کافی ووافی ہوتی ہے۔ کما فی النبراس) تو نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ صحیحہ سے ثابت ہے۔ یہ حدیث تو بطور مزید تائید پیش کی جاتی ہے نہ یہ کہ سرے سے اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے واحد اور صرف یہی حدیث ہے۔ اس حدیث پاک سے کوئی نیا مسئلہ نہیں ثابت کیا گیا بلکہ اس حدیث سے اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے جو آیات قرآنی "انا ارسلناک شاھدا" اور النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم اور جئنابک علیٰ ھؤلاء شھیدا" عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول علمک مالم تکن تعلم، ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ" وغیرہا سے ثابت ہے۔ یہ کہاں کا قانون ہے کہ جو مسئلہ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو اس کی تائید میں حدیث ضعیف نہیں پیش کی جاسکتی بلکہ ایسی جگہ کوئی تائیدی حدیث ضعیف بھی آجائے تو اصل مسئلہ جو قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت تھا وہ بھی قابل رد ہوگا اور باطل ہو جائے گا

افلا تعقلون

جواب ۲۔ فقیر ابتدا میں کہہ آیا ہے کہ تین محدثوں نے اس حدیث کا اخراج کیا۔ نعیم بن حماد، طبرانی، ابو نعیم (کذا اقال المجدد البریلوی فی الانباء)

"سندہٗ ضعیف" والا جملہ نعیم بن حماد کی روایت سے متعلق ہے جو کنز العمال ج ۶ ص ۹۵ پر ہے یہ فتویٰ "سندہٗ ضعیف" والا طبرانی اور ابو نعیم کی روایت مندرجہ "کنز العمال ج ۶ ص ۱۰۵" کے بعد نہیں ۔

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

اس شخص کو دیا جائے گا جو یہی جملہ (سندہٗ ضعیف) کنز العمال میں طبرانی اور ابو نعیم کی روایت کے بعد دکھادے جو ج ۶ ص ۱۰۵ پر ہے ۔ یہ قیامت تک کوئی نہیں دکھا سکتا ۔ تو جب یہ معلوم ہوا کہ سندہ ضعیف نعیم بن حماد کی روایت سے متعلق ہے نہ طبرانی اور ابو نعیم کی روایت سے تو ایک حدیث کا ایک سند سے ضعیف ہونا اس بات کو کب مستلزم ہے کہ اس کی سب سندیں ضعیف ہیں ۔ مزید معلومات کے لئے الہاد الکاف فی حکم الضعاف کا افادہ یازدہم ملاحظہ ہو ۔

جواب ۳ ۱- کسی حدیث کے متعلق ایک محدث کا فتویٰ ضعف اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ حدیث سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہو ۔ بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ ایک محدث ایک حدیث کو ایک سند کے اعتبار سے ضعیف کہتا ہے ۔ پھر وہی محدث اسی حدیث کو دوسری سند کے اعتبار سے صحیح کہتا ہے (چنانچہ اس حدیث کے متعلق نعیم کی روایت کے بعد امام علی متقی کا سندہ ضعیف کہنا اور طبرانی اور ابو نعیم کی روایت کو یہاں جمع نہ کرنا اور پھر وہاں علیحدہ ذکر کر کے ان کی روایت کے بعد فتویٰ ضعف نہ دینا اس بات

کی طرف مشیر ہے کہ طبرانی اور ابونعیم کی روایت ضعیف نہیں بلکہ ان روایتوں سے یہ حدیث صحیح ہے۔ ھکذا قالوا وفیہ مافیہ اور بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ ایک محدث ایک حدیث کو ضعیف یا موضوع کہتا ہے اور دوسرا محدث اسی حدیث کو صحیح کہتا ہے۔ امام دار قطنی صحیح بخاری کی بہت سی حدیثوں کو ضعیف کہتے ہیں۔ اور بہت سے محدثین صحیح بخاری کی سب حدیثوں کو صحیح کہتے ہیں (دیکھو مقدمہ فتح الباری) ابن جوزی نے بہت سی حدیثوں کو موضوع کہا اور امام سیوطی نے ان کا تعاقب کیا "ملاحظہ ہو" تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی" اور ملاحظہ ہو حدیث" انا مدینۃ العلم وعلی بابھا" کے متعلق بخاری کہتے ہیں۔ "لیس لہ وجہ صحیح" ترمذی کہتے ہیں۔ "منکر" ابن معین کہتے ہیں "کذب" ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا" ذہبی اس کا متبع ہوا۔ ابن حجر مکی اور ابن حجر عسقلانی اور امام سیوطی اور حافظ ابوسعید علائی کہتے ہیں کہ "حسن" ہے اور امام حاکم فرماتے ہیں۔ کہ "صحیح" ہے (فتاوی حدیثیہ ص۲۳ والدرر المنتشرہ ص۴۹/۵۱ ص۵۲)

۴ تواب آپ اندازہ کریں کہ صرف علی متقی یا امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) یہ کیسے ثابت ہوسکتا ہے کہ اصل حدیث سب محدثین کے نزدیک ضعیف وقابل رد ہے۔ حالانکہ امام قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) شارح بخاری کا مواہب میں اور علامہ زرقانی کا اس کی شرح میں اور امام عارف عبدالغنی نابلسی کا شرح دیوان ابن الفارض میں اور علامہ نبہانی کا جواہر البحار میں اس حدیث سے حضور کی وسعت علمی پہ استناد کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے۔

کہ یہ حدیث قوی ہے اور مقبول و مسلم ہے۔ لائق حجت و قابل استناد ہے نہ یہ کہ قابل رد ہے۔ کیونکہ اہل علم کے عمل کر لینے سے حدیث قوت پاتی ہے۔ اگرچہ سند ضعیف ہو۔ (مرقات ج ۲ ص ۱۶۳)

جواب ۴:- اور اگر بالفرض تینوں روایتوں کے اعتبار سے اس حدیث کو سب محدثین کے نزدیک ضعیف مان لیا جائے پھر بھی ہم سنیوں کا کام چلتا ہے وہ اس طرح کہ یہ حدیث موضوع تو ہرگز نہیں کیونکہ کنز العمال امام سیوطی کی تین کتابوں "جامع کبیر، جامع صغیر، زیادت جامع صغیر کا مجموعہ ہے۔ دیکھو مقدمہ کنز العمال، کنز العمال ج ۶ ص ۹۵ پر جو روایت درج ہے۔ وہ امام سیوطی کی جمع الجوامع سے منقول ہے اور امام سیوطی کی جمع الجوامع" (جامع کبیر) کی کوئی حدیث موضوع نہیں جعلی نہیں۔ امام سیوطی نے جمع الجوامع میں جن کتب حدیث سے حدیثیں نقل فرما دیں۔ ان کتب کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا (۱) ایک وہ کہ جن کتب حدیث کی ہر حدیث صحیح ہے۔ (۲) دوسری وہ کہ جن کتب حدیث کی حدیثیں بعض صحیح ہیں اور بعض حسن اور بعض ضعیف۔ طبرانی اور ابو نعیم کی روایات کو اسی قسم میں شمار فرمایا۔ اور ایسی کتب سے جو ضعیف حدیثیں نقل ہوئیں غالباً اکثر و بیشتر ان کا ضعیف ہونا بیان فرمایا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حدیث زیر بحث کو جب طبرانی اور ابو نعیم سے نقل فرمایا۔ اس کے بعد اس کا ضعف نہ بتایا۔ (۳) تیسری وہ کہ جن کتب حدیث کی حدیثیں ضعیف ہیں ان سے احادیث نقل کرنے کے بعد ان کے ضعف بتانے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ ان کتب

کی طرف نسبت ہی ضعف کی واضح علامت ہے۔ اس تقسیم سے جمع الجوامع یعنی جامع کبیر کی احادیث کی صحت اور ضعف کا بآسانی پتہ چل سکتا ہے۔ دیکھو (مقدمہ جمع الجوامع۔ ومقدمہ کنز العمال۔ ومقدمہ الفتح الکبیر۔)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"وسیوطی در جمع الجوامع احادیث از کتب کثیرہ آوردہ از پنجاہ متجاوز است مشتمل بر صحاح وحسان وضعاف وگفتہ کہ دروے حدیثے نیاوردم کہ موسوم بوضع باشد" - اشعۃ اللمعات ج۱ ص۸ والمقدمہ للشیخ فی اول المشکوۃ ص۷۔

اور کنز العمال ج۶ ص۱۰۵ طبع قدیم دکن پہ جو طبرانی اور ابونعیم کی روایت درج ہے وہ زیادت جامع صغیر سے منقول ہے (دیکھو الفتح الکبیر ج۱ ص۳۴۰) اور زیادت کی ترتیب جامع صغیر کی طرح ہے اور زیادت کی احادیث جامع صغیر کی احادیث کے حکم میں ہیں۔ (دیکھو مقدمہ زیادۃ۔ وکنز العمال ج۱ ص۶ طبع جدید دکن۔ والفتح الکبیر ج۱ ص۳ مطبوعہ مصر۔ اور جامع صغیر کی کوئی حدیث موضوع نہیں۔ وصنتہ عما تفرد بہ وضاع اوکذاب" جامع صغیر ص۳ مطبوعہ مصر۔

علامہ نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولا یخفاک ان انتخابہ (ای انتخاب السیوطی) الجامع الصغیر منہ (ای من جمع الجوامع) ثم انتخابہ الزیادۃ یقتضی انہ لم یذکر فیہ شیئا من الاحادیث الواھیۃ فاذن جل احادیثھما ھی مابین صحیح وحسن

والضعیف قلیل باالنسبة الیھا..... مع ان الحدیث الضعیف
یعمل بہ فی فضائل الاعمال کما ھو مقرر" الفتح الکبیر ج ۱ ص ۵)
اس بیان سے واضح ہوگیا کہ حدیث مذکور" ان اللہ قد رفع لی الدنیا"
ہرگز ہرگز موضوع نہیں نہ بروایت نعیم اور نہ بروایت طبرانی وابونعیم۔ باقی
رہا ہمارا بسبیل تنزل فریق مخالف کو طبار سا دینا کہ بالفرض بروایت طبرانی
وابونعیم حدیث مذکور روایت نعیم کی طرح باتفاق جمیع محدثین ضعیف ہو
تو پھر بھی ہمارا مدعا ثابت وہ یوں۔ کہ اصول حدیث کا یہ مسلم قانون ہے کہ
حدیث ضعیف تعدد طرق سے قوت پاتی ہے۔ بلکہ حسن بن جاتی ہے۔
مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے" وتعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی
حد الحسن وقال ابن الھمام وقول من یقول فی حدیث انہ لم یصح
ان سلم لم یقدح لان الحجة لاتتوقف علی الصحة بل الحسن کاف"
مرقات ج ۲ ص ۱۴ آخر فصل الثانی باب مالا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ
ونحوہ فی آخر الموضوعات للقاری ونحوہ فی فتح القدیر ج ۱ ص ۲۱۵
وج ۱ ص ۳۱۸ وکتاب المیزان للشعرانی الفصل الثالث من فصول فی الاجوبة
عن الامام ابی حنیفة۔ وصواعق محرقہ لابن حجر، تعقبات
للسیوطی باب المناقب حدیث النظر الی علی عبادۃ، واشعۃ اللمعات للشیخ
ج ۱ ص ۴ وص ۷ ومقدمہ شیخ ص ۶۔ حدیث ضعیف کے
قوت پانے کے لیے بہت طرق کی ضرورت نہیں بلکہ صرف دو روایتوں
اور طریقوں سے ملکر قوت پا جاتی ہے۔ دیکھو لآلی للسیوطی زیر حدیث

من قبل له ثلثة اولاد وتیسیر شرح جامع صغیر للمناوی تحت حدیث مذکور۔ نیز تیسیر میں ایک حدیث کے متعلق ہے "ضعیف لضعف عمرو بن واقد لکنه یقوی بوروده من طریقین" اور یہاں تو یہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا دو نہیں بلکہ تین طرق اور تین روایتوں سے ثابت ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قوت پا کے مقبول و مسلم ہو کے حسن بن گئی اور حدیث حسن فضائل و مناقب درکنار وہ تو اس سے بڑھ کر احکام میں حلت و حرمت میں بھی قابل احتجاج ولائق استناد ہوا کرتی ہے"

قاضی شوکانی غیر مقلد نے لکھا ہے۔

"ان الحسن یجوز العمل به عند الجمهور" نیل الاوطار ج ۱ ص ۲۲ ونحوه فی مقدمة الشیخ واشعة اللمعات وغیرہم۔

جواب ۵ نیز بر سبیل تنزل کہتا ہوں کہ بالفرض والمحال مشاہدہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورؤیته لجمیع العالم کے ثبوت کے لئے اور کوئی آیت و حدیث و حجت شرعی نہ ہوتی اور طبرانی اور ابو نعیم کی روایت بھی نہ ہوتی اور صرف اور فقط وہی روایت نعیم ہوتی کہ جس کے متعلق امام سیوطی یا امام علی متقی کا یہ فتوے مذکور رہا "کہ سنده ضعیف" اور یہی فتویٰ صرف انہیں کا نہ سمجھیں بلکہ سب محدثین کا بھی سمجھ لیں تو پھر بھی ہمارا مدعا ثابت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تمام دنیا و مافیہا کو دیکھنا یہ ایک منقبت اور فضیلت ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ اور فضیلت و منقبت ثابت کرنے کے لئے حدیث ضعیف مفرد کافی و وافی ہوا کرتی ہے۔ حدیث

ضعیف فضائل و مناقب میں باتفاق محدثین حجت ہے۔ جن کو اصول حدیث سے مس ہے وہ اس بات سے باخبر ہیں۔ لکن الوھابیۃ قوم جاھلون اس قانون کے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔ " وما اشتھر ان الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل الاعمال لا فی غیرہا المراد مفرداتہ لا مجموعہا لانہ داخل فی الحسن لا فی الضعیف (مقدمہ شیخ صـ۶) ونحوہ قال فی مقدمۃ اشعۃ اللمعات صـ۷ " امام زکریا نووی اربعین پھر امام ابن حجر مکی شرح مشکوۃ پھر مولانا علی قاری مرقات و صـ ۵/۸۹ صـ ۶۴۰ ج ۲)
وحرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں۔

قد اتفق الحفاظ و لفظ الاربعین قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال و لفظ الحرز جواز العمل بہ فی فضائل الاعمال بالاتفاق

یعنی بے شک حفاظ حدیث و علماء دین کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔

امام ابو طالب محمد بن علی مکی فرماتے ہیں۔

الاحادیث فی فضائل الاعمال و تفضیل الاصحاب متقبلۃ محتملۃ علی کل حال مقاطیعھا و مراسیلھا لا تعارض ولا ترد کذلک کان السلف یفعلون
(قوت القلوب فصل ۳۱)

فضائل اعمال و تفضیل صحابہ کی حدیثیں کیسی ہی ہوں۔ ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں۔ مقطوع ہوں خواہ مرسل۔ نہ ان کی مخالفت کیجائے نہ انہیں رد کریں۔ آئمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔

مقدمہ امام ابوعمرو ابن صلاح ومقدمہ جرجانیہ وشرح الالفیہ وتقریب النووی اور اس کی شرحِ تدریب الراوی میں ہے واللفظ لہما ۔

يجوز عند اهل الحديث وغيرهم التساهل في الاسناد الضعيفة ورواية ما سوى الموضوع من الضعيف والعمل به من غير بيان ضعفه في فضائل الاعمال وغيرها مما لا تعلق له بالعقائد والاحكام وممن نقل عنه ذلك ابن حنبل وابن مهدى وابن المبارك قالوا اذا روينا في الحلال والحرام شددنا واذا روينا في الفضائل ونحوها تساهلنا اھ ملخصاً

محدثین وغیرہ علماء کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل اور بے اظہار ضعف موضوع کے سوا ہر قسم کی روایت اور اس پر عمل فضائل اعمال وغیرہا امور میں جائز ہے ۔ جنہیں عقائد واحکام سے تعلق نہیں ۔ امام احمد بن حنبل وامام عبدالرحمٰن بن مہدی وامام عبداللہ بن مبارک وغیرہم ائمہ سے اس کی تصریح منقول وہ فرماتے ہیں ۔ جب ہم حلال و حرام میں حدیث روایت کریں ۔ سختی کرتے ہیں اور جب فضائل اور اس کی مثل میں روایت کریں ۔ تو نرمی کرتے ہیں ۔

شیخ الاسلام زکریا انصاری کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں ۔

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز

محدثین وفقہاء وغیرہم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی ترغیب

ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترھیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعًا	اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ومستحب ہے جبکہ موضوع نہ ہو۔

اس کے علاوہ اس قسم کی بہت عبارات ہیں۔ جن کا حصر کریں تو ایک ضخیم مجلد تیار ہو۔ صرف بعض مزید حوالوں کی نشاندہی کر دیتا ہوں فتح القدیر ج ۱ ص ۲۴۶ و ص ۴۶ ۔ موضوعات کبیر للقاری ص ۳ آخر میں ایک حوالہ غیر مقلد کا بھی ملاحظہ کریں۔

احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہاست " (مسک الختام ج ۱ ص ۵۴۲) تو محدثین کے ان بیانات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ حدیث ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا اگرچہ بالفرض بالاتفاق ضعیف بھی ہو تو پھر بھی اس سے حضور کی فضیلت اور منقبت ثابت ہو کے رہے گی۔ فللّٰہ الحمدُ

جواب ۶ :- مزید بر سبیل تنزل کہتا ہوں۔ اگر بالفرض والمحال اس حدیث ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا کی کوئی ایک سند ضعیف سے ضعیف بھی نہ ہوتی تو پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رویت دنیا وما فیہا کی ثابت کرنا بجا تھا۔ کیونکہ خدا داد قوت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام دنیا وما فیہا کو دیکھنا امر ممکن ہے نہ امر محال و ممتنع۔ اور ہر رتبہ وکمالِ ممکن حضور کے لئے ثابت ہے جیسا کہ اسی کتاب کے باب اول میں آئمہ وعلماء کرام کے اقوال کثیرہ گذرے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا یہ نورانی شعر اسی کتاب کے ص ۱۲۸ پر گذرا ہے

ہر رتبہ کہ بود برامکاں براوست ختم
ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام

نیز امام شعرانی کی یہ عبارت نورانی اسی کتاب کے صـ۱۶۱ پر گذری ہے "ثم اعلم ان کل ما مال الی تعظیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لاحد البحث فیہ ولا المطالبۃ بدلیل خاص فیہ فان ذلک سوء ادب فقل ماشئت فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل المدح لا حرج" اور اس قسم کی بیسیوں عبارتیں آئمہ کرام و علمائے عظام گذر چکی ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ بالفرض اس حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کا زمین و آسمان میں کہیں نشان نہ ہوتا تو پھر بھی حضور علیہ السلام کے لئے یہ رتبہ و کمال یعنی رویت جمیع دنیا و مافیہا پھر بھی ثابت تھا۔ اگر کوئی کہے کہ آئمہ کے اس قول کا کیا اعتبار کہ ہر ممکن کمال حضور کے لئے ثابت ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے قرآن و حدیث سے سند لاؤ تو اس کا جواب یہ ہے کہ علماء کرام و آئمہ اعلام نے جو کچھ فرمایا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں فرمایا ہے۔ ہم تم سے وہ قرآن و حدیث زیادہ سمجھتے تھے۔ اور جو کچھ انہوں نے اس قسم کی مخلصانہ عبارتیں دربارہ عظمت سید عالم تحریر کی ہیں یہ کتاب و سنت کی تائید میں لکھی ہیں اور وہ آیات و احادیث و آثار اس کتاب کے باب اول میں مذکور ہو چکی ہیں۔ جواب عـ۲ جس طرح معترض نے یہ کہا کہ آئمہ کا یہ قول کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہر ممکن کمال ثابت ہے" ناقابل قبول ہے۔ قرآن و حدیث سے دلیل مطلوب ہے،

حالانکہ اس کا ثبوت کتاب وسنت سے گذرا) تو ہم بھی معترض سے پوچھتے ہیں کہ کنز العمال جز ۱۰ صفحہ ۹۵ اس حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کے بعد یہ جملہ "سندہ ضعیف" یہ قرآن شریف کی کونسی آیت ہے کس پارہ اور کس سورہ کی آیت ہے۔ مکی ہے یا مدنی اور اگر یہ قرآن کی آیت نہیں اور یقیناً نہیں تو اتنا بیان فرما دیں کہ یہ ارشاد رسول ہے۔ صحیح بخاری میں ہے یا صحیح مسلم میں کہ حضور نے فرمایا ہو۔ کہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کی سند ضعیف ہے۔ ایک ہزار روپیہ انعام اس شخص کو دیا جائے گا جو یہ ثابت کر دے کہ "سندہ ضعیف" والا جملہ فرمان خدا ہے یا ارشاد مصطفیٰ ہے۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ مسلمانو یہ فتویٰ ضعف نہ آیت ہے۔ اور نہ حدیث بلکہ ایک محدث کا قول ہے۔ ناظرین یہ الٹی منطق سمجھ سے وراء الوریٰ ہے کہ شان مصطفےٰ کے متعلق تو محدثین کے اقوال غیر معتبر قرآن وحدیث سے سند لاؤ اور فرمان مصطفےٰ کی صحت وضعف محدث کی تصحیح وتضعیف پہ مبنی جب تک محدثین اور آئمہ دین کی بات نہ مانیں اس وقت تک کسی ایک حدیث پہ عمل نہیں ہو سکتا یہ کونسی آیت میں آیا کہ امام علی متقی بلکہ امام سیوطی بلکہ حافظ ابن حجر بلکہ ترمذی بلکہ ابوداؤد بلکہ مسلم بلکہ بخاری بلکہ امام احمد حنبل بلکہ یحییٰ بن معین بلکہ دارقطنی جس حدیث کو صحیح کہہ دیں وہ صحیح ہے۔ اور جس کو ضعیف کہہ دیں وہ ضعیف ہے۔ ماننا پڑے گا کہ ارشاد آئمہ کے بغیر دین کی گاڑی چل نہیں سکتی۔ افلا تتفکرون۔

جواب ۷۔ جو ضرب کاری ہے بلکہ جان وہابیت پر کوکب شہابی ہے۔

وہ یہ کہ "سندہ ضعیف" یہ جرح مبہم ہے جس میں اس کی تفصیل نہیں کہ نعیم کی روایت کیوں ضعیف ہے۔ اس میں کونسا راوی ضعیف ہے۔ اور اس راوی کی وجہ ضعف کیا ہے۔ کیا اس میں ایسا طعن تو نہیں جو بعض محدثین نزدیک طعن ہی نہ ہو۔ اور جرح وطعن مبہم سے حدیث مجروح نہیں ہوتی بلکہ وہ قابل عمل رہتی ہے۔ دیکھو منار لابی البرکات نسفی صاحب تفسیر مدارک پھر اس کی شرح نور الانوار میں ہے۔

والطعن المبہم من آئمۃ الحدیث لا یجرح الراوی عندنا بان یقول ھذا الحدیث مجروح او منکر او نحوھما فیعمل بہ الا اذا وقع مفسراً "بما ھو جرح متفق علیہ الکل لا مختلف فیہ بحیث یکون جرحاً عند بعض دون بعض ومع ذلک یکون الجرح صادراً ممن اشتھر بالنصیحۃ دون التعصب" نور الانوار ص۱۹۲ مبحث طعن یلحق الحدیث" وکوثر النبی ص۱۰) انشاء المولی تعالیٰ یہ جوابات معترض کے عذر لنگ کو ایسا ختم کر دیں گے کہ اس کے لئے میدان فرار تنگ ہو جائے گا۔

فریق مخالف

مولوی سرفراز دیوبندی

"یہ حدیث (ان اللہ قد رفع لی الدنیا) طبقہ رابعہ کی ہے۔ جس کے متعلق تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ اس طبقہ کی حدیثیں قابل اعتبار نہیں۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب رح (حجۃ اللہ البالغہ جزا صفحہ ۲۶۱ میں) اور شاہ عبدالعزیز صاحب رح لکھتے ہیں "این احادیث قابل اعتماد نیستند - کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود (عجالہ نافعہ صفحہ ۷) تبرید النواظر صفحہ ۱۸۲ طبع چہارم بلفظہ -

خویدم علمأ اہلسنت
منظور احمد فیضی

قولہ (اس کا قول) یہ حدیث طبقہ رابعہ کی ہے - اقول (میں کہتا ہوں) یہ سفید جھوٹ ہے یہ دن دہاڑے علمی ڈاکہ ہے - یہ خیانت اور کذب وافترا کی بدترین مثال ہے - یہ جھوٹ کیوں بولا گیا - محض اس لئے کہ ان لوگوں کو احادیث نبویہ کا باغی بنا کر ان کے ایمان کی صفائی کی جائے کہ جن کے پاس عجالہ نافعہ نہیں - آخر وہ جھوٹ بول کر اپنے رب کی سنت کیوں نہ ادا کریں کہ جن کے نزدیک ان کے اللہ کا جھوٹ بولنا ممکن ہو (دیکھو - فتاویٰ رشیدیہ جزا صفحہ ۱۹ ، براہین قاطعہ صفحہ ۲) بلکہ جن کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حق میں وقوع کذب کا قائل بھی سنی مسلمان ہو (قلمی فتوی مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی) اے شان مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک کو جھوٹ سے رد کرنے والو سنو اور ایسی سنو کہ سن کے سن ہو جاؤ - شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب ہی کے قول کے مطابق

لہ فقیر کے ہاں جو حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ منیریہ دمشق ہے - اس طبع کے اعتبار سے "طبقات کتب حدیث کی جو بحث ہے وہ جزا صفحہ ۱۳۲ سے صفحہ ۱۳۵ تک ہے - طبقہ رابعہ کا ذکر صفحہ ۱۳۵ پر ہے ۱۲ فیضی

اور انہیں "حجۃ اللہ البالغہ" اور "عجالہ نافعہ" ہی کی رو سے یہ حدیث (ان اللہ قد رفع لی الدنیا) طبقہ رابعہ کی نہیں بلکہ طبقہ ثالثہ کی ہے۔ کیونکہ اس حدیث شریف کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ جیسے کہ حوالے گذرے ملاحظہ ہو زیادت جامع صغیر للسیوطی ص الفتح الکبیر ج ۱ ص ۳۴۰ ۔ کنز العمال ج ۶ ص ۱۰۵ ۔ المواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۱۹۲ ۔ اور زرقانی ج ۷ ص ۲۰۴/۱) اور تصانیف طبرانی کو شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز صاحب نے طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے۔ نہ کہ طبقہ رابعہ میں آنکھوں کے ناخن اتار کر بغور ملاحظہ ہو (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۳۵ مطبوعہ منیریہ دمشق طبع اول ۱۳۵۲ھ ۔ عجالہ نافعہ ص ۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۔ و ص ۵ در اول فوائد جامعہ مطبوعہ نور محمد ۔)

مسلمانو جن کتابوں کے نام لیکر عیار مؤول و محرف و خائن نشان سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو رد کرنا چاہتا تھا۔ انہیں کتابوں نے اس کے جھوٹ کو ظاہر کر دیا ۔

شعر چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں ❖ جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

پانچسو روپیہ نقد انعام اس شخص کو دیا جائے گا جو یہ ثابت کر دے کہ الفتح الکبیر (ج ۱ ص ۳۴۰ مطبوعہ مصر

۱؎ کاش کہ فریق مخالف کا عیار محرف و مؤول و خائن مواہب اور زرقانی سے حدیث مذکور نقل کرتے وقت اخرج الطبرانی کے الفاظ کو دیکھ لیتا ۔ ۱۲ ف

کنز العمال (ج۶ ص۱۰۵ طبع قدیم دکن) مواہب لدنیہ (ج۲ ص۱۹۲)
زرقانی (ج۷ ص۲۰۴) میں یہ حدیث (ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا)
طبرانی کے حوالہ سے منقول نہیں اور شاہ ولی اللہ نے (حجۃ اللہ البالغہ ج۱ ص۱۳۵
مطبوعہ منیر یہ دمشق میں) اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے (عجالہ نافعہ ص
مطبوعہ مجتبائی دہلی میں) تصانیف طبرانی کو طبقہ ثالثہ سے نہیں گنا بلکہ طبقہ
رابعہ سے گنا ہے۔ ھل من مبارز۔ ہمیں میداں ہمیں گو۔

؎ نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے ٭ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اور اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ اس حدیث کو ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے اور
تصانیف ابونعیم بقول شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ ولی اللہ طبقہ رابعہ
میں شمار ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث طبقہ رابعہ کی ہوئی تو میں کہوں گا کہ یہ حماقت
اس شخص کی حماقت سے کم نہ ہوگی۔ جو صحیحین کی ان احادیث کو کہ جن کو
ترمذی نے جامع میں یا ابوداؤد نے سنن میں یا نسائی نے سنن میں روایت
روایت کیا۔ طبقہ ثانیہ میں شمار کرے اور صحیحین کی ان احادیث کو جو کتب
بیہقی و طحاوی و طبرانی و سنن ابن ماجہ میں پائی جائیں۔ طبقہ ثالثہ میں
شمار کرے۔ اور صحیحین کی ان روایات کو تصانیف ابی نعیم میں مروی ہونے
کی وجہ سے طبقہ رابعہ میں شمار کرے۔ افلا تعقلون

؎ ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی ست

۱؎ اگرچہ بتشریح خصم شاہ صاحبان کے اس قول میں نظر ہے (یعنی ابونعیم کی جمیع تصانیف کو
طبقہ رابعہ سے شمار کرنا پھر طبقہ رابعہ کی ہر حدیث کو ناقابل اعتبار بتانا اور یہ کہنا کہ (حاشیہ باقی ص۶۰۴

قولہ جس کے متعلق تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ اس طبقہ کی حدیثیں قابل اعتبار نہیں۔ اقول "تمام محدثین کا اتفاق ہے" اتنا بڑا دعویٰ اور بلا دلیل۔ ایسے بے سند اور بلا دلیل دعوے کرکے فاسق[1]۔ غیر طیب کوّا نخوروں اور چوہڑے چمار کی روٹی کھانے والوں (ان کے گنگوہی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صـ۱۳۰ پر لکھا ہے۔ کہ زاغ معروفہ (دیسی کوا) کھانا ثواب ہے۔ اور اسی صفحہ پر لکھا، چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں۔) اور ہندو تہوار ہولی دیوالی کے کھانا تناول فرمانے والوں (فتاویٰ رشیدیہ ج صـ۱۲۳) اور سودی روپیہ سے ہندوؤں کی سبیل سے پانی پینے والوں (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صـ۱۱۳) کو تو خوش کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اہل سنت کے سامنے ایسے

(حاشیہ صـ۶۳ سے آگے) کہ ان کتب کی سب حدیثیں یا موضوع ہیں یا ضعیف لاغیر۔ کیونکہ حلیہ لابی نعیم کو خاتم الحفاظ حاضر بارگاہ رسول اللہ شیخ الحدیث بزبان نبی اللہ (مقدمہ الفتح الکبیر ترجمہ سیوطی) امام جلال الملت والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کتب سے گنا ہے کہ جن میں صحیح حدیثیں بھی ہیں۔ اور حسن بھی اور ضعیف بھی (نہ موضوع کما مر عن الشیخ المحقق الدہلوی من تصنیفیہ اشعۃ اللمعات ج ۱ صـ۸ والمقدمہ فی اصول الحدیث صـ۷) ملاحظہ ہو مقدمہ جمع الجوامع صـ للسیوطی۔ وکنز العمال ج ۱ صـ۸ طبع جدید دکن والفتح الکبیر ج ۱ صـ۵ مطبوعہ مصر۔ ۱۲ فیضی ٥

[1] عن ابن عمر قال من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا واللہ ماھو من الطیبات۔ سنن ابن ماجہ صـ۲۴۱ باب الغراب ۱۲ الفیضی

بے سند دعوے ناقابل قبول ہیں بلکہ وہ رد کرنے کے لائق ہیں۔ کیا والد صاحب کی "حجۃ اللہ البالغہ" میں طبقات کتب حدیث کی بدعتی تقسیم فرمانے اور اس کی سب کتب کو موضوع یا ضعیف کہنے اور لائق و فاضل بیٹے مرحوم کے اس کو "عجالہ نافعہ" میں نقل کر دینے سے تمام محدثین کا اتفاق ثابت ہوگیا۔ گویا کہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ کا فرمان تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ع دل کے بہلانے کیلئے غالبؔ یہ خیال اچھا ہے۔

(قولہ) چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب رح[1] (حجۃ اللہ البالغہ ج۱ صنہ۲۶ میں) اور شاہ عبد العزیز صاحب رح[1] لکھتے ہیں۔ ایں احادیث قابل اعتماد نیستند۔ کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود (عجالہ نافعہ صنہ۷)

(اقول) شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس تقسیم طبقات اور دعویٰ عدم اعتماد میں اپنے والد مرحوم کے متبع ہیں اور ان کے والد اس

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم کو مخفف کر کے صلعم وغیرہ لکھنا اور رضی اللہ عنہ کو مخفف کر کے رضو لکھنا رحمۃ اللہ علیہ یا رحمہ اللہ تعالیٰ کو مخفف کر کے رح لکھنا نادرست ہے۔ "فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم" مقدمہ نووی شرح مسلم صنہ۲۔ فتاویٰ حدیثیہ صنہ۱۹۶۔ کوثر النبی صنہ۷۵ فتاویٰ تاتار خانیہ۔ طحطاوی علی الدر۔ فتاویٰ افریقہ صنہ۴۵ ۱۴۔ حیات اعلیحضرت صنہ۲۸۳۔ بہار شریعت ج۳ صنہ۸۷ اس پہ وعیدیں اور ترہیبی واقعات "سعادت الدارین للنبھانی صنہ۱۳۱ مطبوعہ مصر۔ ۱۲ فیضی

بدعتی تقسیم و دعوے کے موجد ہوئے اور بڑے شاہ صاحب کی کتب (خصوصاً وہ جو ابن عبد الوہاب نجدی کے تاثرات لیکر حرمین شریفین سے واپس آکے لکھیں) کا کیا وزن ہے یہ فقیر کی مطبوعہ کتاب "تعارف" میں شاہ ولی اللہ صاحب کے ترجمہ میں مسطور ہے۔ من شاء فلینظر ثمہ۔

ع۲ شاہ صاحبان کی عبارات کا جواب ہمارے فریق مخالف کے عیار مولوں کی زبانی سنئے جو ہم اہلسنت کو بزرگان دین و آئمہ محدثین کی عبارات کے جواب میں جگہ جگہ پیش کرتا رہتا ہے: "بزرگان کی عبارات میں اگر مناسب تاویل کی گنجائش ہوئی تو تاویل کردی جائے گی۔ ورنہ اقبال کی اصطلاح میں "اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں" پر عمل کیا جائے گا۔" اھ بلفظہ تبریدالنواظر صـ۱۸۶) اور اسی کتاب کے صـ۲۴ پر اس نے لکھا ہے "بزرگان دین اور صوفیائے کرام کی باتیں حجت نہیں کتاب و سنت سے استدلال ہو" محصلہ۔ تو لہٰذا اب ہم فریق مخالف سے پوچھتے ہیں۔ کہ کتب حدیث کے یہ چار طبقات اور تصانیف حاکم و تصانیف خطیب (تصانیف ابی نعیم) وغیرہ کو چوتھے طبقہ میں شمار کر کے ان کتب کی احادیث کو نا قابل اعتما بتانا (جیسا کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبد العزیز صاحب نے کیا ہے علی قولکم) کونسی آیت یا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین کیا ہم شاہ صاحب کے قول کو تمہارے تفسیر کے مطابق تسلیم کر کے۔ نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان صحیح و حسن حدیثوں کو پس پشت ڈال دیں جو طبقہ رابعہ کی کتب حدیث میں موجود ہیں۔ اور ان کتب کی ضعیف حدیثوں

کو باب فضائل اور مناقب میں رد کر کے جمہور محدثین کی مخالفت کریں ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بغض سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی اندھی تقلید تمہیں مبارک ہو کر سینکڑوں صحیح و حسن حدیثیں رد ہوتی ہیں تو ہونے دو پر اپنے بڑے مولوی کی بات کو پیٹھ نہ ہو۔

۳۔ شیخ الاسلام والمسلمین امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والغفران کی زبان، اور، طبقہ رابعہ کا بیان "کسی حدیث کا کتب طبقہ رابعہ سے ہونا موضوعیت بالائے طاق ضعف شدید در کنار مطلق ضعف کو بھی مستلزم نہیں۔ ان میں حسن صحیح صالح ضعیف باطل ہر قسم کی حدیثیں ہیں۔ ہاں بوجہ اختلاط و عدم بیان کہ عادت جمہور محدثین ہے۔ ہر حدیث میں احتمال ضعف قائم۔ لہٰذا غیر ناقد کو بے مطالعۂ کلمات ناقدین ان سے عقائد و احکام میں احتجاج نہیں پہنچتا۔ قول شاہ عبدالعزیز صاحب ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثباتِ عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود، کے یہی معنے ہیں۔ نہ یہ کہ ان کتابوں میں جتنی حدیثیں ہیں۔ سب واہی ساقط ہیں۔ یا موضوع و باطل اور اصلاً دربارہ فضائل بھی ایراد و استناد کے ناقابل کوئی ادنی ذی فہم و تمیز بھی ایسا ادعا نہ کریگا نہ کہ شاہ صاحب سا فاضل۔ ہاں متکلمان طائفہ وہابیہ اپنی جہالتیں جس کے سر چاہیں دھریں۔

اوّلاً ۱۔ خود شاہ صاحب اثبات عقیدہ و عمل کا انکار فرما رہے ہیں اور وہ فضائل اعمال میں تمسک کے منافی نہیں۔ ہم افادۂ بائیس (۲۲) میں

روشن کر آئے کہ دربارہ فضائل کسی حدیث سے استناد کسی عقیدہ یا عمل کا اثبات نہیں۔ تو اس بات کو ہمارے مسئلہ سے کیا تعلق[1]۔

ثانیاً:۔ تصانیف خطیب وابونعیم بھی طبقۂ رابعہ میں ہیں۔ اور شاہ صاحب بستان المحدثین[2] میں امام ابونعیم کی نسبت فرماتے ہیں۔ "از نوادر کتب او کتاب حلیۃ الاولیاء است کہ نظیر آں در اسلام تصنیف نشدہ" (ان کی نادر وعجیب کتابوں میں سے کتاب حلیۃ الاولیاء ایسی نادر کتاب ہے۔ جس کی نظیر اسلام میں نصیب یا "تصنیف" نہیں ہوئی یقول الفیضی والیضافیہ۔ کتاب حلیۃ الاولیا نے ان کی زندگی میں ہی اس قدر شہرت اور رواج حاصل کیا تھا کہ نیشاپور میں اس کا ایک نسخہ چار سو دینار میں خرید اگیا تھا۔ (بستان المحدثین اردو ص۹۴ مطبوعہ نور محمد) اسی[3] میں ہے۔ کتاب اقتضاء العلم والعمل از تصانیف خطیب است۔ بسیار خوب کتابے است در باب خود۔ اسی[4] میں تصانیف امام خطیب کو لکھا۔ التصانیف المفیدۃ التی ھی بضاعۃ المحدثین وعروتہم فی فنہم۔ (فائدہ بخش تصنیفیں کہ فن حدیث میں محدثین کے بضاعت ومحل تمسک ہیں)

---

[1] اسی طرح حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ فضیلت ثابت کی جاتی ہے کہ حضور نے دنیا ومافیہا دیکھ لیا ہے۔ بالفرض حدیث ضعیف ہی ہو تو ہمارے استناد واستدلال پر کوئی زد نہیں پڑتی ۱۲ فیضی۔ [2] یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کو ابونعیم نے حلیۃ الاولیا میں روایت کیا جس کی مدح میں شاہ صاحب رطب اللسان ہیں۔ ۱۲ فیضی [3] ص۱۰۵ ۱۲ [4] بستان اردو ص۱۱۸ ۱۲

پھر امام حافظ ابوطاہر سلفی سے ان تصانیف کی مدح جلیل نقل کی۔ سبحان اللہ کہاں شاہ صاحب کا یہ حسن اعتقاد۔ اور کہاں ان کے کلام وہ بیہودہ مراد کہ کتب سراسر مہمل ونا قابل استناد۔

ثالثاً :۔ جناب شاہ صاحب مرحوم کے والد شاہ ولی اللہ صاحب کہ حجۃ البالغہ میں اس تقریر طبقات کے موجد اسی حجت بالغہ میں اسی طبقہ رابعہ کی نسبت لکھتے ہیں۔ اصلح ھذہ الطبقۃ ماکان ضعیفا محتملا[1] یعنی اس طبقہ کی احادیث میں صالح تر وہ حدیثیں ہیں جن میں ضعیف قلیل قابل تحمل ہے۔) ظاہر ہے کہ ضعیف محتمل ادنی انجبار سے خود احکام میں حجت ہو جاتی ہے۔ اور فضائل میں تو بالاجماع تنہا ہی مقبول وکافی ہے۔ پھر یہ حکم بھی بلحاظ انفراد ہوگا۔ ورنہ ان میں بہت احادیث منجبرہ حسان ملیں گی۔ اور عند التحقیق یہ بھی باعتبار غالب ہو ورنہ فی الواقع ان میں صحاح حسان سب کچھ ہیں۔ کما ستسمع بعونہ تعالیٰ۔

رابعاً :۔ یہی شاہ صاحب قرۃ العینین[2] فی تفضیل الشیخین میں لکھتے ہیں۔ چوں نوبت علم حدیث بطبقہ دیلمی وخطیب وابن عساکر رسید۔ ایں عزیزاں دیدند کہ احادیث صحاح وحسان را متقدمین مضبوط کردہ اند۔ پس مائل شدند بجمع احادیث ضعیفہ ومقلوبہ کہ سلف آنرا دیدہ ودانستہ

---

[1] حجۃ اللہ ج ۱ ص ۱۳۵ مطبوعہ منیریہ دمشق ۱۲ فیضی [2] قسم دوم از فصل دوم در شبہات وراقاں (کاتباں) ص ۲۸۲/۲۸۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۲ الفیضی۔

گذاشتہ بودند وغرض ایشاں ازیں جمع آں بود کہ بعد جمع حفاظ محدثین
دراں احادیث تأمل کنند وموضوعات را از حسان لغیرہا[1] ممتاز نمایند
چنانچہ اصحاب مسانید طرق احادیث جمع کردند کہ حفاظ صحاح وحسان
وضعیف از یکدیگر ممتاز سازند۔ ظن ہر دو فریق را خدا تعالیٰ محقق ساخت
بخاری ومسلم وترمذی وحاکم تمیز احادیث وحکم بصحت وحسن ومتاخران
در احادیث خطیب وطبقۂ او تصرف نمودند ابن جوزی موضوعات را مجرد
ساخت۔ وسخاوی در مقاصد حسنہ حسان لغیرہا از ضعاف ومناکیر
ممیز نمود خطیب وطبقۂ او در مقدمات کتب خود باین مقاصد تصریح نمودہ اند
جزاھم اللہ تعالیٰ عن امۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیرا
اھ ملتقطاً۔ دیکھو کیسی صریح تصریح ہے۔ کہ کتب طبقۂ رابعہ میں نہ
صرف ضعیف محتمل بلکہ حسان بھی موجود ہیں۔ اگرچہ لغیرہا کہ وہ بھی بلاشبہ

---

[1] حافظ ابن حجر ایک روایت ابن عساکر (جو طبقۂ رابعہ سے ہے) کے متعلق فرماتے ہیں۔
"سندہ حسن" مرقات ج ۲ ص ۶۔ قال القاری تحت حدیث صلوٰۃ قال السخاوی ورواہ ابن
زنجویہ فی ترغیبہ باسناد حسن۔ مرقات ج ۲ ص ۱۰ ونحوہ فی المرقاۃ ج ۲ ص ۱۱
وہامش جلاء الافہام ص ۵۷ لابن القیم الجوزیۃ۔ مفسر ابن کثیر۔ ابن جریر (جو بقول شاہ صاحب
طبقۂ رابعہ سے ہے۔) کی ایک روایت کے متعلق کہا "حسن" تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۱ نیز اسی
صفحہ پر ابن عساکر کی روایت بھی منقول ہے۔ وغیر ذلک لا تعد۔ ولا تحصی العاقل
تکفیلہ الاشارۃ ۱۲ فیضی عفی عنہ

خود احکام میں حجت۔ نہ کہ فضائل۔

خامساً:۔ انہیں شاہ صاحب نے اسی حجت میں سنن ابی داؤد وترمذی ونسائی کو طبقہ ثانیہ اور مصنف عبد الرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ وتصانیف ابی داؤد طیالسی وبیہقی وطبرانی کو طبقہ ثالثہ اور کتب ابونعیم کو[1] طبقہ رابعہ میں گنا۔ امام جلیل جلال سیوطی خطبہ جمع الجوامع میں فرماتے ہیں رمزت للبخاری (خ) والمسلم (م) ولابن حبان (حب) وللحاکم فی المستدرک (ک[2]) وللضیاء فی المختارہ (ض) وجمیع ما فی ہذہ الکتب الخمسۃ صحیح.... سوی ما فی المستدرک من المتعقب فانبہ علیہ (وکذا ما فی موطا مالک وصحیح ابن خزیمۃ وابی عوانۃ وابن السکن والمنتقی لابن الجارود والمستخرجات فالعزو الیہا معلم بالصحۃ ایضاً) ورمزت لابی داؤد (د).... وللترمذی (ت).... وللنسائی (ن) ولابن ماجہ (ہ) ولابی داؤد الطیالسی (ط)

---

[1] اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تو تصانیف حاکم کو بھی طبقہ رابعہ میں گنا ہے۔ (عجالہ صـ) ۱۲ف [2] اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تو صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم کو بھی طبقہ ثالثہ سے شمار کیا حالانکہ ان کی سب حدیثیں صحیح ہیں عندھما وعند بعض المحدثین۔ اور ابن تیمیہ مشدد کے شاگرد ذہبی نے مستدرک کی بعض حدیثوں کا تعاقب کیا۔ اور کئی ان کے ہمنوا ہوئے

وقال بعض العلماء کل ما فی المستدرک اما صحیح واما حسن ولا ینزل عن درجۃ الحسن

"کوثر النبی صـ۸ـ" ۱۲ف

ولاحمد (حم) ولزیادات ابنہ .... (عم) ولعبد الرزاق (عب) (ولسعید بن منصور (ص) ولابن ابی شیبہ (ش) ولابی یعلی (ع) وللطبرانی فی الکبیر (طب) وفی الاوسط (طس) وفی الصغیر (طص) (وللدارقطنی (قط) .... ولابی نعیم فی الحلیۃ (حل) وللبیہقی (ق) ولہ فی شعب الایمان (ہب) وہٰذہٖ فیہا الصحیح والحسن والضعیف فابینہ غالبًا[1] اھ مختصرًا۔

دیکھو امام خاتم الحفاظ نے طبقات ثانیہ وثالثہ ورابعہ سب کو ایک ہی نسق میں گنا اور سب پر یہی حکم فرمایا کہ ان میں صحیح حسن ضعیف سب کچھ ہے

سادسًا: خود جناب شاہ صاحب کی تصانیف تفسیر عزیزی وتحفہ اثنا عشریہ وغیرہا میں جابجا طبقہ رابعہ سے بلکہ ان سے بھی اتر کر استناد[2] موجود۔ اب یا تو شاہ صاحب معاذ اللہ خود کلام اپنا نہ سمجھتے۔ یا یہ

---

[1] کنز العمال ج ۱ ص ۲ والفتح الکبیر ج ۱ ص ۴/۵ ۱۲ ف

[2] شاہ عبد العزیز صاحب کی کتاب عزیز الاقتباس اور طبقہ رابعہ سے استناد۔ رواہ[1] الفردوس الدیلمی ص ۳۰، کتاب مذکور۔ رواہ[2] ابو نعیم ص ۳۔ رواہ[3] ابو نعیم ص ۷۔ رواہ[4] الحکیم الترمذی ص ۷ رواہ[5] ابن عساکر ص ۹۔ رواہ[6] الحاکم ص ۱۰۔ رواہ[7] ابن عساکر ص ۱۰۔ رواہ[8] ابن عساکر ص ۱۴۔ رواہ[9] ابن عساکر ص ۱۵۔ رواہ[10] ابن عساکر ص ۱۵ ۔ رواہ ابن عساکر ص ۱۸ اس روایت کے ماتحت فرماتے ہیں۔ ازیں حدیث مستفاد گشت کہ دوستی چہار یار از ایمان است وترک محبت ایشاں علامت صریح نفاق ص ۱۸۔ ابن عساکر ص ۲۱۔ ابن عدی۔ فردوس ص ۲۶

فللّٰہ الحمد کتبہ الفیضی عفی عنہ ۱۲

سفہا ناحق تحریف معنوی کر کے احادیث طبقۂ رابعہ کو مہمل و معطل ٹھہرانا ان کے سر کئے دیتے ہیں (فقیر فیضی کہتا ہے کہ پھر آگے اعلیحضرت مجدد بریلوی نے شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر عزیزی اور تحفہ سے تمثیلاً چند نقلیں پیش کی ہیں۔ کہ جن سے واضح کہ شاہ صاحب نے ابن عساکر، ابو الشیخ، ابن مردویہ، دیلمی، ثعلبی، ابن النجار، ابن جریر خطیب بغدادی، مدارج نبوت کتاب الوفا بیہقی، شروح مشکوٰۃ، شرح مشکوٰۃ للشیخ المحقق ریاض النضرۃ بیہقی، ابن السمان سے روایتیں نقل کر کے ان سے استناد کیا جو اس کی تفصیل دیکھنا چاہے وہاں دیکھ لے)…. اس[1] طبقہ والوں کی احادیث متروکہ سلف کو جمع کرنے کے معنی اسی قدر ہیں کہ جن احادیث کے ایراد سے انہوں نے احتراز نہ کیا۔ انہوں نے درج کیں نہ یہ کہ انہوں نے جو کچھ لکھا۔

---

[1] اعلیحضرت کا یہ کلام شاہ عبد العزیز صاحب کے اس کلام کو حل کر رہا ہے۔ شاہ صاحب طبقہ رابعہ کے متعلق رقمطراز ہیں۔ "طبقہ رابعہ" احادیثے کہ نام ونشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبود و متاخراں آنرا روایت کردہ اند پس حال آنہا از دو شق خالی نیست (فیہ ما فیہ) یا سلف تفحص کردند و آنہارا اصلے نیافتہ اند تا مشغول بروایت آنہا مے شدند یا یافتند ودراں قدحے وعلتے دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہارا بر ترک روایت آنہا الخ (عجالہ ص۷) پھر آگے شاہ صاحب عدم اعتماد والا دعوی اسی بنیاد پر متفرع کرتے ہیں۔ محققین ناظرین شاہ صاحب کے اس کلام کے ساتھ اگلے حوالے بغور ملاحظہ فرماویں اور خود انصاف فرماویں۔ قال الشیخ عبد القادر الشاذلی تلمیذ المصنف (یعنی السیوطی)، فی دیباجۃ کتابہ حلاوۃ المجامع انہ سمع المصنف (یعنی السیوطی) (حاشیہ باقی ص۴۱ پر)

سب متروکِ سلف ہے مجرد عدم ذکر کو اس معنی پر حمل کرنا کہ ناقص سمجھ کر بالقصد ترک کیا ہے۔ محض جہالت ہے۔ ورنہ افراد بخاری متروکات مسلم ہوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یقول اکثر ما یوجد علی وجہ الارض من الاحادیث النبویۃ القولیۃ والفعلیۃ مائتا الف حدیث ونیف فجمع المصنف منہا مائۃ الف حدیث فی ہذا الکتاب یعنی الجامع الکبیر واخترمتہ المنیۃ ولم یکملہ اھ (الفتح الکبیر ج ۱ ص ۶ مطبوعہ مصر) وقال النبہانی "واخبر (السیوطی) عن نفسہ انہ یحفظ مائتی الف حدیث قال ولو وجدت اکثر لحفظتہ قال ولعلہ لا یوجد علی وجہ الارض الآن اکثر من ذلک اھ" (الفتح الکبیر ج ۱ ص ۳ مطبوعہ مصر) وقال الامام عبد الرؤف المناوی (المتوفی سنہ ۱۰۳۱ھ) تحت قول السیوطی "لانہ (ای ان الجامع الصغیر) مقتضب من الکتاب الکبیر الذی سمیتہ بجمع الجوامع وقصدت فیہ جمع الاحادیث النبویۃ باسرھا" (انتہی قول السیوطی) وھذا بحسب ما اطلع علیہ المؤلف (السیوطی) لا باعتبار نفس الامر لتعذر الاحاطۃ بہا وانافتہا علی ما جمعہ الجامع المذکور لو تم وقد اخترمتہ المنیۃ قبل اتمامہ۔ وفی تاریخ ابن عساکر عن احمد صح من الحدیث سبعمائۃ الف (سات لاکھ) وکسر (الکسر ھو عدد الذی یکون اقل من واحد کالثلث والربع ویقابلہ الصحیح) وقال ابو زرعۃ کان احمد یحفظ الف الف (دس لاکھ) حدیث (مرقات ج ۱ ص ۲ ۔ مقدمۃ الترغیب للمنذری ج ۱ ص ۷ ۔ زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۱ ۔ الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۷) یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ایسے حافظ والے امام نے اپنی مسند میں درج کتنا کیں۔ سنو۔ قال المناوی قال ابن المدینی۔ مسند لہ وھو (باقی بر صفحہ آئندہ)

اور افراد مسلم متروکات بخاری اور ہر کتاب متاخر کی وہ حدیث کہ تصانیف سابقہ میں نہ پائی گئی۔ تمام سلف کی متروک مانی جائے۔ مصنفین میں کسی کو دعویٰ استیعاب نہ تھا۔ امام بخاری کو ایک لاکھ احادیث

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

نحو اربعین الفا اصل من اصول الاسلام اھ فیض القدیر ج ۱ ص ۲۹ مطبوعہ مصر۔ قال القاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) فانہ (اے ان مسند احمد) اکبر المسانید واحسنہا فانہ لم یدخل فیہ الا ما یحتج بہ مع کونہ اختصرہ من اکثر من سبعمائۃ الف حدیث وخمسین الفاً اھ مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۱۱ مطبوعہ مصر۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی میفرماید "دراں مسند زیادہ از سی ہزار حدیث جمع کردہ گفتہ ایں مسند را انتخاب کردہ ام زیادہ از ہفت صد و پنجاہ ہزار حدیث اھ اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۶/۱۷ - وفی مقدمۃ الترغیب والترہیب للمنذری ج ۱ ص ۱۷ - تحت عنوان ترجمۃ الامام احمد رضی اللہ عنہ" حفظ الف الف حدیث تنخل منہا اربعین الفا ونیفا۔ فدونہا فی کتابہ المسند" اھ وقال الکتانی فی الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۷ - وقد اشتہر عند کثیر من الناس انہ اربعون الف حدیث ... وکذا صرح بذلک الحافظ شمس الدین محمد بن علی الحسینی فی التذکرۃ فقال عدۃ احادیثہ اربعون الفا بالمکرر، وقال ابن المناوی انہ ثلاثون الفاً والاعتماد علی قولہ دون غیرہ - وقد انتقاہ (اے المسند) من اکثر من سبعمائۃ الف وخمسین الف حدیث، ولم یدخل فیہ الا ما یحتج بہ عندہ - اھ - خود شاہ عبدالعزیز کی زبانی سنئے "مشہور ہے کہ مسند میں اصل سے تیس ہزار حدیثیں ہیں اور جب ان کے بیٹے عبداللہ کی زیادات (باقی برصفحہ آئندہ)

صحیح حفظ تھیں۔ صحیح بخاری میں کل چار ہزار بلکہ اس سے بھی کم ہیں۔ (فتح الباری) ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :- کو ملایا جائے تو چالیس ہزار حدیثیں ہوتی ہیں لیکن بعض محدثین نے اپنے شیوخ اور بعض ثقات سے یہ نقل کیا ہے کل تیس ہزار حدیثیں ہیں واللہ اعلم ... امام احمد جب اس مسند کے مسودہ سے فارغ ہو گئے۔ تو انہوں نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور ان کو یہ مسند سنا کر فرمایا کہ "یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے جمع کیا ہے۔ اور سات لاکھ پچاس ہزار روایتوں سے انتخاب کیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں مسلمانوں کا اختلاف ہو تو وہ اپنا مرجع اور معیار اس کتاب کو بنائیں اگر اس کتاب میں اس کی اصل پائیں تو فبہا ورنہ اس کو غیر معتبر خیال کریں۔ راقم الحروف (شاہ صاحب) کہتا ہے کہ اس سے مراد وہی احادیث ہیں جو درجہ شہرت یا تواتر معنی کو نہیں پہنچیں ورنہ ایسی احادیث مشہور بہت ہیں۔ جو مسند میں نہیں ہیں۔ اھ بستان المحدثین ص ۵۳ (الذن نشرع فی نقل کلام المناوی خاتم التسلسل) وقال البخاری احفظ مائة الف حدیث صحیح و مائتی الف حدیث غیر صحیح وقال مسلم صنفت الصحیح من ثلاثمائة الف حدیث الی غیر ذلک۔ انتہی کلام المناوی۔ فیض القدیر ج ۱ ص ۲۴۔ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) کی بات تو سنی اب شاہ عبدالعزیز صاحب پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ صاحب نبراس کی بات بھی سنئیں۔ رحمہما اللہ تعالیٰ۔ قال ابن الجوزی حصر الاحادیث بعید عن الامکان ... وقال الامام احمد صح من الاحادیث سبع مائة الف وکسر وقال جمعت المسند من اکثر من سبع مائة الف وخمسین الف (باقی برصفحہ آئندہ)

ثامناً: شاہ صاحب (بستان المحدثین میں) فرماتے ہیں۔ لہذا علمائے حدیث قرار دادہ اند کہ بر مستدرک حاکم اعتماد نباید کرد مگر بعد از دیدن تلخیص ذہبی۔ (اس عبارت) سے ظاہر ہوا۔ کہ وجہ بے اعتمادی یہی اختلاط صحیح وضعیف ہے

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) وقال البخاری احفظ من الصحاح مائۃ الف ومن غیرھا مائتے الف ولعلہ اراد ما صح علی شرطہ وقال اخرجت الصحیح من نحوست مائۃ الف حدیث .... لکنھا لم تکتب فضاعت بموت العلماء وقال ابو المکارم المتون الموجودۃ الیوم تبلغ مائۃ الف" اھ ملتقطا، کوثر النبی ص۱۳۔ شیخ عبدالحق محقق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ الاحادیث الصحیحۃ لم تنحصر فی صحیحی البخاری ومسلم ولم یستوعبا الصحاح کلھا بل ھما منحصران فی الصحاح والصحاح التی عندھما وعلی شرطھما ایضا لم یوردا ھما فی کتابیھما فضلا عما عند غیرھما قال البخاری ما اوردت فی کتابی ھذا الا ما صح ولقد ترکت کثیرا من الصحاح وقال مسلم الذی اوردت فی ھذا الکتاب من الاحادیث صحیح ولا اقول ان ما ترکت ضعیف "مقدمہ للشیخ المحقق فی اصول الحدیث ص۷"، واشعۃ اللمعات ج۱ ص۸۔ ونحوہ فی مقدمۃ صحیح البخاری لمولانا احمد علی سہارنفوری ج۱ ص۴۔ سات لاکھ سے بھی زیادہ صحیح حدیث امام احمد کی نظر میں تھی۔ اور ایک لاکھ صحیح حدیث امام بخاری اور بخری کی نظر میں تھی۔ اور طبقہ اولیٰ وثانیہ وثالثہ کی سب حدیثوں کو جمع کر و جنمیں صحیح وحسن ضعیف کو بھی بے شک ان سے جمع کرتے آؤ پھر بھی ایک لاکھ حدیث مشکل ہوں گی۔ تو اب یہ کہنا کس حد تک درست ہوگا کہ طبقہ ثالثہ تک حدیثوں کا ذکر نہ ہونا ان محدثین سابقین کے عدم علم یا وجود قدح پہ مبنی ہے۔ فتدبر۔ ۱۲ الفیضی غفرلہ،

اگرچہ اکثر صحیح ہی ہوں جیسے مستدرک جس میں تین ربع کتاب کی قدر احادیث صحیحہ ہیں۔ نہ کہ سب کا ضعیف ہونا چہ جائے ضعف شدید یا بطلان محض کے کوئی جاہل بھی اس کا ادعا نہ کرے گا اور اس بے اعتمادی کے یہی معنی اگر خود لیاقت نقد رکھتا ہو آپ پرکھے ورنہ کلام ناقدین کی طرف رجوع کرے ...... اب انصافا یہ حکم نہ صرف کتب طبقہ رابعہ بلکہ ثانیہ ثالثہ سب پر ہے۔ کہ جب منشا اختلاط صحیح وضعیف ہے۔ اور وہ سب میں قائم تو یہی حکم سب پر لازم ...... بالجملہ حق یہ کہ مدار اسناد نظر و انتقاد یا تحقیق نقاد پر ہے نہ فلاں کتاب میں ہونے۔ فلاں میں نہ ہونے پر۔ انتہی کلام الامام المجدد البریلوی ملخصاً منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین۔ متضمن رسالہ۔ الہاد الکاف فی حکم الضعاف افادہ ۲۴ از ص ۷۸ تا ص ۹۴

سہ

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار

اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

ماسعیی فی ھذہ الاجوبۃ الالحفظ عرض ومنقبۃ سیدنا وشفیعنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانال شفاعتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ولنعم ما قال حسان علیہ الرضوان من الرحمٰن۔

ھجوت محمداً فاجبت فیہ ✿ وعند اللہ فی ذاک الجزاء

فان ابی ووالدتی وعرضی ✿ لعرض محمد منکم وقاء — رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اب آخر میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی صحیح بخاری (کما یقولون) کی ایک حدیث دیکھیں جس سے مسئلہ قدرت وتصرف، اور مسئلہ

روئیت اور مسئلہ سمع پر خاص روشنی پڑتی ہے۔

ع شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

ان اللہ تعالیٰ قال من عادی ولیا فقد آذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبتہ فاذا احبتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا وان سألنی

بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں نے اس کو اعلان جنگ فرما دیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ

ما نے

لاعطینه ولئن
استاذنی لاعیذنه
وما ترددت
عن شیٔ
انا فاعله
ترددی عن
نفس المومن
یکره الموت
وانا اکره
مسائته
ولابد له
منه

ہوجاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے
اور اسکے وہ پاؤں ہوجاتا ہوں جن سے وہ
چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (جو) کچھ مانگتا ہے،
تو میں اسے ضرور ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ
مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے ضرور
ضرور ضرور پناہ دیتا ہوں۔ جس چیز کو
میں کرنیوالا ہوتا ہوں اس میں توقف
اور تردد نہیں کرتا جیسا کہ نفس مومن
کے قبض کرنے میں تردد کرتا ہوں۔ وہ
مومن بحکم طبیعت موت کو مکروہ سمجھتا ہے،
اور میں اسکی غمگینی کو ناخوش سمجھتا ہوں
حالانکہ موت سے اس کو چارہ نہیں۔

رواہ البخاری (فی صحیحہ ج ۲ ص ۹۶۳)
مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ فصل اول ص ۱۹۷
الجامع الصغیر للسیوطی ج ۱ ص ۷۱ مطبوعہ مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی
بمصر ۱۳۵۸ھ۔ وقال السیوطی فی التوشیح وقع فی روایۃ "بی یسمع
وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی" زاد احمد من حدیث عائشۃ"
وفوادہ الذی یعقل بہ ولسانہ الذی یتکلم بہ" انتہی۔ حاشیہ
صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۶۳۔

امام فخر الدین رازی (متوفی سنہ ۶۰۶ھ) اسی حدیث شریف کی یوں تشریح فرماتے ہیں۔

العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللّٰہ کنت لہ سمعا وبصراً فاذا صار نور جلال اللّٰہ سمعا لہ سمع القریب والبعید واذا صار ذلک النور بصرا لہ رای القریب والبعید واذا صار ذلک النور یدا لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسھل والبعید والقریب اھ

جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کنت لہ سمعا وبصرا فرمایا ہے۔ جب اللّٰہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس (ولی) کے کان بن جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے اور جب یہی نور اس (ولی) کی آنکھیں ہو گیا تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور جلال اس (ولی) کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو یہ ولی مشکل اور آسان دور اور قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

تفسیر کبیر ج ۵ ص ۶۸۸/۶۸۹ مطبوعہ مصر تحت آیت "ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم"

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام، اولیا کرام، کی یہ شان ہے

اگرچہ اکثر صحیح ہی ہوں جیسے مستدرک جس میں تین ربع کتاب کی قدر احادیث صحیحہ ہیں۔ نہ کہ سب کا ضعیف ہونا چہ جائے ضعف شدید یا بطلان محض کے کوئی جاہل بھی اس کا ادعا نہ کرے گا اور اس بے اعتمادی کے یہی معنی اگر خود لیاقت نقد رکھتا ہو آپ پرکھے ورنہ کلام ناقدین کی طرف رجوع کرے ..... اب انصافاً یہ حکم نہ صرف کتب طبقہ رابعہ بلکہ ثانیہ ثالثہ سب پر ہے۔ کہ جب منشا اختلاط صحیح وضعیف ہے۔ اور وہ سب میں قائم تو یہی حکم سب پر لازم ...... بالجملہ حق یہ کہ مدار اسناد نظر وانتقاد یا تحقیق نقاد پر ہے نہ فلاں کتاب میں ہونے۔ فلاں میں نہ ہونے پر۔ انتہی کلام الامام المجدد البریلوی ملخصاً منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین۔ متضمن رسالہ۔ الہاد الکاف فی حکم الضعاف افادہ ۲۴ از ص ۷۸ تا ص ۸۴

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

ما سعیی فی ھذہ الاجوبۃ الا لحفظ عرض ومنقبۃ سیدنا وشفیعنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانال شفاعتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ولنعم ما قال حسان علیہ الرضوان من الرحمٰن۔

ھجوت محمداً فاجبت فیہ ✤ وعند اللہ فی ذاک الجزاء
فان ابی ووالدتی وعرضی ✤ لعرض محمد منکم وقاء (صلی اللہ علیہ وسلم)

اب آخر میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی صحیح بخاری (کما یقولون) کی ایک حدیث دیکھیں جس سے مسئلہ قدرت وتصرف، اور مسئلہ

روئیت اور مسئلہ سمع پر خاص روشنی پڑتی ہے۔

ع شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

ان اللہ تعالیٰ قال من عادی ولیا فقد آذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سالنی

بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں نے اس کو اعلان جنگ فرما دیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ

لاعطینه ولئن استعاذنی لاعیذنه وما ترددت عن شیٔ انا فاعله ترددی عن نفس المومن یکره الموت وانا اکره مسائته ولابدله منه

ہوجاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے وہ پاؤں ہوجاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (جو) کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور ضرور پناہ دیتا ہوں۔ جس چیز کو میں کرنیوالا ہوتا ہوں اس میں توقف اور تردد نہیں کرتا جیسا کہ نفس مومن کے قبض کرنے میں تردد کرتا ہوں۔ وہ مومن بحکم طبیعت موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اسکی غمگینی کو ناخوش سمجھتا ہوں حالانکہ موت سے اس کو چارہ نہیں۔

رواہ البخاری (فی صحیحہ ج۲ ص۹۶۳)
مشکوۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ فصل اول ص۱۹۷
الجامع الصغیر للسیوطی ج۱ ص۷۱ مطبوعہ مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی بمصر ۱۳۵۸ھ۔ وقال السیوطی فی التوشیح وقع فی روایۃ "بی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی" زاد احمد من حدیث عائشۃ "وفوادہ الذی یعقل بہ ولسانہ الذی یتکلم بہ" انتہی۔ حاشیہ صحیح بخاری ۲ہ ج۲ ص۹۶۳ ۔

امام فخرالدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اسی حدیث شریف کی یوں تشریح فرماتے ہیں۔

العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ کنت لہ سمعا وبصراً فاذا صار نور جلال اللہ سمعا لہ سمع القریب والبعید واذا صار ذلک النور بصرا لہ رای القریب والبعید واذا صار ذلک النور یدا لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسھل والبعید والقریب اھ

جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کنت لہ سمعا وبصرا فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس (ولی) کے کان بن جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے اور جب یہی نور اس (ولی) کی آنکھیں ہوگیا تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور جلال اس (ولی) کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو یہ ولی مشکل اور آسان دور اور قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

تفسیر کبیر ج ۵ ص ۶۸۸، ۶۸۹ مطبوعہ مصر تحت آیت "ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم"

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام، اولیا کرام، کی یہ شان ہے

تو حضور سید الانام امام الانبیاء سید المرسلین محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف وقدرت اور آپ کے کان مبارک کی قوت سمع اور آپ کی مبارک آنکھوں کی طاقت کا کیا کہنا کونسی آواز ان کے کانوں سے پوشیدہ ہے اور کونسی چیز ان کی نظر مبارک سے مخفی ہے۔

شعر (اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام (اعلیحضرت)
ناظر خلق و خالق پہ لاکھوں درود!
ایسی بصر و بصارت پہ لاکھوں سلام (فقیر فیضی)

(اقوال آئمہ کرام وعبارات علماء عظام دربارہ حاضر و ناظر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱) شیخ المحدثین سند المحققین حضرت شاہ عبد الحق محدث محقق دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء امت ست یک کس را دریں مسئلہ خلافے[۱] نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم وتاویل دائم وباقی ست

علمائے امت میں اتنا اختلافات اور کثرت مذاہب کے باوجود کسی ایک کو اس مسئلہ میں خلاف نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر شائبہ مجاز اور توہم وتاویل کے حقیقی حیات سے دائم اور باقی ہیں۔

[۱] الفرق بین الخلاف والاختلاف الاختلاف یکون من الجانبین والخلاف یکون من الجانب الواحد وقد یکون الخلاف بمعنی الاختلاف وقیل الاختلاف تباین الطریق والمقاصد کلیہما والخلاف تباین الطرق مع اتحاد المقاصد، واللہ اعلم، فائدہ جلیلہ ص۱۳۰، وقال السید الشریف الجرجانی فی التعریفات ص۹۰ الخلاف منازعۃ تجری بین المتعارضین لتحقیق حق اولا بطال باطل" ۱۲ الفیضی غفرلہٗ

و بر اعمالِ امت[۱] حاضر و ناظر و مر طالبانِ حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی ست
مکاتیب و رسائل شیخ محقق علی ہامش اخبار الاخیار مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۵۵

اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبانِ حقیقت کیلئے اور ان کے لیے جو حضور کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں فیض دینے والے اور تربیت فرمانے والے ہیں۔

(۲) نیز شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ اور علامہ نبہانی شیخ عمر فوتی سے ناقل اور وہ قطب محمد بن عبد الکریم السمان سے ناقل۔

ففی حال ذکرک له صلے اللہ علیه وسلم تصور کانک بین یدیه متادبا بالاجلال والتعظیم والهیبة والحیاء فانه یراک ویسمعک کلما ذکرته لانه متصف

ذکر کن او را و درود بفرست بروے صلی اللہ علیہ وسلم و باش در حال ذکر گویا حاضر ہست در حالت حیات وے ہیبنی تو اورا متادب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیا بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم مے بیند و مے شنود کلام ترا زیرا کہ وے متصف ست

یعنی اے مخاطب حضور کا ذکر کر اور آپ پر درود شریف بھیج اور آپکے ذکر کے وقت یہ تصور باندھ کہ حضور حالت حیات سے تیرے سامنے حاضر ہیں اور تو انہیں دیکھ رہا ہے اور آپ کے ذکر کے وقت اجلال تعظیم اور ہیبت و حیا سے متادب بیٹھنا اور جاننا

[۱] و نیز ایں شیخ در جمع البرکات گفتہ است " وے علیہ السلام بر احوال و اعمال امت مطلع است بر مقربان و خاصان درگاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است " ۱۲

بصفات اللہ وھو سبحانہ جلیس من ذکرہ سعادت دارین ص۵۴ مطبوعہ مصر	بصفات اللہ تعالیٰ و یکے از صفات الٰہی آن ست کہ انا جلیس من ذکرنی مدارج النبوت ج۲ ص۶۲۱	چاہیئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے دیکھتے ہیں اور تیرا کلام سنتے ہیں اسلیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہیں اور صفات الٰہیہ میں سے ایک صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے کہ جو مجھے یاد کرے میں اسکا ہمنشین ہوں

(۳) نیز شیخ محقق پیاری نصیحت فرماتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔
وصیت مے کنم ترا اے برادر بدوام ملاحظہ صورت و معنی او صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ باشی متکلف و مستحضر پس نزدیک است کہ الفت گیرد روح تو بوے پس حاضر آید ترا وے صلی اللہ علیہ وسلم عیاناً و یابی اورا و حدیث کنی باوے وجواب دہد ترا وے و چوں حدیث گوید با تو و خطاب کند ترا فائز شوی بدرجہ صحابۂ عظام و لاحق شوی بایشاں انشاء اللہ تعالیٰ۔ (مدارج النبوت ج۲ ص۶۲۳)
(۴) شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

پس باید کہ بندہ ہمچناں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ را پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف و مطلع بیند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را نیز (بر) ظاہر و باطن خود مطلع	پس چاہیئے کہ بندہ جس طرح حق تعالیٰ کو ہر حال میں ظاہر و باطن طور پر واقف جانتا ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اپنے ظاہر

ع ولنعم ما قیل ؎ سر فراز حقیقت میں سرِ فساد ہے۔ کہ اس کے سر میں تکبر استاد ہے۔

۴۲۵

وحاضر داند ۔	وظاہر پر مطلع اور حاضر جانے

(مصباح الہدایت ترجمہ عوارف ص ۱۶۵)

(۵) شفا شریف قسم ثانی باب رابع فصل ۲ ج ۲ ص ۵۷ مطبوعہ مصر پر ہے

ان لم یکن فی البیت	جب گھر میں کوئی نہ ہو تو تم کہو نبی
احد فقل السلام	پر سلام ہوں اور اللہ کی رحمتیں اور
علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ	برکتیں ہوں ۔

اس کے ماتحت علامہ علی قاری حنفی شرح شفا میں فرماتے ہیں ۔

لانّ[ا] روحہ علیہ الصلوٰۃ والسلام	کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک
حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام	مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے

[ا] ع بعض یہودی صفت محرفین زمانہ کا یہ کہنا کہ یہاں لاَ چھوٹ گیا یہ بالکل باطل اور غلط ہے ۔

(۱) یہ دعویٰ بلا دلیل ہے صفر ۔ اور مطبع کا حوالہ نہیں بخلاف اس کے کہ ہم نے طبع اولیٰ کا حوالہ پیش کیا ہے ۔

(۲) بالفرض کہیں ایسا محرف نسخہ ہو بھی تو وہ یقیناً محرف ہے کیونکہ دشمنان محبوب خدا کا ہمیشہ یہی دستور رہا ہے کہ وہ عبارات میں تحریف کرتے رہے ہیں ۔ اور تحریف کر رہے ہیں ۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ ۔ تھانوی صاحب نے لفظ حدیث صوتہ کو بلا سند صرف بزعم خویش صلوٰتہ کہا ۔ شرح عقائد اخبار الاخیار ۔ تفسیر مظہری ۔ تفسیر روح المعانی وغیرہا کتب کثیرہ کی طباعت میں ان لوگوں نے تحریفیں کی ہیں ۔ مزید معلومات کے لئے دیکھو "سیف المصطفیٰ" ترجمہ قرآن کنز الایمان وتفسیر خزائن العرفان مطبوعہ تاج کمپنی اس زمانہ میں تحریف کی زندہ مثال ہے ۔ ع ذوق سلیم والا عربی دان جانتا ہے کہ اس لاَ سے قبل یا بعد میں بل سے علت وجہ سلام نہ بتانا اس لاَ کے غلط ہونے پر روشن دلیل ہے ۔ فافہم ۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۱۲ فیضی عفی عنہ

ع باقی رہا یحیٰی وگنگوہی کا دعویٰ تو وہ بھی بلا دلیل ہے اور بے بنیاد ہے ۔ اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں ۔ ملا چور موذن گواہ واہ رے واہ ۱۲ ف

شرح شفا للقاری علی ہامش نسیم الریاض الباب الرابع من القسم الثانی۔ فصل فی المواطن التی یستحب الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام ج ۳ ص ۴۶۴ ۔ الطبعۃ الاولیٰ بالمطبعۃ الازہریۃ المصریۃ ۱۳۲۶ھ

(۶) امام محمد ابن الحاج مکی اور امام قسطلانی متناً اور علامہ زرقانی شرحاً فرماتے ہیں۔

لا فرق بین موتہ وحیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذلک عندہ جلی لاخفاء بہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں اس بارہ میں کہ آپ امت کو دیکھتے ہیں اور انکے حالات ونیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ یہ سب چیزیں آپ پہ ظاہر ہیں ان میں پوشیدگی نہیں

فان قلت ھذہ الصفات مختصۃ باللہ تعالیٰ فالجواب ان من انتقل الی عالم البرزخ من المومنین الکاملین یعلم احوال الاحیاء غالباً اھ۔ مدخل ص ۔ مواھب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۸۷ زرقانی ج ۸ ص ۳۰۵

حدیثوں میں آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد میں داخل ہوتے اپنے آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم مسجدوں میں داخل ہوا کرو یا مسجدوں سے گذرا کرو تو

لہ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام " ارسلت الی الخلق کافۃ ۔ رواہ مسلم ۱۲ منہ

مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو۔ نیز صحابہ وتابعین جب مساجد میں داخل ہوتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے ان حدیثوں کے رواۃ یہ ہیں۔ سیدہ فاطمہ۔ مولیٰ علی۔ ابوحمید۔ ابوسعید۔ ابن عمر انس۔ ابوہریرہ وغیرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور اس حکم پر عامل اور اس کے قائل یہ ہیں۔ عبداللہ بن سلام۔ ابودرداء۔ کعب احبار۔ علقمہ بن قیس۔ محمد بن سیرین قال کان الناس یقولون۔ ابراہیم وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان احادیث کے مخرجین یہ ہیں۔ اسماعیل القاضی۔ احمد۔ الترمذی۔ ابن بشکوال۔ الطبرانی۔ البیہقی فی الدعا۔ ابوعوانہ فی صحیحہ۔ ابوداؤد۔ النسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن السنی۔ ابن خزیمہ۔ وابن حبان فی صحیحہما الحاکم فی مستدرکہ وقال صحیح علی شرط الشیخین۔ الحارث بن ابی اسامۃ العدنی فی مسندہ۔ النمیری۔ ابن ابی عاصم۔ ابن المبارک فی الاستیذان (وغیرہ) سنن ابی داؤد ج۱ ص۶۷۔ وسنن ابن ماجہ ص۵۶۔ مشکوٰۃ ص۷۰ مرقاۃ ج۱ ص ۴۵۳/۴۶۷۔ شفا شریف ج۲ ص۔ القول البدیع للسخاوی ص ۱۸۳/۱۸۴ ص۱۸۵۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

(۷) وقال الغزالی سلم علیہ اذا دخلت فی المسجد فانہ علیہ السلام یحضر فی المسجد۔

امام غزالی نے فرمایا کہ جب تم مسجدوں میں جاؤ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کرو کیوں کہ آپ مسجدوں میں موجود رہتے ہیں۔

(ماخوذ)

۸/۹ خاتم الحفاظ امام سیوطی اور علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی فرماتے ہیں

سئل بعضھم کیف یراہ الراؤن المتعدد دون فی اقطار متباعدۃ (فی زمان واحد کذا فی الروح) فانشد ھم۔	بعض علماء کرام سے سوال کیا گیا کہ متعدد لوگ ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے دیکھتے ہیں۔ تو انہوں نے یہ شعر پڑھا۔
کالشمس فی کبد السماء وضوٴھا یغشی البلاد مشارقا ومغاربا	یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمان کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے

الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۴۵۳ / ۴۵۴ واللفظ لہ (وتفسیر روح المعانی پ ۲۲ ص ۳۵)

(۱۰) مجمع البحرین امام الطریقین سیدی وسندی وشیخی ومرشدی حضرت قبلہ مولانا خواجہ فیض محمد صاحب شاہ جمالی (متوفی ۱۳۶۴ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ؎

نورت محیط عالم کالشمس فی الضحٰی

من وجھک المنیر لقد زین السماء

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے سورج کی طرح آپ کا نور سارے جہان کو گھیرے ہوتے ہے۔ اور آپ کے روشن چہرے سے آسمان مزین ہے۔

ایک ہی آن میں ایک جسم کا متعدد مقامات پر ہونا۔

(۱۱) امام و عارف ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی فوائد حدیث معراج کی تفصیل فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں

ومنها شهود الجسم الواحد فی مکانین فی آن واحد کما رای محمد صلی الله علیه وسلم نفسه فی اشخاص بنی آدم السعداء حین اجتمع به فی السماء الاولیٰ کما مر وکذلك آدم وموسیٰ وغیرهما فانهم فی قبورهم فی الارض حال کونهم ساکنین فی السماء فانه

اور فوائد معراج میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ایک جسم ان واحد میں دو مکانوں میں حاضر ہو گیا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بخت اولاد آدم کے افراد میں خود اپنی ذاتِ کریمہ کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ پہلے آسمان پر جمع ہوئے تھے جیسا کہ گذرا۔ اور اسی طرح آدم اور موسیٰ علیہما السلام اور ان کے علاوہ دیگر انبیا علیہم السلام کے ساتھ پس بیشک وہ انبیا علیہم السلام زمین میں اپنی قبروں کے اندر ہیں۔ در اں حالیکہ وہ آسمانوں میں بھی سکونت رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً اسی طرح فرمایا کہ میں نے آدم علیہ السلام کو

قال رایت
آدم رایت موسیٰ
رایت ابراھیم
واطلق وما
قال رایت
روح آدم ولا
روح موسیٰ
فراجع صلی اللّٰہ
علیہ وسلم
موسیٰ فی السماء
وھو بعینہٖ
فی قبرہٖ
فی الارض
قائما یصلی
کما ورد
فیامن
یقول ان
الجسم
الواحد لایکون

دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔
ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ روح کی
قید کے ساتھ مقید فرماکر اس طرح
نہیں فرمایا کہ میں نے آدم علیہ السلام کی
روح کو دیکھا ورنہ یوں فرمایا کہ موسیٰ
علیہ السلام کی روح کو دیکھا جس سے
ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے بعینہٖ ان انبیا علیہم السلام ہی کو
دیکھا نہ کہ ان کی ارواح یا امثال کو)
پھر حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے چھٹے
آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ
گفتگو اور مراجعت فرمائی حالانکہ
موسیٰ علیہ السلام بعینہٖ زمین میں اپنی
قبر شریف کے اندر کھڑے ہوئے نماز
پڑھ رہے تھے۔ جیسا کہ (مسلم شریف)
کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔ پس
انتہائی افسوس ہے اور تعجب اس
کہنے والے پر، جو یہ کہتا ہے کہ ایک
جسم بیک وقت دو مکانوں میں نہیں

فی مکانین
کیف یکون
ایمانک
بھذا الحدیث
فان کنت
مومنا فقلد
وان کنت
عالمًا
فلاتعترض
فان العلم
یمنعک ولیس لک
الاختیار فانہ
لا یختبر الا اللہ
ولیس لک ان
تتاول ان الذی
فی الارض غیر الذی
فی السماء لقولہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام
رایت موسی واطلق

ہو سکتا (اے قائل) ذرا یہ تو بتادے
کہ اس قول کے ہوتے ہوتے تیرا ایمان
اس حدیث مذکور پر کیونکہ
ہو سکتا ہے اگر تو مومن ہے تو تجھے مان
لینا چاہیے۔ اگر تو عالم ہے، تو اعتراض
نہ کر۔ اس لیے کہ علم تجھے روکتا ہے
اور تجھے حقیقت حال کا علم ہے نہیں
اس لئے کہ یہ علم حقیقتاً اللہ تعالیٰ
ہی کو ہے اور تیرے لئے یہ بات
بھی جائز نہیں کہ تو اس حدیث میں یہ
تاویل کرے کہ جو انبیاء زمین میں ہیں
وہ ان کے غیر ہیں جنہیں حضور علیہ السلام
نے آسمان میں دیکھا اس لئے کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رأیت موسیٰ
مطلقاً فرمایا۔ اور اسی طرح باقی
انبیاء علیہم کے متعلق جنہیں حضور
علیہ السلام نے آسمانوں میں دیکھا
(یہ نہیں فرمایا کہ میں نے آسمان میں
ان کے غیر کو دیکھا جو زمین میں ہیں)

وکذا الی سائر من راہ من الانبیاء ھنالک فلمسمی موسی الم یکن عینہ فالاخبار عنہ کذب انہ موسی ھذا :-

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو موسیٰ فرمایا اگر وہ بعینہ موسیٰ علیہ السلام نہ ہوں تو ان کے متعلق یہ خبر دینا کہ وہ موسیٰ ہیں کذب ہوگا۔ العیاذ باللہ

الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۶ مطبوعہ مصر۔

(۱۲) کچھ آگے یہی امام شعرانی شیخ اکبر سے ناقل۔

ثم ان المعترض ینکر علی الاولیاء مثل ھذا فی تطوراتھم وقد کان قضیب البان یتطور فیما شاء من الصور فی اماکن متعددۃ وکل صورۃ تخوطب فیھا اجاب ان اللہ علی کل شئی قدیر

فرماتے ہیں پھر معترض اولیاء اللہ کے متعدد صورتوں میں ظاہر ہونے کا منکر ہے۔ حالانکہ حضرت قضیب البان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن صورتوں میں چاہتے تھے۔ مختلف مقامات میں متصور ہوکر ظاہر ہو جاتے تھے اور جس صورت میں بھی آپ کو پکارا جاتا تھا۔ آپ ضرور جواب دیتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے

(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۶)

(۱۳) والنفس الناطقۃ الانسانیۃ اذا کانت قدسیۃ قد تنسلخ من الابدان وتذھب متمثلۃ ظاھرۃ بصور ابدانھا او بصور اخری ..... حیث شاء اللہ تعالیٰ مع بقاء نوع تعلق لھا بالابدان

الاصلیة یتاتی معه صدور الافعال فیها کما یحکی عن بعض الاولیاء قدست اسرارهم انهم یرون فی وقت واحد فی عدۃ مواضع ..... وهذا امر مقرر عند السادۃ الصوفیة مشهور فیما بینهم وهو غیر طی المسافة والانکار من ینکر کلا منهما علیهم مکابرۃ لاتصدر الا عن جاهل او معاند ...

وقد اثبت غیر واحد تمثل النفس وتطورها لنبینا صلے اللہ علیه وسلم بعد الوفاۃ وادعی انه علیه الصلوۃ والسلام قد یری فی عدۃ مواضع فی وقت واحد مع کونه فی قبرہ الشریف یصلی اھ ملتقطا (تفسیر روح المعانی ۲۳ صـ۱۳) وفتح الملہم ج۱ صـ۳۰۵

۱۴/۱۵ امام ابن حجر مکی حضور علیه الصلوۃ والسلام کو جاگتے ہوئے دیکھنا ثابت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

ولاینکر ذلك الا معاند او محروم	اس کا منکر نہ ہوگا مگر معاند یا محروم

فتاویٰ حدیثیہ صـ۲۵۶۔ سعادت الدارین مطبوعہ مصر صـ۴۲۲

(۱۶) فریق مخالف کے پیشوا کشمیری صاحب رویۃ یقظۃً ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فالرؤیة یقظة متحققة والانکار ها جهل فیض الباری ج۱ صـ۲۰۴	جاگتے ہوئے حضور علیه الصلوۃ والسلام کو دیکھنا ثابت ہے اور اس کا انکار جہولت ہے۔

(۱۷) نیز امام حجر مکی رقمطراز ہیں۔

ثم رایت ابن العربی صرح بما ذکرناہ من انہ لا یمتنع رؤیۃ ذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بروحہ وجسدہ[1] لانہ وسائر الانبیاء احیاء ردت الیھم ارواحھم بعد ما قبضوا واذن لھم فی الخروج من قبورھم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی ولا مانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد لانہ کالشمس و اذا کان القطب

یعنی پھر میں نے ابن العربی کے کلام میں قول مذکور کی تصریح دیکھی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات روح مع جسد کا دیکھنا ممتنع نہیں۔ کیونکہ حضور اور باقی سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔ ان کی ارواح کو قبض کرنے کے بعد ان کے اجسام میں واپس لوٹایا گیا اور مزاروں سے ان کو باہر تشریف لے جانے کی اجازت ہے اور علوی و سفلی ملکوت میں انکو تصرف کرنے کی اجازت ہے اور اس بات سے کوئی چیز مانع نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت سے لوگ ایک ہی وقت میں دیکھیں۔ اس لیے حضور سورج کی طرح ہیں۔ (جو ایک ہے سب پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور ہر جگہ ہے۔ بہت دور و دراز والے اسکو ایک ہی وقت

[1] زرقانی ج۱ ص۸ عن تنویر الحلک ص ۲۵۰ والحاوی للفتاوی ج۲، سعادت دارین ص ۴۲۲ ج ۱۲ فیضی

یملأ الکون کما قال التاج ابن عطاء اللہ فما لک بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں دیکھتے ہیں اجب ایک قطب ہر جگہ کو پر کر لیتا ہے جب کہ امام تاج نے فرمایا تو حضور تو بطریق اولی ہر جگہ موجود ہوتے

فتاوی حدیثیہ ص ۲۵۶ - سعادت دارین ص ۴۲۲ - للنبھانی - مطبوعہ مصر

شیخ تاج الدین کا واقعہ امام سیوطی نے یوں نقل فرمایا ہے۔

وفی مناقب الشیخ تاج الدین بن عطاء اللہ عن بعض تلامذتہ، قال حججت فلما کنت فی الطواف رایت الشیخ تاج الدین فی الطواف[۱] فنویت ان اسلم علیہ اذا فرغ من طوافہ، فلما فرغ من الطواف جئت فلم ارہ ثم رایتہ فی عرفۃ کذلک، وفی سائر المشاھد کذلک، فلما رجعت الی القاھرۃ سالت عن الشیخ، فقیل لی طیب فقلت ھل سافر

یعنی شیخ تاج الدین کے مناقب میں ان کے کسی شاگرد سے منقول ہے اس نے کہا کہ میں نے حج کیا جب میں طواف میں تھا میں نے اپنے مرشد و شیخ تاج الدین کو طواف کرتے دیکھا تو میں نے یہ نیت کی کہ جب شیخ طواف سے فارغ ہو جائیں گے تو میں ان کو سلام کروں گا۔ جب آپ طواف سے فارغ ہوئے میں وہاں گیا تو آپکو نہ دیکھا پھر میں نے ان کو عرفہ میں بھی اسی طرح دیکھا۔ اور ہر مشہد میں میں ان کو دیکھتا رہا۔ پھر جب میں قاہرہ گیا تو میں نے لوگوں سے حضرت شیخ کے متعلق دریافت کیا

[۱] کما رئی القطب الشاہ جمالی فی اقطار بعیدۃ یقظۃ فی حیاتہ وبعد مماتہ: واستفید منہ ومن الناظرین لمرشدی المذکور مولانا محمد قاسم الحمید فوری...

...وسیدی والدی راہ یقظۃ فی بیتہ وفی بلدۃ دیرہ ورحیم بخش النجار فی مضافات ادج راہ مرارًا فی الیقظۃ والیضا راہ قادر بخش الجیلی یقظۃ فدفع سیدی مرشدی عنہ قاتلیہ وغیر ذلک من الواقعات الکثیرۃ المرویۃ عنہ ۱۲ الفیضی غفرلہ

قالوا لا فجئت الی
الشیخ وسلمت علیہ
فقال لی من رأیت
فقلت یا سیدی
رأیتک ، فقال یا فلان
الرجل الکبیر یملأ
الکون لو دعی القطب
من حجر لاجاب
فاذا کان القطب
یملأ الکون
فسید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم
من باب اولیٰ اھ
الحاوی للفتاوی
ج ۲ ص ۴۵۴

تو لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت
اچھے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ حضرت
سفر پر گئے تھے ۔ انہوں نے کہا نہیں
تو میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا
اور سلام عرض کیا تو حضرت نے فرمایا
تو نے کس کو دیکھا تھا میں نے عرض کیا
یا سیدی میں نے آپ کو دیکھا تھا ۔
فرمایا اے فلانے ایک قطب سارے
جہان دنیا کو بھر دیتا ہے ۔ اگر اس قطب
کو سوراخ سے پکارا جائے تو وہاں سے
بھی جواب دے گا ۔ جب ایک قطب
ساری دنیا کو پر کر لیتا ہے (ہر جگہ
وہی ہوتا ہے) تو حضور سید المرسلین
تو بطریق اولیٰ ہر جگہ موجود ہوتے
صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر منظور احمد فیضی مولف کتاب ہذا عرض کرتا ہے ۔ کہ میرے والد مکرم استاذ العلماء العارف الکامل حضرت قبلہ مولانا محمد ظریف صاحب فیضی مدظلہ العالی نے اپنے پیر و مرشد قطب العارفین سید الفقہاء والمحدثین حضرت قبلہ خواجہ فیض محمد صاحب شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کو دو مرتبہ دور

و دراز مقامات پر جاگتے ہوئے دیکھا۔ ایک دفعہ شہر ڈیرہ غازیخاں میں
جب کہ حضرت صاحب اسی وقت بستی سندیلہ شریف میں زندہ موجود تھے
اور دوسری دفعہ اپنے گھر فیض آباد نزد اوچ شریف ضلع بہاولپور
میں حالانکہ اس وقت حضرت قبلہ شاہ جمالی قدس سرہ العالی کے بہت
سے واقعات ہیں۔ ...... اس دنیا سے پردہ پوش ہو چکے تھے۔ اسی طرح

عارف نبہانی فرماتے ہیں (رحمۃ اللہ علیہ)

وبھذا علم جواز رویۃ جماعۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی آن واحد من اقطار متباعدۃ واوصاف مختلفۃ۔ واجاب عن ھذا ایضا البدر الزرکشی بانہ صلی اللہ علیہ وسلم سراج ونور والشمس فی ھذا العالم مثال نورہ فی العوالم کلھا فکما ان الشمس یراھا کل من فی المشرق والمغرب فی ساعۃ واحدۃ بصفات مختلفۃ کذالک ھو صلی اللہ علیہ وسلم۔ سعادت دارین مطبوعہ مصر ص ۳۵۸

خلاصہ کلام۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیا حاضر وناظر ہیں۔

حضور تو بطریق اولیٰ حاضر وناظر ہیں۔

علامہ مولانا علی قاری حنفی فرماتے ہیں۔

قال القاضی وذالک ان النفوس المزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق	قاضی صاحب نے فرمایا کہ جب نفوس زکیہ قدسیہ علائق بدنیہ سے مجرد ہو جاتے ہیں۔ تو عروج

البدنية عرجت	حاصل کر کے ملأ اعلیٰ سے متصل ہو
واتصلت بالملأ	جاتے ہیں۔ توان پاک نفسوں
الاعلیٰ ولم یبق	کے آگے کوئی حجاب و پردہ نہیں
لها حجاب فتری	رہتا۔ اسی لئے وہ ہر چیز کو مشاہدہ
الکل کالمشاهد	کرنے والے کی طرح دیکھتے ہیں

مرقات باب الصلوٰة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصل ۲۔ ص ج ۲

وشرح جامع صغیر للمناوی ج ص ۔

شیخ الاسلام خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی حنفی (متوفی ۷۵۸ھ)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

مرید صادق آنرا گویند کہ آنچہ	سچا مرید اسے کہتے ہیں کہ جو پیر
پیر فرماید آں کند و آنچہ نماید	فرمائے وہی کرے اور جو پیر دکھلائے
آں بیند و ہمہ اوقات پیر را بر احوال	وہی دیکھے۔ اور ہر وقت پیر کو
خود حاضر و ناظر بیند و داند	اپنے تمام حالات پر حاضر و ناظر دیکھے
	اور جانے ۔

مفتاح العاشقین ص ۳۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ

(نوٹ) یہ وہی خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی ہیں۔ جن کی طرف گگھڑوی صاحب نے "راہ سنت" میں بوجہ نادانی یا برائے تخدیع تحفہ نصائح منسوب کر کے اس کے ایک شعر سے استدلال کیا ہے ۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک ہے ۔

بعزت پروردگار کہ نیک بختاں وبدبختاں ہمہ عرض کردہ میشوند برمن ونظرمن درلوح محفوظ است	یعنی خدا کی قسم نیک بخت اور بد بخت سب مجھ پہ پیش کئے جاتے ہیں اور میری نظر لوح محفوظ میں ہے ۔

(اخبار الاخیار صـ ۱۵

عارف صمدانی عالم ربانی امام شعرانی قدس سرہ النورانی کی زبانی قول لاثانی

ان آئمۃ الفقہاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم ویلاحظون احدھم عند طلوع روحہ وعند سوال منکر ونکیر لہ وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنہم فی موقف من المواقف ولما مات شیخنا شیخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی راٰہ بعض الصالحین	بے شک آئمہ فقہاء اور صوفیہ سب کے سب اپنے اپنے تابعداروں کے حق میں سفارش کرتے ہیں اور کریںگے بوقت نزع اور بوقت سوال منکرونکیر اور بوقت نشر وحشر اور بوقت حساب ومیزان اور پل سے گذرتے وقت فقہا اور اولیا اپنے مقلدین کو ملاحظہ فرماتے ہیں کیسی حالت میں بھی وہ اپنے غلاموں سے غافل نہیں ہوتے جب شیخ ناصر الدین لقانی فوت ہوئے توان کو کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے ۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب قبر میں دو فرشتوں نے مجھ سے سوال

فی المنام فقال له
ما فعل اللہ
بک فقال لما
اجلسنی الملکات فی
القبر لیسألانی
اتاھم الامام مالک
فقال مثل ھذا یحتاج
الی سوال فی ایمانه
باللہ ورسوله تنحیا
عنه فتنحیا عنی انتہی
واذا کان مشائخ
الصوفیة یلاحظون
اتباعھم ومریدیھم
فی جمیع الاحوال والشدائد
فی الدنیا والآخرة فکیف
بائمة المذاھب الذین
ھم اوتاد الارض وارکان
الدین وامناء الشارع علی
امته رضی اللہ عنھم اجمعین

کرنے کی غرض سے مجھے اٹھایا بس
اٹھا کے بٹھا ہی تھا کہ میرے امام
امام مالک وہاں پہنچے اور ان سے کہا
کہ ایسے شخص سے بھی ایمان باللہ
والرسول کے سوال کی ضرورت ہے،
اس سے علیحدہ ہو جاؤ چنانچہ وہ
مجھ سے دور ہو گئے تو جب مشائخ
صوفیہ بزرگان دین اپنے تابعداروں
اور مریدوں کو دنیا و آخرت کی ہر
سختی میں اور ہر حالت میں ملاحظہ
فرماتے ہیں۔ تو آئمہ مذاہب (امام
ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی
امام احمد حنبل) کا کیا کہنا جو زمین کے
اوتاد ہیں اور دین کے رکن ہیں اور
شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکی
امت پر امین ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
فقیر فیضی کہتا ہے جب آئمہ کی یہ شان
ہوئی تو امام الانبیاء والمرسلین کے حاضر
و ناظر اور تعاون و نصرت اور ملاحظہ کا
کیا کہنا۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتاب المیزان للشعرانی ج ۱ ص ۵ مطبوعہ حجازی قاہرہ و ج ۱ ص ۵۳ مطابق مطبع مصطفے البابی الحلبی، مصر۔

یہی امام شعرانی اپنے شیخ حضرت علی خواص سے ناقل انہوں نے فرمایا۔

لا یکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریدہٖ فی انتقالہٖ فی الاصلاب وھو نطفۃ من یوم الست برَبکم الی استقرارہٖ فی الجنۃ او النار۔ واللہ اعلم

یعنی ہمارے نزدیک اس وقت تک مرد کمال تک نہیں پہنچتا جب تک وہ الست والے دن سے لیکر دخول جنت یا دوزخ تک اپنے مرید کی ہر ہر حرکت اور ہر ہر حالت کو نہ جانے۔

کبریت احمر ص ۱۹۵ علی ہامش الیواقیت والجواہر ج ۱ - طبعہ ثالثہ مطبعہ ازہریہ مصر ۱۳۲۱ھ۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض کج فہم اس قسم کے حوالے دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت کتنا خوش گپیاں اڑاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ نبی اولی ہمبستری کے وقت حاضر وناظر ہوتے ہیں۔ اور سب واقعہ بچشم خود دیکھتے ہیں۔ مادہ کی شرمگاہ میں نطفہ جاتے دیکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ قابل شرم بات ہے۔ اور وہاں دیکھنا ناجائز ہے۔ (تبریدا ازص ۴۳ تا ص ۴۷)

جواب ۱ اس قسم کی عبارات آئمہ میں مقام ولایت کی وسعت

نظری اور وسعت علمی کا بیان ہے۔ فریق مخالف جو رنگ ان کو دیتا پھرے دیتا پھرے پر یہ خیال رہے کہ یہ صرف بریلوی علماء کا نظریہ نہیں۔ بلکہ فریقین کے مسلم پیشواؤں اور اماموں کی عبارتیں ہیں۔ کیونکہ اعلیحضرت کی جو عبارت الملفوظ ج ۲ ص ۴۹ یا ص ۶۲ سے منقول ہوئی وہ درحقیقت غوث دباغ رحمۃ اللہ علیہ (ممدوح و مستند تمام علمائے دیو بند۔ خصوصاً تھانوی صاحب و کشمیری صاحب "دیکھو الکلام الحسن و فیض الباری) کی بات ہے۔ اعلیحضرت صرف ناقل ہیں۔ اگر ناقل مجرم ہے تو اصل قائل بطریق اولیٰ مجرم ہے۔ باقی رہا اعلیحضرت کا نتیجہ تو اس سے کوئی کج فہم لاکھ مرتبہ اختلاف کرتا رہے۔ علماء و عرفاء و آئمہ کی عبارات سے تو اس نتیجہ کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ کچھ عبارتیں مذکور ہو ئیں۔ اسی طرح میرے مرشد کریم امام المعقول والمنقول قطب عالم حضرت خواجہ فیض محمد صاحب شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کے فاضل شاگرد مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی نے جو "نجم الرحمن کے ص ۱۲۳ پر لکھا ہے۔ وہ بھی امام شعرانی سے ناقل ہیں۔ اور ہیں بھی امام شعرانی سے ناقل ہوں اگر ناقلین مجرم ہیں۔ تو اصل قائلین بطریق اولی مجرم ہیں۔ حالانکہ وہ ان کے بھی مسلم پیشوا ہیں۔ یہ وہی امام شعرانی ہیں جو بقول کشمیری دیوبندی صاحب عالم بیداری میں حضور سے بخاری پڑھنے والے ہیں۔ (فیض الباری) نجم الرحمن میں تو علامہ پپلانوی نے اس نقل شعرانی کے بعد اس لچر اعتراض کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ کاش کہ معترض اس کو دیکھ لیتا ہے۔ احکام شرع ظاہری دیکھنے پر ملتی ہیں نہ کہ باطنی رویت پر۔

۳ :۔ کیا معترض کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر چیز کے دیکھنے والا ہے۔ تو اس میں کوئی یہی معترض والی تفصیل بیان کرے کیا اس میں الوہیت کی توہین تو نہ ہوگی۔ کیا جس چیز کا دیکھنا اس کے شریف بندوں کو زیب نہیں دیتا۔ اور اس سے معصوم فرشتے دور بھاگتے ہیں۔ وہ سبحان دیکھتا رہے۔ ماجوابکم فھو جوابنا۔

۴ :۔ اگر مذکورہ بالا عباراتِ آئمہ میں اولیا کی توہین ہے۔ اور شرمگاہ اور نطفہ اور رحم کی روئیت اور علم ثابت کر کے ان کو مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ کیا یہی الزام ملکہ معصومین پر بھی عائد کرو گے۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھی کرو گے۔ بطور نمونہ درج ذیل احادیث و آیات بغور ملاحظہ ہوں۔

عن ابن مسعود مرفوعاً " ان خلق احد کم یجمع فی بطن امه اربعین یوما نطفة ثم یکون علقة مثل ذلك مضغة مثل ذلك ثم یبعث اللہ الیه ملکا (والمراد بالارسال امره بھا والتصرف فیھا لانه ثبت فی الصحیحین انه موکل بالرحم حین کان نطفة ... انه اذا مر بالنطفة ثنتان واربعون لیلة بعث اللہ ملکا فصورھا وخلق سمعھا وبصرھا وجلدھا وعظامھا ـ مرقاۃ للقاری ـ اب مخالف صاحبِ تبرید یہ جملہ اپنا یہاں بھی لاگو کرے کہ ماں نہ ماں میں تیرا مہمان) باربع کلمات فیکتب عمله واجله ورزقه وشقی او سعید ثم ینفخ فیه الروح ـ الحدیث (صحیح بخاری و صحیح مسلم ـ) مشکوۃ شریف صہ ۲ ج ۱ ـ

ویعلم مافی الارحام (قرآن شریف پ ۲۱ لقمٰن ع ۴ ۳۴) یصورکم فی الارحام (قرآن پاک) العاقل تکفیہ الاشارہ ہم سنّیوں کے آقا و مولیٰ نقشبندیوں کے بڑے پیشوا حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی (متوفی ۴۲۵ھ) فرماتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زینہار تا آسان نگوئی کہ من مردے ام تا ہفتاد سال معاملہ خود چناں نہ بینی کہ تکبیر اول بخراسان پیوندی وسلام بکعبہ بازدہی واز بالا تا عرش بہ بینی واز زیر تا ثرا ے بہ بینی آنوقت بدانی کہ ہیچیاں بے نمازی و مرد نیستی تذکرۃ الاولیاء شیخ فریدالدین عطار (متوفی ۶۲۷ھ)

خبردار آسان سمجھ کر یہ نہ کہہ دینا کہ میں مرد کامل ہوں۔ جب تک ستر برس تک اپنا معاملہ ایسا نہ دیکھے کہ تکبیر اولیٰ خراسان میں کہے۔ سلام کعبۃ اللہ میں ادا کرے، اوپر سے عرش تک دیکھے نیچے سے تحت الثریٰ تک دیکھے اور اس وقت بھی یہ سمجھے۔ کہ بے نماز ہوں تو میں ہی ہوں۔ نامرد ہوں تو میں ہی ہوں۔

ص ۳۵۴ مطبوعہ پشاور۔

اس ارشاد سے بھی ثابت ہوا کہ کامل مرد کی نظر عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھتی ہے۔ تو سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر کی وسعت کا کیا کہنا۔ بہت ہی اختصار سے مسئلہ حاضر وناظر پر قلم چلا پھر بھی اتنا لمبا ہوگیا۔ ابھی سینکڑوں دلائل وشواہد اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے

سامنے ہیں۔ بوجہ خوف طوالت ترک کرتا ہوں۔

امام شیخ علامہ علی حلبی صاحب السیرۃ (متوفی ۱۰۴۴ھ) کا اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ مسمی بہا "تعریف اھل الاسلام والایمان بان سیدنا محمد الا یخلو منه مکان ولازمان"

جو جواہر البحار جلد دوم میں مکمل سامنے موجود ہے۔ ابھی اس سے ایک حرف بھی نقل نہ ہوا۔ اسی طرح استاذ العلماء رازی دوراں شیخ المحدیث قبلہ سیدی واستاذی حضرت علامہ کاظمی صاحب مدظلہ العالی کا مستقل رسالہ اس موضوع پر موجود ہے۔ جس کا نام ہے تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر۔ جو چاہے اس کا مطالعہ کرے۔

آخر میں فریق مخالف کے گھر کے دو حوالے پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ دیو بندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرشد حاجی امداد اللہ صاحب علیہ الرحمت لکھتے ہیں۔"

"وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے۔ مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں (شمائم امدادیہ ص ۹۳ مصدقہ تھانوی صاحب)

ان کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے۔

ہم مرید بایقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست	مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر مقید نہیں بلکہ

پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست (امداد السلوک گنگوہی ص۱۰)

جس جگہ مرید ہو گا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں ہے (امداد السلوک اردو ص۲۴ لمولوی رشید احمد گنگوہی)

سچ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ ان اللہ لیؤید ھذا الدین ..... کیا صرف ہم ہی روحانیت مرشد کو قریب جاننے کی وجہ سے مشرک ہیں یا آپ کے گنگوہی صاحب بھی یا حاضر و ناظر کے متعلق وہ فتویٰ کفر و شرک غلط ہے ؎

من نہ گویم کہ ایں بکن آں کن
مصلحت بین و کار آسان کن

نیز بوقت قیام حضور کی تشریف آوری کا بیان کس نے کیا مجدد بریلوی نے یا تمام علماء دیوبند کے مرشد نے۔

یوں نظر دوڑا نہ برچھی تان کر ✣ اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا زِیَارَۃَ حَبِیْبِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِقُرْبِ اَوْلِیَاءِکَ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ

وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خصوصیت ۱۷

نمازی پر ضروری ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم اسے بلائیں جواب دے اور حاضر ہو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۳۵ ۔ مواہب ۔ وزرقانی ج ۵ ص ۳۰۸ ۔ اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۱۲۶ ۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۷ ص ۲۸۲ والتوضیح ذکر قولہ فیہ ۔ وعلی ہامش بخاری ۳ ۔ ج ۱ ص ۱۶۱ ۔ تفسیر صاوی ج ۱ ص ۱۰۰ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۰ فلم یذکر الاقول الاخس ۔ جواہر البحار شریف ج ۱ ص ۲۷۷ ۔ از جواہر امام شریف الدین بن مقری وشیخ الاسلام زکریا انصاری ۔ جواہر البحار ج ۱ ص ۳۰۴ ۔ عن الامام النوی خصائص کبری ج ۲ ص ۲۵۳ ۔ جواہر البحار ج ۱ ص ۳۴۹ از سیوطی ۔ جواہر البحار ج ۲ ص ۱۸ از قسطلانی ۔ امام مالک وامام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے ۔ زرقانی علی المواہب ج ۶ ص ۲۵۰ ۔ ہامش مشکوٰۃ از مرقاۃ وبیضاوی ۔ ۷ ص ۱۸۴ ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۷۹ از طیبی وبیضاوی ۔ تفسیر بیضاوی ص ۱۸۰ مطبوعہ مصر و ص ۱۸۶ مطبوعہ مجتبائی ۔ ہامش بخاری ۱۲ ج ۱ ص ۶۴۹ از قسطلانی ۔ فتح الباری ج ۸ ص $\frac{۱۲۸}{۱۲۹}$ ۔ فیض الباری ج ۴ ص $\frac{۱۵۲}{۱۵۳}$ الھم ۔ حاشیہ ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۶ س ۱ مجیدی کانپور ۔ وحید الزمان غیر مقلد ابوداؤد مترجم سعیدی ج ۱ ص ۵۴۴ ۔ تفسیر ابی سعود علی ہامش الکبیر ج ۴ ص ۵۳۲ ۔ تفسیر مظہری ج ۴ ص ۴۶

خصوصیت ۲۷

حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور باقی سب انبیاء کرام علیہم السلام ہر گناہ (چھوٹا ہو یا بڑا) سے نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد معصوم ہیں۔ (شفا شریف مستقل باب ج۲ ص۸۷)

امام قسطلانی صاحب ارشاد الساری، شارح صحیح بخاری اور علامہ زرقانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

انہ علیہ الصلوۃ والسلام معصوم من الذنوب بعد النبوۃ وقبلہا کبیرہا وصغیرہا عمدہا وسہوہا فی ظاہرہ وباطنہ وسرہ وجہرہ وجدہ ومزحہ رضاہ وغضبہ وکذلک الانبیاء

بے شک حضور علیہ الصلوۃ والسلام گناہوں سے معصوم ہیں بعد از نبوت اور قبل از نبوت بھی بھی بڑے گناہوں سے بھی اور چھوٹے گناہوں سے بھی۔ قصداً بھی اور سہواً بھی ظاہر میں بھی اور باطن میں۔ چھپ میں بھی اور علی الاعلان بھی درستی (سچ مچ) میں بھی اور ہنسی مذاق میں بھی ہمیشہ ہر گناہ سے معصوم ہیں۔

(مواہب لدنیہ ج ص وشرحہ للزرقانی ج۵ ص۳۱۴)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متولد ۹۰۹ھ متوفی ۹۷۴ھ) فرماتے ہیں۔

الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم معصومون عن الذنوب کبیرہا وصغیرہا عمدہا وسہوہا قبل النبوۃ وبعدہا علی الصحیح المختار

یعنی عقائد میں صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ تمام انبیا کرام علیہم السلام ہر کبیرہ اور ہر صغیرہ گناہ سے عمداً اور سہواً قبل از نبوت اور بعد از نبوت

فی الاصول	معصوم ہیں ۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر ج ۱ ص ۱۱ مطبوعہ مصر)

(بطور اجمال عصمت انبیاء کے دلائل قرآن شریف اور حدیث شریف سے)

(۱) قال لا ینال عھدی الظلمین (پ ۱ بقرہ ۱۲۴ ع ۱۵)	اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا عہد (نبوت خازن ومدارک ج ۱ ص ۸۰) ظالموں فاسقوں، کو نہیں پہنچتا ۔

(ف) اس سے معلوم ہوا کہ فاسق (گنہ گار) نبی نہیں ہو سکتا اور نبی فاسق نہیں ہو سکتا ۔

(۲) کُلًّا ھدینا ج ..... کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ...... وکُلًّا فَضَّلْنَا علی العالمین ..... وَاجْتَبَیْنٰهُمْ (پ ۷ ۔ انعام ۔ ۸۴ تا ۸۷) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا ذکر فرماکر یہ کلمات طیبات ان کے حق میں ارشاد فرماتے کہ ۔ سب کو ہم نے ہدایت دی یعنی ان کو مطلوب تک پہنچایا ۔ سب نیکو کار ہیں ۔ ہم نے ان سب کو تمام جہان والوں پہ فضیلت دی ۔ اور ہم نے انہیں چن لیا ۔ انصاف سے کہنا کیا ان کلمات کو ذہن میں رکھنے کے ساتھ ان کے حق میں گناہ کا تصور قائم ہو سکتا ہے ۔ نہیں اور ہرگز نہیں ۔ لہٰذا انبیاءؑ معصوم ہیں ۔

(۳) ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذکر کے بعد فرمایا ۔

وکُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ (پ ۱۷ ۔ الانبیاء ۷۲ ع ۵)	اور ہم نے ان سب کو (اعلیٰ درجہ کا) نیک کیا

اللہ تعالیٰ فرماتے کہ انبیاء کرام نیکو کار ہیں اور کتنا ظلم عظیم ہے کہ ان کو گنہگار

کہا جاتا ہے (نعوذ باللہ تعالیٰ)

(۱۳) اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ

(پ۱۷ - الانبیاء ۹۰)

بے شک وہ انبیا نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے۔ اور امید و خوف سے ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے تھے۔

امام علامہ مفسر خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں۔

ولفظه للعموم فيتناول الكل ويدل على فعل ما ينبغي فعله وترك ما ينبغي تركه فثبت ان الانبياء كانوا فاعلين لكل خير وتاركين لكل منهى وذلك ينافى صدور الذنب عنهم

یعنی انہم کانوا یسارعون فی الخیرات کا لفظ عموم کیلئے ہے۔ لہذا یہ کل کو شامل ہوگا اور یہ "یسارعون فی الخیرات" ہر اس کام کے کرنے پر دلالت کرتا ہے جس کا کرنا لائق ہے اور ہر اس کام کے ترک پر دلالت کرتا ہے کہ جس کا ترک کرنا لائق ہے تو ثابت ہوا کہ انبیا ہر نیکی اور بھلائی کے کرنے والے تھے۔ اور ہر منہی کے ترک کرنے والے تھے۔ اور یہ بات اس کے منافی ہے کہ ان سے گناہ ظاہر ہوں

تفسیر لباب التاویل ج ۳ ص ۲۵۱ فصل فی بیان عصمة الانبیاء تحت آیت عصی آدم ربه فغوی۔

نیز گناہ یا تو شیطان کے وسوسہ سے ہوتا ہے ۔ یا نفس کے وسوسہ سے ۔ شیطان ، انبیاء کرام کا کچھ نہیں کر سکتا ۔ اور ان کے نفوس مطمئنہ و مرحومہ ہیں وہ ایسے پاک نفوس ہیں کہ ان کو اچھائی ہی کا مشورہ دیتے ہیں ۔ سنو شیطان کے متعلق ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔

(۶) ان عبادی لیس لک علیھم سلطٰن
پ ۱۴ حجر ع ۴ ۴۲ ۔ و پ ۱۵ بنی اسرائیل ۶۵

(اے شیطان) بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں ۔

(۷) انہ لیس لہ سلطان
علی الذین آمنوا وعلی
ربھم یتوکلون ۞
انما سلطٰنہ علی الذین
یتولونہ والذین ھم بہ
مشرکون ۞ (پ ۱۴ نحل ۹۹ / ۱۰۰)

یقیناً اس (شیطان) کا قابو ان پر نہیں چلتا جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ، اس کا قابو تو صرف انہیں پہ ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں ۔

خود شیطان نے اقرار کیا ۔

(۹) ولاغوینھم اجمعین الا عبادک
منھم المخلصین (پ ۱۴ حجر ۳۹ / ۴۰)

اور ضرور میں ان سب کو گمراہ کردونگا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں

(۱۰) لئن اخرتن الی
یوم القیامۃ لاحتنکن
ذریتہ الا قلیلا

(شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا) ۔ اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس (آدم علیہ السلام)

کی اولاد کو پیس ڈالوں گا مگر قلیل لوگوں کو (پ۱۵ بنی اسرائیل ۶۲)
(وہ انبیا کرام اور خواص اولیاء کرام ہیں) وقلیل من عبادی الشکور۔
شیطان کو تو انبیاء کرام پر کچھ قبضہ وقابو نہیں ہاں انبیاء کرام کو شیطان پر
قبضہ وقدرت حاصل ہے۔

(۱) ان عفریتا من الجن تفلت (یکایک برآمد و بگریخت) البارحة
لیقطع علی صلوتی فامکننی (فاقدرنی) اللہ منہ فاخذتہ فاردت
ان اربطہ علی ساریة من سواری المسجد حتی تنظروا الیہ کلکم فذکرت
دعوة اخی سلیمان رب ھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی فرددتہ
خاسئاً (رواہ البخاری ومسلم (والنسائی مرقات ج۲ ص۳۴) عن ابی ہریرہ
مرفوعاً۔ مشکوة باب مالایجوز من العمل فی الصلوة ومایباح منہ۔ فصل اول ص۹۱/۹۰
ولفظ البخاری " ان الشیطان عرض علی الحدیث۔ جامع صغیر ج۱ ص۸۱/۸۲

(۲) ان عدو اللہ ابلیس جاء بشہاب من نار لیجعلہ فی وجہی
فقلت اعوذ باللہ منک ثلث مرات ثم قلت العنک بلعنة اللہ التامة
فلم یستاخر ثلث مرات ثم اردت ان آخذہ واللہ لولا دعوة اخینا
سلیمن لاصبح موثقا یلعب بہ ولدان اہل المدینة۔
رواہ مسلم عن ابی الدرداء مرفوعاً۔ مشکوة باب مذکور فصل۳ ص۹۲۔

حضور علیہ الصلوة والسلام نے اپنے قرین من الشیطین کو مسلمان کیا تو وہ حضور
کو خیر کا امر کرتا تھا۔ رواہ مسلم عن ابن مسعود۔ مشکوة باب فی الوسوسہ ص۱۸
نبوت کی طاقت کا تو کیا کہنا حضور علیہ الصلوة والسلام کے بعض غلاموں کو بھی

شیطان پر قبضہ وقدرت حاصل تھی۔ اور شیطان ان سے ڈرتا تھا اور بھاگتا تھا

(۴) مسلسل تین راتوں میں حضرت ابوہریرہ نے شیطان کو قید کیا اور وہ حضرت ابوہریرہ سے بغیر منت سماجت کے نہ جاسکا۔ (بخاری ج ۱ صـ ۳۱۰ و ج ۲ صـ ۷۴۹) مشکوۃ، فضائل قرآن فصل اول صـ ۱۸۵۔

(۵) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ زمین کا ہر شیطان عمر رضی اللہ عنہ کے خوف سے لرزتا ہے۔ (ابن عساکر، سوانح صـ ۲۸)

(۶) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اے عمر جس راستہ پر تو ہوتا ہے شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلتا ہے (بخاری ومسلم عن سعد) مشکوۃ ج ۲ صـ ۵۵۷ باب مناقب عمر۔

(۷) حضور نے فرمایا میں نے شیاطین جن اور شیاطین انس کو دیکھا وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھاگتے ہیں۔ رواہ الترمذی عن عائشہ۔ مشکوۃ صـ ۵۵۸

(۸) ان الشیطان لیخاف منک یا عمر۔ رواہ الترمذی عن بریدۃ مرفوعاً مشکوۃ صـ ۵۵۸۔ ان الشیطان لیفرق منک یا عمر۔ رواہ احمد والترمذی وابن حبان فی صحیحہ عن بریدۃ مرفوعاً۔ جامع صغیر ج ۱ صـ ۸۲

۱۰ الشیطان یفر من حس (آہٹ) عمر۔ الدیلمی عن انس کنز العمال ج ۶ صـ ۱۰۰۵

(۱۱) ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی (پ ۱۳ یوسف ع ۱۲)	بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔

نفوس انبیاء کرام یقیناً مارحم ربی والے استثناء میں داخل ہیں۔

مدارک ج ۳ ص ۲۴ پر ہے "الا مارحم ربی" الا البعض الذی رحمہ ربی بالعصمۃ[1] ...... ان کل نفس لامارۃ بالسوء الا مارحم ربی الا نفسا رحمہا اللہ بالعصمۃ اھ - روح البیان ج ۳ ص ۱۶۷ پر ہے۔ "الا مارحم ربی" من النفوس التی یعصمہا من الوقوع فی المہالک ومن جملتہا نفسی (اے نفس یوسف علیہ السلام) ونفوس سائرہ الانبیاء ونفوس الملائکۃ ... ان النفس لامارۃ بالسوء الا نفسا رحمہا ربی فانہا لا تامر بالسوء اھ - انبیاء تو انبیاء انبیاء کے صحیح غلاموں کے نفوس بھی مطمئنۃ ہیں۔ گناہ گاروں کے نفوس مطمئنۃ نہیں ہوا کرتے[2] -

(۱۲) یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ (پ ۳۰ فجر)

(۱۳) عارف باللہ علامہ صاوی زیر آیت ولا اقسم بالنفس اللوامۃ رقمطراز ہیں۔ واعلم ان الصوفیۃ قسموا النفس الی سبعۃ اقسام الاول الامارۃ وھی نفوس الکفار ومن ھذا احذ وھم .... الثانی اللوامۃ وھی التی تلوم صاحبہا ولو کان مجتہدا فی الطاعۃ وھذا مبدأ الخیر واصل الترقی الثالث الملہمۃ وھی التی الہمت فجورھا وتقواھا

---

[1] کبیر ج ۵ ص ۲۰۴ ونحوہ فی ابی سعود ج ۵ ص ۲۱۳ - وجمل ج ۲ ص ۴۴۹ ۔ وجلالین ص ۔ بیضاوی ص ۲۴۳ ۔ صاوی ج ۲ ص ۲۰۹ ۔ ونحوہ فی المظہری ج ۵ ص ۹۴ وخازن ج ۳ ص ۲۴ ۔ ۱۲ منہ

[2] قال ابن کیسان المطمئنۃ ھنا المخلصۃ وقال ابن عطاء العارفۃ التی لا تصبر عنہ طرفۃ عین جمل ج ۴ ص ۵۳۶ وصاوی ج ۴ ص ۲۶۹ ۱۲ منہ

الرابع المطمئنة وھی التی اطمانت باللہ... الخامس الراضیۃ وھی التی رضیت عن اللہ فی جمیع حالاتھا۔ السادس المرضیۃ وھی التی جوزیت بالرضا من اللہ .... السابع الکاملۃ وھی فی غایۃ المراتب وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون ومأخذ الجمیع من القرآن فالامارۃ من قولہ ان النفس لامارۃ بالسوء واللوامۃ من ھذہ الآیۃ والملھمۃ من قولہ تعالٰی فالھمھا فجورھا وتقواھا والمطمئنۃ ومابعدھا من قولہ تعالٰی یاایتھا النفس المطمئنۃ الآیۃ۔ اھ مختصرا۔ تفسیر صاوی ج ۴ ص ۲۲۷، ۲۲۸۔ خلاصہ کلام انبیاء کرام کے نفوس امارہ نہیں بلکہ وہ مطمئنۃ بلکہ راضیۃ مرضیۃ بلکہ وہ کاملہ ہیں۔ جو اچھائی ہی کا مشورہ دیتے ہیں۔ نہ کہ برائی کا۔ وہ جبلۃً سعید طیب وطاہر ہیں[ع] لہذا ثابت ہوا کہ انبیاء کرام معصوم ہیں۔ یہ آیات تو عام ہیں۔ کہ سب انبیا کی عصمت ان سے ثابت ہوتی ہے۔ اب خاص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عصمت[ك] کی بعض آیات ملاحظہ ہوں۔

کفار ومشرکین کو تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اظہار نبوت سے قبل والی

[له] قال الامام القاضی العیاض " بواطنھم (اے بواطن الانبیاء) متصفۃ باعلی من اوصاف البشر متعلقۃ بالملأ الاعلی متشبھۃ بصفات الملائکۃ .... فجعلوا من جھۃ الاجسام والظواھر مع البشر ومن جھۃ الارواح والبواطن مع الملائکۃ۔ اھ شفا قسم ثالث باب اول ج ۲ ص ۸۷ ۱۲ منہ

[ع] بلکہ اسعد واطیب واطہر ہیں ۱۲ فیضی

زندگی میں بھی کوئی اعتراض نظر نہ آیا۔ نام کے مسلمانوں کو قبل تو قبل بعد از نبوت والی زندگی میں بھی اعتراض و گناہ نظر آتے ہیں۔

ع بدیں عقل و دانش بہباید گریست

سنو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ چالیس سالہ زندگی بھی ایسی پاک، صاف، بے عیب تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے اس زندگی کو مشرکین کے سامنے بطور دلیل پیش کرایا۔

۱۴) فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ ط افلا تعقلون (پ ۱۱ یونس ۱۶ ع ۲)

تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر (چالیس سال) گذار چکا ہوں (کیا اس میں تمہیں کوئی عیب نظر آتا ہے۔) تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر قول بھی وحی ہے۔ اور ہر فعل بھی وحی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱۵) والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی ۱ ان ھو الا وحی یوحی (پ ۲۷ نجم از ۱ تا ۴)

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے ان کا ہر ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

ع ۱ حاشیہ آئندہ صفحہ پر دیکھئے

فعل محبوب رحمٰن اور رب کا فرمان ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وجل جلالہٗ

۱۶/۱۴ ان اتبع الا ما یوحی الی (پ انعام ع ۵ و پ ۱۱ یونس ع ۲)	میں کوئی کام نہیں کرتا مگر جو بھی کرتا ہوں وہ اس وحی سے کرتا ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے ۔

لہ اقول معناہ وما ینطق (اے فی حال من الاحوال وفی وقت من الاوقات ھذا العموم مستفاد من حذف المتعلق کما بین اصحاب الاصول واصحاب التفاسیر فی عدۃ مواضع) عن الھوی ان (ما) ھو (اے نطقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بالقرآن وغیرہ) الا وحی یوحی کما قال الامام القسطلانی "ثم نزہ تعالیٰ نطق رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ان یصدر عن ھوی فقال تعالیٰ وما ینطق عن الھوی ولم یقل وما ینطق بالھوی لان نفی نطقہ عن الھوی ابلغ (من نفی نطقہ بہ) فانہ یتضمن ان نطقہ لا یصدر عن ھوی واذا لم یصدر من ھوی فکیف ینطق بہ فیتضمن ھو الامرین نفی الھوی عن مصدر النطق ونفیہ عن النطق نفسہ فنطقہ بالحق ومصدرہ الھدی والرشاد لا الغی والضلال ثم قال تعالیٰ ان ھو الا وحی یوحی فاعاد الضمیر علی المصدر المفھوم من الفعل ای ما نطقہ الا وحی یوحی ھذا احسن من جعل الضمیر عائدا علی القرآن فان نطقہ بالقرآن والسنۃ وان کلیہا وحی یوحی اھ المواھب اللدنیہ ج ۲ وشرحہ للزرقانی ج ۶ ص ۲۱۷/۲۱۸ ونحوہ فی نسیم الریاض ج ۴ ص ۸۱ ۔ خصائص کبریٰ للسیوطی ج ۲ ص ۲۵۷ ۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۱۸) قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی پ۹ اعراف ع۲۴	تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی ہوتی ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وفی تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۲۴۷ ۔ وما ینطق عن الھوی ای مایقول قولا عن ھوی وغرض " ان ھو الا وحی یوحی " اھ وفی الجمل ج۴ ص۲۲۳ "(ماینطق عن الھوی ان ھو) ای الذی یتکلم بہ من القرآن وکل اقوالہ وافعالہ واحوالہ اھ وفی حاشیۃ الصاوی ج۴ ص۱۱۵ " والمعنی ما یصدر نطقہ عن ھوی نفسہ ومثلہ الفعل بل وجمیع احوالہ.... (ان ھو) الضمیر عائد علی النطق الماخوذ من ینطق والمعنی ما یتکلم بہ من القرآن وغیرہ ومثل النطق الفعل وجمیع احوالہ فھو صلی اللہ علیہ وسلم لا ینطق ولا یفعل الا بوحی من اللہ تعالیٰ لا عن ھوی نفسہ اھ وفی تفسیر المظھری ج۹ ص۱۰۴ (وما ینطق) بالقرآن ولا بغیرہ (عن الھوی) ..... یعنی لم یتقول القرآن من تلقاء نفسہ .... وکذا کل ما یتکلم لیس منشاؤہ الھوی النفسانیۃ بل مستند الی الوحی جلی او خفی اھ وفی الاکلیل للسیوطی ص۲۰۱ یحتج بہ فی جواز نسخ القرآن وتخصیصہ بالسنۃ اھ ومنہم ففی " دل کا سرور ص۱۳۷ " جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں فرمایا کرتے، اللہ تعالیٰ کی وحی اور حکم ہی سے فرماتے تھے ۔ عام اس سے کہ وحی حقیقی ہو یا حکمی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی " ونحوہ فی ص۱۳۵ وص۱۲۸ اھ ۱۲ منہ

(ف) حذف متعلق سے عموم پیدا ہوا۔ آیات کا معنی اسی طرح ہوا "ان اتبع فی شیٔ من الاشیاء وفی فعل من الافعال الا ما یوحی الی" تو ان آیات سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر کام وحی سے ہے۔ بولنا بھی ایک کام ہے۔ تو جن کا قول و فعل وحی سے ہو وہاں گناہ کا کیا تصور ثابت ہوا کہ حضور معصوم ہیں۔

حدیث شریف:-

(۱) عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شیٔ اسمعہ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ارید حفظہ فنھتنی قریش وقالوا انکتب کل شی تسمعہ ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بشر یتکلم فی الغضب والرضا فامسکت عن الکتابۃ فذکرت ذلک الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاومأ باصبعہ الی فیہ

حضرت عبد اللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا میں جو بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنتا تھا بارادہ حفظ لکھ لیتا تھا۔ تو قریش نے مجھے منع کیا اور کہنے لگے کہ کیا تو حضور کی ہر بات سنتا ہے لکھ لیتا ہے حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انسان ہیں کبھی غضب میں کلام کرتے ہیں اور کبھی رضا میں تو میں لکھنے سے رک گیا اور یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کی آپ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا (میری ہر بات) لکھ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ید قدرت

فقال اکتب فوالذی نفسی بیدہٖ ما یخرج منہ الا حق	میں میری جان ہے اس (منہ) سے جو (بات) نکلتی ہے حق ہی ہوتی ہے

سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۵۸ کتاب العلم باب کتابۃ العلم طبع مجیدی کانپور و ج ۲ ص ۷۷ طبع نور محمد۔

نوٹ:۔ اس حدیث سے امام ابوداؤد نے سکوت فرمایا یعنی اس پر جرح وقدح نہ کی معلوم ہوا یہ حدیث صحیح ہے۔ ورنہ حسن تو ضرور ہے "کیونکہ جس حدیث پر امام ابوداؤد جرح نہ کریں وہ صحیح ہوتی یا حسن" شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔ وہو (ای ابوداؤد) یتکلم علی الاحادیث ویسکت علی بعضہا وقال المنذری ما سکت علیہ لا ینزل عن درجۃ الحسن وقال النووی صحیح او حسن وقال ابن عبد البر صحیح واطلق ابن مندۃ وابن السکن والحاکم الصحۃ علی جمیع ما فیہ، "کوثر النبی ص ۱۳" شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں از ابوداؤد منقول است کہ گفت در سنن خود حدیثے ایراد نکردہ ام کہ علمائے حدیث اجماع کردہ باشند بر ترک آں۔ اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۸" ونحو ما فی الکوثر واشعۃ اللمعات فی المرقات ج ۱ ص ۲۳۔ یہی حدیث شریف مسند امام احمد حنبل میں بھی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شئ اسمعہ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ارید حفظہ فنہتنی قریش فقالوا انک تکتب کل شئ تسمعہ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

۱؎ ونحوہ فی مقدمۃ جمع الجوامع للسیوطی و فی نیل الاوطار للشوکانی وغیرہم ۱۲ ص ۲۱

بلشر یتکلم فی الغضب فامسکت عن الکتاب فذکرت ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال " اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما خرج منی الا الحق "

آیت ما ینطق عن الھوی کے عموم کے ماتحت ابن کثیر شاگرد ابن تیمیہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۴۷) یہ بھی خیال رہے کہ مسند امام احمد کی حدیثوں کا کیا وزن ہے۔

قاضی شوکانی غیر مقلد نے لکھا ہے " ولم یدخل (الامام احمد) فیہ (ای فی مسندہ) الا ما یحتج بہ۔ نیل الاوطار ج ۱ ص ۱۹ ۔

امام طحاوی حنفی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا۔ ولفظہ۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال قلت یا رسول اللہ اکتب ما سمعت منک قال نعم قلت عند الغضب والرضا قال انہ لا ینبغی ان اقول الا حقا۔ شرح معانی الآثار کتاب الکراہۃ۔ باب کتابۃ العلم ج ۲ ص ۳۲۰ مطبوعہ رحیمیہ۔ و ج ۴ ص ۵۰۰ مطبوعہ لاہور۔ شفا شریف ج ۲ ص ۱۵ قسم ۳ باب ۱ فصل واما اقوالہ وقال السیوطی فی زیادۃ جامعہ الصغیر " رواہ احمد فی مسندہ وابو داود فی سننہ والحاکم فی المستدرک عن ابن عمرو "

الفتح الکبیر ج ۱ ص ۲۲۱ مطبوعہ مصر۔ رواہ ۔۔۔ الامام احمد وابو داود والحاکم وصححوہ ھذا لفظ الخفاجی وقال القاری رواہ احمد وابو داود والحاکم وصححہ۔ شرح شفا ج ۴ ص ۸۰ قسم ۳ باب ۱ فصل واما اقوالہ

ورواه الحاکم وصححہ من طریق عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ
خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷

(۲) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا اقول الا حقاً[1]	یعنی میں ہمیشہ حق ہی حق فرماتا ہوں

رواہ احمد۔ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۴۷ وابن عساکر الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷
ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی بات میں خطا نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات حق ہے (کیونکہ وہ وحی ہے)

(۳) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق کے متعلق پوچھا گیا۔

تو ام المومنین نے فرمایا۔

کان خلقہ القرآن[2]	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق قرآن ہے۔

---

[1] قال ابن تیمیۃ وھو منھم " وانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یقول الا الحق ولا یحکم الا بالعدل اھ الصارم المسلول لہ ص ۳۵ ۱۲ منہ

[2] الخلق ھو ملکۃ یصدر عنہا الافعال بسھولۃ .... یعنی ان العمل بالقرآن کان جبلۃ لہ من غیر تکلف۔
نور الانوار ص ۵ ۱۲ فیضی عفی عنہ۔

(یعنی پیدائشی طور پر بلا تکلف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر ادا احکام قرآنیہ کے مطابق تھی۔ حضور فطرۃً قبل از نزول قرآن مامورات قرآنیہ کے پابند تھے۔ اور منہیات قرآنیہ سے باز تھے۔ یا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں تھیں ویسے قرآن شریف اترا صلی اللہ علیہ وسلم

قالتہ حین سأل عنہا سعد بن ھشام عن خلقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ رواہ[۱] ابن ابی شیبہ و عبد[۲] بن حمید و مسلم[۳] وابن المنذر والحاکم[۵] وابن مردویہ۔

(۴) وقالتہ حین سأل عنہا ابو الدرداء۔ رواہ ابن المنذر وابن مردویہ۔ والبیہقی فی الدلائل۔

(۵) وقالتہ حین سأل عنہا عبد اللہ بن شقیق العقیلی۔ رواہ ابن مردویہ

(۶) وقالتہ حین سألن عنہا نسلۃ اھل الشام۔ رواہ ابن مردویہ

(۷) وعن عطیۃ العوفی فی قولہ وانک لعلی خلق عظیم قال علی ادب القرآن۔ اخرجہ ابن المبارک وعبد بن حمید وابن المنذر والبیہقی فی الدلائل،

(۸) وعن ابن عباس وانک لعلی خلق عظیم قال القرآن۔ اخرجہ ابن المنذر۔

(۹) وعن ابن عباس فی قولہ وانک لعلی خلق عظیم قال الدین اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ

(۱۰) وعن ابی مالک وانک لعلی خلق عظیم قال الاسلام ۔

اخرجه عبد بن حمید ۔

(۱۱) عن ابن ابزی وسعید بن جبیر قالا علی دین عظیم

اخرجه عبد بن حمید ۔

(تفسیر در منثور ج ۶ ص ۲۵۰/۲۵۱) ونحوه فی تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۰۲

جس ذات پاک کا خلق خود قرآن ہو، دین ہو، اسلام ہو۔ کیا اس کے معصوم ہونے میں بھی شک ہوسکتا ہے۔ اور ان کے متعلق بھی گناہ کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ ولکن الوھابیة قوم لا یبصرون ؎ کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد۔

یہ دلائل بطور اجمال پیش خدمت ہیں۔ عصمت انبیاء پر ایک مستقل رسالہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ قدرے اس میں تفصیل ہوگی۔

اقوال علماء عظام (وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ) اور عصمت انبیاء کرام

(۱) امام نووی (متوفی سنہ ۶۷۶ھ) شرح صحیح مسلم میں امام قاضی عیاض (متوفی سنہ ۵۴۴ھ) سے ناقل۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ذھب جماعة من اھل التحقیق والنظر من الفقھاء والمتکلمین من ائمتنا الی عصمتھم من الصغائر کعصمتھم من الکبائر

یعنی ہمارے اماموں سے فقہاء اور متکلمین کی ایک جماعت اہل تحقیق ونظر والی اس بات کی قائل ہے کہ انبیاء کرام صغیرہ گناہوں سے بھی معصوم ہیں جسطرح کبیرہ گناہوں

سے معصوم ہیں اور بے شک

وان منصب النبوۃ یجل عن مواقعتها۔	منصب نبوت اس سے بلند و بالا ہے۔ کہ صغیرہ سے ملوث ہو

نووی شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰۸

(فائدہ جلیلہ متعلق سہو و نسیان) اسی میں ہے۔

ان السہو والنسیان لا یجوز علیہم فیہ (ای فی الفعل) ..... وھذا مذھب الاستاذ ابی المظفر الاسفراینی من ائمتنا الخراسانیین المتکلمین وغیرہ من المشائخ المتصوفۃ	بے شک فعل میں بھی انبیاء پہ سہو و نسیان ناجائز ہے یہی مذہب ہے استاذ ابو المظفر اسفراینی کا جو ہمارے خراسانی متکلمین آئمہ سے ایک امام ہیں۔ اور یہی مذہب ہے مشائخ صوفیہ کا۔

(نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۱۰۸

(سہو و نسیان سے منزہ و مبرا ہونے کے مزید حوالے۔ احکام شریعت ج ۳ ص ۳۵۴ اعلیحضرت۔ سہو و نسیان کے عیب لگانے پر کفر، تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۴۸۱ تحت آیت فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم۔ شفاء قاضی عیاض قسم ثالث باب فصل فی حکم عقد قلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲ ص ۹۸ ونسیم الریاض ج ۴ ص ۳۰ ۱۱۵/۱۱۶ وایضا شرحہ للقاری صفحہ مذکور۔ وشفا ج ۲ وشرحہ للقاری والخفاجی ج ۴ ص ۷۹/۸۱ وشفا ج ۲ ص ۱۲۸/۱۳۰ وص ۱۳۱ شرح شفا للخفاجی والقاری ج ۴ ص ۱۱۱۔ وص ۱۲۱/۱۲۲ ضرور۔

سہو ونسیان کا فرق اور نسیان سے منزہ ص ۱۳۳/۱۳۲ شفا شریف ج ۲۔

الحدیث الصحیح انی لا انسیٰ او انسّی لِاَسُنّ ـ شفا شریف ج ۲ ص ۱۳۳

وشرحہ للخفاجی والقاری ج ۴ ص ۱۲۴/۱۲۵ ـ شفا شریف ج ۲ ص ۱۴۳

شفا شریف ج ۲ ص ۱۴۴ قسم ۳ ب ۱ فصل ھذا حکم ماتکون المخالفۃ

الخ۔ قولہ وذھبت طائفۃ الی منع السہو والنسیان ..... فی حقہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام جملۃ ومذھب جماعۃ المتصوفۃ واصحاب

علم القلوب والمقامات وشرحہ للخفاجی والقاری ج ۴ ص ۱۵۷/۱۶۱ ـ

ومواہب وزرقانی۔ ومدارج النبوت للشیخ المحقق وجواہر البحار وغیرہم)

(۲) الادلۃ القطعیۃ قائمۃ علی عصمتہٖ عن الکذب وسائر الذنوب ـ (نور الانوار ص ۱۸۸)

یعنی جھوٹ اور باقی تمام گناہوں سے حضور کے معصوم ہونے پر قطعی دلائل قائم ہیں ـ

(۳) لعصمۃ الانبیاء من الکبائر والصغائر قبل النبوت وبعدھا (مرقات القاری ج ۱ ص ۱۳)

یعنی انبیاء کرام کبائر وصغائر سے قبل از نبوت وبعد از نبوت معصوم ہیں ـ

لہ قد روی لست انسیٰ ولکن اُنَسّٰی لِاَسُنّ (شفا شریف ج ۲ ص ۱۴۴

وشرح للقاری والخفاجی ج ۴ ص ۱۵۵ وشفا ج ۲ ص ۱۴۵ ـ انی انسیٰ او انسّی لاسنّ

رواہ محمد فی الموطا ص ۳۹۹ وقال الخفاجی والقاری رواہ مالک فی موطا نسیم ج ۴ ص ۱۲۴/۱۵۵

وعلی ہامش فیض الباری ج ۱ ص ۲۸ وھو منہم ۱۲ فیضی ـ

(۴) امام حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مستقل رسالہ ہے۔ جس کا نام ہے "القول المحرر[1] علی قولہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" اس میں فرماتے ہیں۔ کہ اس آیت میں مفسرین کے کئی قول ہیں بعض مقبول ہیں۔ اور بعض مردود ہیں۔ اور بعض ضعیف ہیں۔ کیونکہ۔

للدلیل القاطع علی عصمۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسائر الانبیاء من الذنوب قبل النبوۃ وبعدھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور باقی تمام انبیاء کرام کے قبل از نبوت وبعد از نبوت گناہوں سے معصوم ہونے پر قطعی دلیل قائم ہے۔

جواہر البحار ج ۴ ص ۲۱۱/۲۱۲ مطبوعہ مصر۔

(۵) قال السیوطی فیہ.... قال السبکی.... انہ معصوم قبل النبوۃ وبعدھا

(جواہر البحار ج ۴ ص ۲۱۲)

امام سیوطی نے فرمایا ہے کہ امام سبکی نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل از نبوت بھی معصوم ہیں اور بعد از نبوت بھی معصوم ہیں۔

(۶) قال السیوطی فیہ قال السبکی.... قد اجتمعت الامۃ علی عصمتھم فیما یتعلق بالتبلیغ

امام سیوطی نے فرمایا کہ امام سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء کی عصمت پر اجماع امت ہے۔ تبلیغی اور غیر

[1] اس رسالہ کا حوالہ الحاوی للفتاویٰ للسیوطی ج ۱ ص ۴۹۸ مطبوعہ مصر پر بھی موجود ہے ۱۲ منہ

وفی غیر ذلک من الکبائر ومن الصغائر الرذیلۃ التی تحط مرتبتھم ومن المداومۃ علی الصغائر التی	تبلیغی امور میں کبائر اور ان صغائر رذیلہ جو موجب انحطاط رتبہ ہیں اور ان صغائر کی مداومت سے بھی معصوم ہیں جو موجب انحطاط رتبہ نہیں

لا تحط مرتبتھم" جواہر البحار ج ۴ ص ۲۱۲ الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۶

(۷) ان الانبیاء معصومون — بے شک تمام انبیاء معصوم ہیں۔

شرح عقائد ص ۲۰۲ نبراس ص ۴۵۱ وفیھا تفصیل

(۸) شیخ الاسلام ابو الحسن علی بن عثمان رحمہ المنان حنفی متوفی سنہ ھ فرماتے ہیں۔ ؎

وان الانبیاء لفی امان ؏ عن العصیان عمداً والغزال[۱]

قصیدہ بدء الامالی ص ۲ لہ۔ در اول تمہید ابی شکور

(۹) امام ابو شکور سالمی المتعلم فی سنہ ۴۶۰ھ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

قال اہل السنۃ والجماعۃ ان الانبیاء صلوات اللہ علیھم قبل الوحی کانوا انبیاء معصومین واجب العصمۃ والرسول قبل الوحی کان رسولاً نبیاً	اہل سنت وجماعت نے فرمایا ہے کہ بے شک انبیاء علیہم السلام قبل از وحی بھی واجب العصمۃ معصوم انبیاء تھے۔ اور رسول بھی قبل از وحی رسول، نبی، اور گناہوں

[۱] عورتوں سے عشق بازی کرنا ۱۲ منہ

مامونا وکذلک

بعد الوفاۃ..... ان العصمۃ

للانبیاء قبل الوحی من

موجبات الضرورۃ وبعد

الوحی اولیٰ۔

تمہید شریف لابی شکور سالمی ص ۶۷

(۱۰) نیز یہی امام فرماتے ہیں۔

فلھذا قلنا انہ لا یجوز

فی الحکمۃ انزال الوحی علی

شخص کاذب فاسق فوجب

ان یکون معصوما قبل الوحی

من طریق الوجوب لا من طریق

الجواز.... فعصمۃ الانبیاء انما

یثبت من طریق الوجوب لا من

طریق الجواز فاذا ثبت ان العصمۃ

واجبۃ فی حق الانبیاء صلوات اللہ

علیہم وجب ان یکونوا معصومین

عن الصغائر والکبائر۔

تمہید شریف لابی شکور ص ۶۸

سے معصوم تھے اور اسی طرح بعد

از وفات بھی وہ نبی و رسول ہیں

بے شک عصمت انبیا کرام کیلئے قبل

از وحی موجبات ضرورت سے ہے

اور بعد از وحی تو بطریق اولیٰ ان کا

معصوم ہونا ضروری ہے۔

اسی لئے تو ہم نے کہا کہ وحی کا ایسے

شخص پر اتارنا حکمت حکیم میں

جائز نہیں۔ جو جھوٹا یا گنہ گار ہو۔

تو ضروری ہے کہ نبی قبل از وحی بھی

معصوم ہو بطریق وجوب نہ بطریق

جواز۔ عصمت انبیاء بطریق وجوب

ثابت ہوا کرتی ہے نہ بطریق جواز

تو جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ بیشک

عصمت انبیاء کے حق میں واجب

ہے۔ تو واجب ہوا کہ وہ صغیرہ و

کبیرہ گناہوں سے معصوم ہوں۔

(۱۱) ان الانبیاء خلقوا معصومین مامونین عن خوف الخاتمة

بے شک انبیاء کرام معصوم پیدا کیے گئے (اور) خاتمہ کے خوف سے مامون پیدا ہوئے۔

تمہید لابی شکور ص۷۶ واللفظ لہ۔ وشرح عقائد ص۱۱۸

(۱۲) والنبی لایجوز منه المعصیة لاصغیرة ولا کبیرة۔

اور نبی سے نہ صغیرہ گناہ کا ظاہر ہونا جائز ہے اور نہ کبیرہ کا۔

تمہید لابی شکور ص۷۷

(۱۳) ان الانبیاء ... خلقوا معصومین مؤیدین کاملین فی العقل والعبادة

بے شک انبیاء کرام معصوم اور مؤید پیدا کیے گئے۔ عقل اور عبادت میں کامل پیدا کیے گئے۔

تمہید ابی شکور سالمی ص۱۱۳

(۱۴) امام ابن الہمام حنفی (متوفی سنہ ۸۶۱ھ) مسایرہ میں پھر امام ابن ابی شریف قدسی شافعی متوفی سنہ ۹۰۶ھ اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں رحمہما اللہ تعالٰی

والمختار لجمهور اهل السنة العصمة ای وجوب عصمتهم عنهما ای عن الکبائر ... والصغائر

جمہور اہلسنت کا مختار مذہب یہ ہے کہ تمام انبیاء کی کبائر اور صغائر سے عصمت واجب ہے۔

مسامرہ شرح مسایرہ ص۲۳۲ مطبوعہ مطبعة السعادة بمصر

(۱۵) نیز وہی امام فرماتے ہیں۔

شرط النبوة، الذكورة،
وكونه اكمل اهل زمانه
عقلا وخلقا وفطنة وقوة
رأي والسلامة من
دناءة الآباء وغمز
(طعن) الامهات والقسوة
والسلامة من العيوب
المنفرة كالبرص و
الجزام ومن قلة
المروة كالاكل على
الطريق ومن دناءة
الصناعة كالحجامة
والعصمة من الكفر قبل
النبوة وبعدها
بالاجماع واما العصمة
من غيره مما سنذكره
من المعاصي فهو من
موجبات النبوة متاخر
عنها وهذا ما عليه الجمهور

یعنی نبوت کے شرائط یہ ہیں۔ مذکر
ہونا۔ اور اپنے زمانہ والوں سے عقل
اور پیدائش اور سمجھ داری اور
قوت رائے میں اکمل ہونا۔ اباؤ کے
خسیس ہونے سے سالم ہونا اور
ماؤں کے طعن سے سلامتی (یعنی پدری
اور مادری اعتبار سے نسب میں طعن
وعیب نہ ہو) قساوۃ قلبی سے سالم
ہونا۔ نفرت دینے والے عیبوں
سے سالم ہونا جیسے برص اور جذام کا مرض
کم مروتی سے سالم ہونا جیسے راستہ
پر کھانا۔ خسیس پیشے سے سالم
ہونا جیسے حجامت (خون نکالنا)
قبل از نبوت وبعد از نبوت کفر سے
بالاجماع معصوم ہونا۔ اور کفر کے
علاوہ باقی گناہوں سے معصوم
ہونا وہ موجبات ولوازمات نبوت
سے ہے۔ جو اس سے متاخر ہے
یہی جمہور کا مذہب ہے۔ اور

واما علی القول بعصمتہم من الصغائر والکبائر قبل النبوۃ وبعدھا فلا یمتنع الاشتراط

قبل از نبوت وبعد از نبوت صغائر وکبائر سے انبیاءؑ کا معصوم ہونے کا قول تو وہ اشتراط کے مانع نہیں

(مسامرۃ شرح مسایرۃ ص ۲۲۶/۲۲۷)

(۱۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی فرماتے ہیں۔

کلہم کانوا مبلغین عن اللہ صادقین معصومین غیر معزولین ...... واز گناہاں معصوم باشند

تکمیل الایمان ص ۳۲

سب انبیاء کرام اللہ تعالٰی کی طرف سے مبلغ تھے۔ سچے تھے گناہوں سے معصوم تھے۔ معزول ہونے والے نہ تھے۔ تمام انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

(۱۷) خواجہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث ومتکلم چشتی حنفی پہاڑوی متوفی ۱۲۳۹ھ صاحب نبراس مرام الکلام میں ارشاد فرماتے ہیں

المختار عندی انہم معصومون عن وساوس الشیطان وعن الکذب والکبائر والصغائر عمدا وسہوا قبل البعثۃ وبعدھا الخ فانظر تمہ فانہ جید۔

میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ بیشک انبیاء کرام علیہم السلام شیطان کے وسواسوں اور جھوٹ اور کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے قصداً وسہواً قبل از بعثت وبعد از بعثت معصوم ہیں۔

(مرام الکلام فی عقائد الاسلام ص ۳۲)

(۱۸) امام ربانی عارف شعرانی قدس سرہ النورانی نے الیواقیت والجواہر ج ۲ کے اول میں عصمت انبیاء کا ایک مستقل مبحث ۳۱ مقرر کیا۔ تفصیل وہاں دیکھو۔ اس سے صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

قال ائمۃ الاصول الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کلہم معصومون لایصدر عنہم ذنب ولو صغیرۃ سہواً ولا یجوز علیہم الخطاء فی دین اللّٰہ قطعاً وفاقاً للاستاذ ابی اسحق الاسفراینی وابی الفتح الشہرستانی والقاضی عیاض والشیخ تقی الدین سبکی وغیرھم وقال جماعۃ لاینبغی اجراء الخلاف فی الانبیاء والمرسلین ابداً الیواقیت والجواھر ج ۲ ص ۲

یعنی عقائد کے اماموں نے فرمایا کہ سب انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں کوئی گناہ ان سے ظاہر نہیں ہوتا یہاں تک کہ صغیرہ گناہ بھی سہواً ان سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دین میں قطعاً ان پر خطا جائز نہیں اس بات پر امام اسفراینی اور امام شہرستانی اور امام قاضی عیاض اور امام تقی الدین سبکی وغیرہم آئمہ کا اتفاق ہے۔ اور اماموں کی ایک جماعت نے فرمایا کہ انبیا اور رسولوں کے درمیان خلاف کا جاری ہونا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لائق نہیں۔

(۱۹) کانوا (الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) معصومین من الکبائر والصغائر والعمد والسہو

یعنی ہم (اہلسنت) اس بات کے معتقد ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر صغیرہ اور ہر کبیرہ گناہ سے عمداً اور سہواً

قبل النبوۃ وبعدھا کما نعتقدہ"	نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد معصوم ہیں ۔

"القول الحق فی ان محمد اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الخلق"
للشیخ الجلیل نورالدین علی بن زین الدین الشھیر بابن الجزار
ونقل عنہ النبھانی فی جواھر البحار ج ۳ ص ۹۳

اتمام حجت کیلئے فریق مخالف کے گھر کے حوالے

(۱) غیر مقلدوں کے پیشوا قاضی شوکانی نے لکھا ہے ۔

ان الانبیاء کلھم معصومون عن الکبائر والصغائر ۔	بے شک سب انبیاء کرام کبائر اور صغائر سے معصوم ہیں ۔

نیل الاوطار ج ۲ ص ۳۰۵ مطبوعہ مصر

(۲) لمکان عصمتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ نیل الاوطار ج ۲ ص ۶۷

(۳) وہابیوں کے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کہا ہے ۔

" سوائے پیغمبر کے کوئی معصوم نہیں " تذکیر الاخوان ترجمہ باب ثانی
تقویۃ الایمان ص ۱۴۷ مطبوعہ فاروقی دہلی ۔

اس کے علاوہ عصمت انبیاء کے متعلق حوالوں کا دریا موجیں مار رہا ہے ۔ یہ حوالے ان سے ایک طعمہ ہیں ۔ اور درج ذیل حوالے تو بمع صفحات سامنے ہیں ۔ جو چاہے وہاں دیکھ لے ۔

(۱) شفا شریف مستقل باب ج ۲ ص ۸۷ (۲) نسیم الریاض شرح شفاء، قاضی عیاض للخفاجی الحنفی وشرحہ للقاری الحنفی ج ۲ ص ۱۴۰ (۳) کتاب الاربعین فی اصول الدین للفخر الرازی مستقل عنوان بتیسواں مسئلہ عصمت انبیاء میں از ص ۳۲۹ تا ص ۳۶۸ - (۴) الحاوی للفتاوی للسیوطی ج ۱ ص ۴۹۸ (۵) تکمیل الایمان للشیخ المحقق المحدث الدہلوی ص ۳۱/۳۲ ص ۳۳ (۶) مدارج النبوت ج ۱ ص ۳۲/۳۴ و ص ۸۳/۱۳۶ (۷) مواہب وزرقانی ج ۵ ص ۲۷۹ وج ۶ ص ۲۵۶/۲۵۷ و ص ۲۶۱/۲۵۹ (۸) جواہر البحار ج ۲ ص ۳۲۵/۳۲۶ از نابلسی (۹) جواہر البحار ج ۳ ص ۹۳ (۱۰) مکمل رسالہ عصمت، جواہر البحار ج ۴ ص ۴۹ وج ۱ ص ۲۹۸ (۱۱) باجوری علی البردۃ ص ۲۵/۵۴ ص ۵۴ (۱۲) حیوۃ الحیوان ص ۱۰۲ (۱۳) جواہر البحار ج ۲ ص ۲۷ از ابریز شریف (۱۴) احکام شریعت لسیدنا اعلیحضرت ج ۳ ص ۳۵۲/۳۵۴ (۱۵) سیرت رسول عربی ص ۶۶۲/۶۶۷ (۱۶) تفسیر کبیر ج ۱ ص (۱۷) جامع العلوم فی ملفوظ المخدوم ج ۲ ص ۸۱۲/۸۶۱ از حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ (۱۸) ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ پانی پتی ص ۳۰ (۱۹) خصائص کبریٰ للسیوطی ج ۲ ص ۲۵۶ مکمل باب (۲۰) فیض الباری للکشمیری وھو منہم۔ ص ۹۵/۹۶ ج ۱

ازالہ شبہات	کم فہموں کو عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

کے متعلق جن امور سے خدشہ پیدا ہوتا ہے۔ ان سب کے اجمالی جامع جوابات ۔

(۱) اکثر و بیشتر یہودیوں کے اختراعی واقعات ہیں۔ جو کتب تواریخ اور بعض تفسیروں میں گھس آئے۔ لہٰذا ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۲) قرآن واحادیث میں جو ایسے الفاظ وارد ہیں جن سے کم فہم عصمت انبیا پر حملہ کرتے ہیں۔ ان سے مراد ترک افضل ہے۔ یعنی افضل کو چھوڑ کر فاضل کرنا۔ احسن کو چھوڑ کر حسین کرنا۔ اصوب کو چھوڑ صواب کرنا یہ بھی من وجہ ورنہ وہی فاضل وحسن وصواب من وجہ آخر (یعنی من حیث التبلیغ[۱]) افضل واحسن واصوب ہوتا ہے حقیقۃً ان الفاظ سے مراد گناہ نہیں۔

علامہ امام ابوالبرکات نسفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لا یجوز اسم الزلۃ علی الانبیاء علیہم السلام کما قال مشائخ	یعنی لفظ زلۃ (بمعنی لغزش بغیر قصد کے پھسلنا) کا اطلاق

[۱] قال السیوطی قال ابن السبکی فی جمع الجوامع وفعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر محرم للعصمۃ وغیر مکروہ للنزاھۃ وما فعلہ مما ھو مکروہ فی حقنا فانما فعلہ لبیان الجواز فھو فی حقہ واجب للتبلیغ او فضیلۃ یثاب علیہ ثواب واجب او فاضل اھ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷ وجواھر البحار ج ۱ ص ۳۵۳ - ۱۲ منہ

بخاری ......
وقال مشائخ
سمرقند لایطلق اسم
الزلۃ علی افعالہم[1]
کما لاتطلق المعصیۃ
وانما یقال فعلوا
الفاضل
وترکوا الافضل اھ

انبیاء کرام پر ناجائز ہے جیسا کہ مشائخ بخارا نے فرمایا ہے۔ اور مشائخ سمرقند نے فرمایا کہ انبیاء کے کاموں پر لفظ زلۃ کا اطلاق نہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ معصیت کا اطلاق نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے نہیں کہ یہ کہا جائے کہ انبیاؑ نے فاضل کیا اور افضل کو چھوڑا۔

تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴۲ علی ہامش الخازن مطبوعہ مصر

(۳) انبیاء کرام نے اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع کرتے ہوئے ترک افضل پر اپنی طرف جن الفاظ کی نسبت کی۔ اور ان سے مولیٰ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ترک افضل پر جو الفاظ استعمال کئے گئے۔ اسے اس بات کا حق پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ ان کا خالق و مالک ہے۔ اور انبیاء کرام اس کے مملوک بندے ہیں۔ ہم غلاموں، خادموں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم بھی وہی الفاظ اپنے سرداروں کے حق میں استعمال کریں یہی جواب

---

[1] اقول الافعال شاملۃ للاقوال لان کل قول فعل ولیس کل فعل بقول الفعل اعم مطلقا والقول اخص مطلقا فبینہما عموم وخصوص مطلقا ۱۲ الفیضی غفرلہ

شیخ عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سماعت فرمائیں جو حدیث جبریل کے اس جملہ "قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ" کی تفسیر وتشریح میں ارقام فرمایا۔ وایمان آری بہ پیغامبران وے تعالےٰ.... و واجب است احترام وتنزیہ ساحت عزت ایشان ازوصمت نقص وعصمت ایشان از جمیع گناہان خرد وبزرگ پیش از نبوت وپس از وے ہمین ست قول مختار وآنچہ بعضے از مفسران واہل قصص واخبار از بعضے از ایشان مثل یوسف وداؤد علیہما السلام نقل کردہ اند صحیح نیست ..... وآنچہ در قرآن مجید بآدم نسبت عصیان کردہ وعتاب نمودہ مبنی بر علو شان قرب اوست ومالک رامیرسد کہ بر ترک اولیٰ وافضل اگرچہ بحد معصیت نرسد بہ بندۂ خود ہرچہ خواہد بگوید وعتاب نماید دیگرے رامجال نہ کہ تواند گفت واینجا ادبی است کہ لازم است رعایت آں وآن این ست کہ اگر از جانب حضرت بہ بعض انبیاء کہ مقربان درگاہ اند عتابے وخطابے رو دیا از جانب ایشان کہ بندگان خاص اویند تواضعی وذلتی وانکساری صادر گردد کہ موہم نقص بود مارا نباید کہ دراں دخل کنیم وبداں تکلم نمائیم۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۰)

ع صحن، میدان ۱۲ ف ع عیب ۱۲ ف

(۴) کتاب وسنت کے وہ الفاظ کہ جن سے بظاہر خلاف عصمت کا وہم گذرتا ہے۔ وہ متشابہات میں شمار ہیں۔ ان کا معنیٰ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بہتر جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

هو الذی انزل علیک الکتب منه آیٰت محکمٰت هن ام الکتاب واخر متشٰبهٰت ط فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله ج وما یعلم تاویله الا الله [له]

(اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب (قرآن) اتاری اس سے کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ کہ جنکے معنی میں اشتباہ ہے تو وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈھنے کو اور اس کا ٹھیک

له وان نبینا علیه الصلوٰة والسلام یعلم تاویل المتشابهات باطلاع الله لقوله تعالیٰ فاذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه (پ ۲۹ القیمة ۱۸/۱۹) ولقوله تعالیٰ الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان (پ ۲۷ الرحمٰن) ولذا قال مولانا احمد الحنفی المتوفی سنہ ۱۱۳۰ھ "ان المراد به (ای بالمتشابه) حق وان لم نعلمه قبل یوم القیمة واما بعد القیامة فیصیر مکشوفا لکل احد ان شاء الله تعالیٰ وهذا فی حق الامة واما فی حق النبی علیه الصلوٰة والسلام فکان معلوما والا تبطل فائدة التخاطب ویصیر التخاطب (بقیہ اگلے صفحہ پر)

والراسخون فی العلم یقولون آمنا بہ کل من عند ربنا ومایذکر الا اولوا الالباب (پ۳ آل عمران ع)	پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

بالمہمل کالتکلم بالزنجی مع العربی وھذا عندنا (اے عند الاحناف) وقال الشافعی وعامۃ المعتزلۃ ان العلماء الراسخین ایضا یعلمون تاویلہ اھ نورالانوار صـ ۹۳ ۔ وقال العلام مولانا محمد عبدالحلیم الحنفی والد المولوی عبدالحی اللکھنوی " ان المعنی (اے معنی الآیۃ) ومایعلم تاویلہ بدون الوحی الا اللہ فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کان عالما بتاویلہ بالوحی لاغیرہ ثم اعلم ان الکلام فی العلم الکسبی واما العلم الکشفی الغیر الاختیاری فلو حصل لبعض الاولیاء الکرام فلا امتناع فیہ کذا قال بحر العلوم (اے مولانا عبدالعلی اللکھنوی) اھ قمرالاقمار علی ھامش نورالانوار ۹ صـ ۹۳ ۔ وقال القاضی محمد ثناء اللہ الحنفی الفانی فتی النقشبندی المتوفی ۱۲۲۵ھ فی تفسیر القرآن " والحق عندی انہا (اے ان المقطعات) من المتشابہات وھی اسرار بین اللہ تعالیٰ وبین رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یقصد بہا افہام العامۃ بل افہام الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و (بقیہ اگلے صفحہ پر)

یعنی متشابہات کا حقیقی اور ذاتی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ہاں اس کی عطا سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور بعض کاملین کو بھی متشابہات کے معنی و مفہوم کا علم ہے باقی سب علما اور عوام ان متشابہات کی تاویل سے ناواقف ہیں اور متشابہات کے معنی و مفہوم و تاویل کے درپے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

ومن شاء افہامہ من کمل اتباعہ ...... قال السجاوندی المروی عن الصدر الاول فی الحروف التہجی انہا سر بین اللہ وبین نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد یجری بین المحرمین کلمات معمیات یشیر الی اسرار بینہما (فانظر الی آخرہ فانہ نعم ما حرر) تفسیر المظہری ج ۱ ص ۱۴ وایضاً قال فی تفسیر قولہ تعالیٰ وما یعلم تاویلہ الا اللہ" ای لا یجوز ان یعلمہ غیرہ تعالیٰ الا بتوقیف منہ ولا یکفی لمعرفتہ العلم بلغۃ العرب فالحصر اضافی نظیرہ قولہ تعالیٰ لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ یعنی لا یعلم الغیب غیرہ تعالیٰ الا بتوقیف منہ۔ فہذہ الآیۃ لا تدل علی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبعض الکمل من اتباعہ لم یکونوا عالمین بمعانی المتشابہات ثم اثبت القاضی علم المتشابہات للنبی علیہ الصلوۃ والسلام ولبعض الکمل (الفیضی) التفسیر المظہری ج ۲ ص ۱۱۔ وقال المولوی عبد الحق فی النامی شرح الحسامی ص ۲۱ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلم المتشابہات کما صرح بہ فخر الاسلام فی اصولہ اھ وکتب القوم من مثلہ مملوۃ وما انا بصدد استیعاب النقول فہذا القدر کاف لسلیم الطبع ۱۲ کتبہ منظور احمد السنی الحنفی۔ الفیضی عفی عنہ

ہو کر کھوٹی دل والے فساد پھیلانا چاہتے ہیں۔

عارف باللہ تعالیٰ امام عبد الغنی نابلسی حنفی دمشقی (متوفی ۱۱۴۳ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "الفتح الربانی والفیض الصمدانی" کے باب اول میں ان الفاظ کے جواب میں رقمطراز ہیں۔ کہ جن سے بظاہر خلاف عصمت کا وہم ہوتا ہے۔

ان الذی ھو مذھبی فی ھذہ المسئلۃ ان النصوص القرآنیۃ والاحادیث النبوۃ منقسمۃ الی نوعین منھا المحکم ومنھا المتشابہ والمتشابہ علی علی قسمین متشابہ وارد فی حق اللہ تعالیٰ ومتشابہ وارد فی حق الانبیاء علیھم السلام ولاشک ان حقیقۃ اللہ مجھولۃ للانبیاء علیھم السلام ومعرفتھم بہ تعالیٰ انما ھی معرفۃ عجز عنہ وتنزیہ تام والالزم ان یکون شئی منھم قدیما اوشئی منہ حادثا

یعنی بے شک عصمت انبیاء کے مسئلہ میں میرا مذہب یہ ہے۔ بے شک نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ دو قسم ہیں بعض محکم اور بعض متشابہ پھر متشابہ دو قسم ہیں۔ وہ متشابہ جو اللہ تعالیٰ کے حق میں وارد ہیں اور وہ متشابہ جو انبیا کے حق میں وارد ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت انبیا کو نامعلوم ہے۔ اور ان کو جو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے وہ عاجزی اور تنزیہ تام والی معرفت ہے ورنہ یہ بات لازم آئے گی کہ ان کی کوئی چیز قدیم ہو یا اس مولیٰ کی کوئی چیز حادث

وهذا محال۔ ولكن تلك
معرفتنا بحقيقة الانبياء
عليهم السلام معرفة
عجز وتنزيه تام والا
لكان فينا من نبوتهم
شئ او فيهم من عدم نبوتنا
شئ فيلزم ثبوت النبوت
فی غيرهم عليهم السلام او
عدم ثبوتها لهم وذلک
محال ۔ فالحقيقتان مجهولتان
لنا حقيقة الله تعالىٰ
وحقيقة الانبياء عليهم السلام
ولكل من الحقيقتين صفات
ثابتة فی النصوص
يجب الايمان بها
كلها على حسب ما هی
عليه فی نفس الامر
لا على حسب ما نعقله
نحن منها والمتشابه وارد

اور یہ دونوں محال ہیں اور اسی طرح
ہمیں جو انبیاء کرام کی حقیقت کی
معرفت ہے وہ بھی عجز اور تنزیہ
تام والی معرفت ہے ورنہ ہم میں
ان کی نبوت کی کوئی چیز ہو یا ان میں
ہماری عدم نبوت سے کوئی چیز ہو
اور اس پر تو غیر نبی میں ثبوت نبوت
یا انبیا کے لئے عدم ثبوت نبوت لازم
آئیگا۔ اور یہ دونوں چیزیں محال ہیں
تو ہمارے لئے دونوں حقیقتیں
مجہول ہیں نہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت
ہمیں معلوم ہے اور نہ انبیاء کرام کی
حقیقت ہمیں معلوم ہے اور ان
دونوں حقیقتوں میں سے ہر ایک
حقیقت کے لئے نصوص میں صفات
ثابت ہیں۔ جن سب پر ان کی حقیقی
مراد کے مطابق ایمان واجب ہے نہ
اپنی سمجھ کے مطابق اور دونوں حقیقتوں
کے حق میں متشابہات وارد ہیں اور
متشابہات کے حق میں ایمان کی صحیح و[illegible]

فی وصف کلمات المحققتین والصواب فی کیفیۃ الایمان بہ مذھب السلف رضی اللہ عنہم وھو تسلیم معنی ذلک الی اللہ ورسولہ	کیفیت وہی ہے جو مذہب سلف ہے۔ کہ ان متشابہات کے معنی کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرو جل جلالہ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(جواہر البحار ج ۲ ص ۳۲۵ مطبوعہ مصر)

یعنی ان متشابہات کے الفاظ و اطلاق پر ایمان رکھو اور عند اللہ و عند الرسول ان کا جو معنی و مفہوم ہے۔ اس پر بھی ایمان رکھو لیکن وہ ظاہری عام فہم مفہوم و معنی جو تمہارے لیے ظاہر ہوتا ہے۔ اس پر ایمان نہ ہو۔ مزید تفصیل رسالہ عصمت میں دیکھنا۔ انشاء المولیٰ تالیفہ۔ وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ

ع ۲۳ :۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جنون اور بے ہوشی جائز نہیں۔ اور ایسے ہی سب انبیاء پر اور کوئی نبی نابینا نہیں ہوا اور نہ بہرا۔ مواہب و زرقانی ج ۵ ص ۳۱۴۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۰ مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۳۶۔ سیرت رسول عربی ص ۶۶۷۔ التفق النووی فی الاول جواہر البحار ج ۱ ص ۲۰۴ و ج ۱ ص ۲۷۹ از ابن مقری و زکریا انصاری بجواہر البحار ج ۱ ص ۳۵۳/۳۵۴ از خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷۔ و جواہر البحار ج ۲ ص ۱۸

ع ۲۴ :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنے والا حضور کی توہین و بے ادبی کرنے والا کافر ہے قتل کیا جائے گا۔

جواہر البحار ج ۱ ص ۳۴۵/۳۵۰ و ج ۴ ص ۱۸۔ مواہب و زرقانی ج ۵ ص ۳۱۵۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۰۔ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۳۶۔ سیرت رسول عربی

ص ۶۷ - شفا شریف ج ۲ ص ۲۴۳ تا ۲۴۹ و شرح شفا للقاری والخفاجی ج ۴ ص ۳۳۵ تا ص ۴۶۹ ، جواہر البحار از نووی ج ۱ ص ۲۰۴ - از ابن مقری ج ۱ ص ۲۷۸ - خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۴ - الصارم المسلول لابن تیمیہ وہو منہم مستقل کتاب - نیز اس موضوع پر مستقل باب آگے آرہا ہے ،

ع ۷۵ :- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پردہ پوشی کے وقت اندھیرا چھاگیا تھا - (مواہب و زرقانی ج ۵ ص ۳۳۰ - کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱

ع ۷۶ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جسد مطہر مزاروں میں تغیر ، تبدل و ریزہ ریزہ ہونے سے محفوظ ہے اور ان کی حیات دنیاوی حقیقی جسمانی ہے یعنی روح بدن شریف میں ہے - (ابوداؤد - ابن ماجہ - مواہب و زرقانی ج ۵ ص ۳۳۰ / ۳۳۲ ، اذان اور اقامت سے نماز پڑھتے ہیں - کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱ - الحدیث المشہور جواہر البحار ج ۱ ص ۲۰۴ از نووی - مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۲۶ / ۱۳۸ و ص ۱۳۹ - سیرت رسول عربی ص ۶۷۹ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۱ - جواہر البحار ج ۱ ص ۲۸۷ عنہ - و خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۰ - وعنہ جواہر البحار ج ۱ ص ۳۴۶ - شرح شمائل للقاری ج ۱ ص — وعنہ جواہر البحار ج ۱ ص ۳۶۸ - جواہر البحار ج ۲ ص ۱۶ / ۱۹ - جواہر البحار ج ۱ ص ۶۵ از کشف الغمہ -

(۱) قرآن شریف پ ۲ سورہ بقرہ ع ۱۹ آیت ع ۱۵۴ میں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو زندہ فرمایا اور ان کو مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے

(۲) قرآن شریف پ۴ آل عمران ع۱۷ آیت ۱۶۹ میں اللہ تعالیٰ نے
شہیدوں کے حق میں فرمایا کہ وہ زندہ ہیں ان کو مردہ گمان بھی
نہ کرو۔

اور پ۵ النساء ع۶ آیت ۶۹ میں چار گروہ ایسے بیان کئے گئے
جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ (۱) انبیاء (۲) صدیقین (۳)
شہدا (۴) صالحین۔ جب تیسرے نمبر والے یعنی شہدا زندہ ہیں
ان کو مردہ کہنا و گمان کرنا ناجائز ہے۔ تو صدیق بطریق اولیٰ زندہ ہیں
پھر انبیاء تو بطریق اولیٰ زندہ ہیں اور حضور تو بطریق اولیٰ زندہ کیونکہ
ہر نعمت بطور اصالت حضور کے لئے ثابت ہے۔

م۲: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شہادت نصیب ہوئی حضور
بھی شہید ہیں۔ بلکہ ہر نبی شہید ہے۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں نو دفعہ اس بات
کی قسم اٹھاؤں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتول و شہید فی سبیل اللہ
ہیں۔ تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ اس بات سے کہ ایک دفعہ قسم
اٹھاؤں کے حضور شہید فی سبیل اللہ نہیں۔ کیونکہ حضور نبی بھی ہیں۔
اور شہید بھی ہیں۔ (رواہ احمد والحاکم وغیرہما۔ زرقانی ج۸ ص۳۱۳
الحاوی للفتاوی ج۲ ص۲۶۷ للسیوطی۔ زرقانی ج۵ ص۳۳۲۔
نسیم الریاض و شرح شفا للقاری ج۳ ص۹۳/۹۴ و شفا شریف وابن سعد
وابو یعلی والطبرانی والبیہقی۔ خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۷۰ اور شہید

بحکم قرآنی زندہ ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر سب انبیاء مزاروں میں زندہ ہوئے۔

(۳) قرآن شریف پ۱۴ نحل ع۱۳ آیت ۹۷ میں مومن صالح کے لئے (قبر میں۔ تفسیر خازن) حیات طیبہ ثابت کی گئی ہے۔ تو جب انبیاء کرام کے غلاموں (نیک مومنوں) کو انبیاء کی تابعداری میں مزاروں میں پاک زندگی نصیب ہے۔ تو انبیاء تو بطریق اولیٰ پاک زندگی سے مزاروں میں زندہ ہوئے۔ نیز انبیاء بھی مومنین صالحین ہیں۔ اور ان کے لئے مزار میں زندگی ثابت لہٰذا انبیاء کرام مزاروں میں زندہ موجود ہیں۔

(۴) حضرت انس سے روایت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

الانبیاء احیاء فی	انبیا کرام مزاروں میں زندہ ہیں۔
فی قبورهم یصلون	نمازیں پڑھتے ہیں۔

(حدیث حسن بل صحیح۔ فیض القدیر ج ۳ ص ۱۸۴۔ وفیض الباری ج ۲ ص ۶۴ رواہ البیہقی فی حیوۃ الانبیاء ص ۲/۴ وابو یعلی۔ جامع صغیر للسیوطی ج ۱ ص ۱۲۴۔ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۱۔

(۵) حضرت ابو درداء سے روایت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان اللہ حرم علی الارض	بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر
ان تاکل اجساد الانبیاء	حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کے جسموں

فنبی اللّٰہ حی یرزق

رواہ ابن ماجہ صـ ۱۱۹

(باسناد جید ۔ مرقاۃ ج ۲ صـ ۲۱۲)

مشکوٰۃ ج ۱ صـ ۱۲۱ ۔

کو کھائے ۔ اللّٰہ تعالیٰ کا (ہر) نبی (مزار میں) زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے ۔

(۶) حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ۔

ان الانبیاء لا یموتون وانھم یصلون ویحجون فی قبورھم وانھم احیاء[۱]

بے شک انبیاء فوت نہیں ہوتے اور بیشک انبیاء نماز پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں مزاروں میں اور بیشک وہ زندہ ہیں ۔

فیوض الحرمین لشاہ ولی اللّٰہ محدث دہلوی صـ ۲۸ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند

(۷) شیخ عبد الحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں ۔

انبیاء صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہم اجمعین بحیات حقیقی دنیاوی حی وباقی ومتصرف اند دریں جا سخن نیست

انبیاء کرام حقیقی دنیاوی زندگی سے زندہ اور باقی اور متصرف ہیں اس میں کسی کو کوئی کلام نہیں ۔

---

[۱] دیوبندیوں کے مولوی کشمیری صاحب نے کہا ہے ۔ "کہ (اہل مزارات کیلئے) مزاروں میں بہت سے عمل ثابت ہیں ۔ جیسے اذان اور اقامت (دارمی) قرآن شریف کا پڑھنا (ترمذی) اور حج کرنا (بخاری) فیض الباری ج ۱ صـ ۱۸۳ ۔ نیز اسی میں ہے کہ " مردوں کے سننے کے ثبوت میں حدیثیں حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں " فیض الباری ج ۲ صـ ۴۶۷ ونحوہ فی صـ ۴۲ ۱۲ ف

شرح فتوح الغیب صـ۳۸ زندہ است بحیاۃ جسمانی دنیاوی بدنی (مدارج النبوۃ ج ۲ صـ۱۳۹)
اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے ۞ مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات ۞ مثل سابق وہی جسمانی ہے

یہ بطور اختصار اس مسئلہ کے بعض دلائل ہیں۔ فقیر فیضی کی اس موضوع پر ایک مستقل تالیف موجود ہے۔ جس کا نام ہے۔ "افہام الاغبیا بحیاۃ الانبیاء والاولیاء" جو تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ جو چاہے مزید دلائل اس میں دیکھے۔ نیز حیوۃ الانبیاء للبیہقی۔ اور انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء للسیوطی ملاحظہ ہو۔

ع۷۷: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کا ورثہ (مالی، مادی) تقسیم نہیں ہوتا۔ (بخاری۔ مواہب وزرقانی ج ۵ صـ۳۳ مدارج النبوۃ ج ۱ صـ۱۳۸۔

ع۷۸: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ (اور ان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ بروں کو چھپا لیتے ہیں۔ اور اچھوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ مدارج النبوت۔) مواہب وزرقانی ج ۵ صـ۳۳ مدارج النبوت ج ۱ صـ۱۴۰۔ سیرت رسول عربی صـ۶۷۹۔ تفسیر صاوی ج ۲ صـ۱۴۲۔ اخرجہ البزار بسند جید[۱] عن ابن مسعود مرفوعا،

[۱] وقال السیوطی بسند صحیح۔ خصائص ج ۲ صـ۲۸۱ ۱۲ منہ

زرقانی ج ۸ ص ۲۵۱/۳۰۵ ۔ واخرج الحارث وابن سعد والقاضی عن بکر بن عبداللہ المزنی مرفوعاً مثلہ ۔ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۱ ۔ الجامع الصغیر للسیوطی ج ۱ ص ۱۵۰ وفیہ انہ حسن ۔ والفتح الکبیر ج ۲ ص ۷۶ ۔ فیض القدیر ج ۳ ص ۴۰۱ ۔

ع ۷۹ :۔ پہلے پہلے مزار سے حضور اکرم نور مجسم تشریف لائیں گے صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مواہب وزرقانی ج ۵ ص ۳۳۹ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۷ مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۴۲ ۔ تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹ ۔ شفا شریف ج ۱ ص ۱۶۸ ۔

ع ۸۰ :۔ پہلے پہلے پل (صراط) سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گذریں گے مواہب وزرقانی ج ۵ ص ۳۴۰ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۷ ۔ تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹ ۔

ع ۸۱ :۔ حضرت جبریل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبع پرسی کے لئے تین دن آتے رہے ۔

مواہب وزرقانی ج ۵ ص ۳۲۹ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱ ۔ مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۳۸ ۔

ع ۸۲ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ خلاف طریقۂ مشہور بغیر امام کے ہوتی فوجیں ، فوجیں آتیں اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتی تھیں زرقانی ج ۵ ص ۳۲۹ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱ ۔ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۳۸

ع ۸۳ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منبر حوض کوثر پر ہے ۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۳۷

بخاری ج۱ صفحہ ۱۵۹ ۔ مدارج ج۱ صفحہ ۱۴۰ ۔

۸۴ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مزار شریف اور منبر کے درمیان والا ٹکڑا جنت کا ٹکڑا ہے۔ زرقانی ج۵ صفحہ ۳۳۸ ۔ بخاری ج۱ صفحہ ۱۵۹ ۔ مدارج ج۱ صفحہ ۱۴۱ ۔

۸۵ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقام محمود عطا ہوگا ۔ جہاں سب کے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کریں گے ۔ زرقانی ج۵ صفحہ ۳۴۲ ۔ کشف الغمہ ج۲ صفحہ ۴۰ ۔ بخاری ج۱ صفحہ ۱۹۹ ۔ تفسیر عزیزی پ ۳۰ صفحہ ۲۱۹

۸۶ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت عظمیٰ کے مالک ہیں شفاعت کا اذن مل چکا ہے ۔ دنیا میں بھی شفاعت کرتے رہے ۔ اور اب بھی شفاعت وسفارش فرماتے ہیں ۔ اور قیامت میں بھی شفاعت فرمائیں گے ۔ کشف الغمہ ج۲ صفحہ ۴۰ ۔ تفسیر عزیزی پ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ زرقانی ج۵ صفحہ ۳۴۲ ۔

آیات قرآنی واحادیث نبوی کہ شفاعت کا اذن مل چکا اور آپ ابھی سے شفاعت فرماتے ہیں ۔

(۱) واستغفر لذنبک[۱] وللمؤمنین والمومنٰت (پ ۲۶ محمد ع ۳ ۱۹)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم

سلہ لے لذنب خواصک ۱۲ منہ

دیتا ہے کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ۔
اور شفاعت کاہے کا نام ہے۔ یہ شفاعت نہیں تو اور کیا ہے۔

(۲) ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (نساء ۶۴) اس حکم کے مطابق ایک اعرابی گناہ کی معافی کی سفارش کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مزار شریف پر حاضر ہوا اندر سے جواب آیا تیری معافی ہو گئی۔
(تفسیر مدارک و ابن کثیر وغیرہا کتب کثیرہ بین فی تالیفی افہام الاغبیاء)

(۳) واذا قیل لہم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسہم (پ ۲۸ منافقون ۵)

(۴) ولا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن۔ (پ ۳۰ النبا ۳۸)

(۵) لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمٰن ورضی لہ قولا (پ ۱۶ طٰہٰ ۱۰۹)

(۶) ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ۔ (پ ۱۷ الانبیا ۲۸)

(۷) ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ۔ (پ ۲۲ السباء ۲۳)

(۸) لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمٰن عہدا (پ ۱۶ مریم ۸۷)

(۹) ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شہد بالحق وہم یعلمون۔ (پ ۲۵ زخرف ۸۶)

(۱۰) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اعطیت الشفاعۃ — یعنی مجھے شفاعت کا اذن واختیار مل چکا ہے۔

رواہ البخاری ج ۱ ص ۶۲ ومسلم ج ۱ ص ۱۹۹ والنسائی عن جابر بن عبد اللہ۔

(۱۱) واحمد بسند حسن والبخاری فی التاریخ والبزار والطبرانی و البیہقی وابونعیم عن ابن عباس ۔

(۱۲) واحمد بسند حسن والبزار بسند جید والدارمی وابن شیبہ وابویعلی وابونعیم والبیہقی عن ابی ذر ۔

(۱۳) والطبرانی فی الاوسط عن ابی سعید الخدری ۔

(۱۴) وفی الکبیر عن سائب بن یزید ۔

(۱۵) واحمد باسناد حسن وابن شیبہ والطبرانی عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔

(۱۶) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ۔

حیاتی خیر لکم وحماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فماکان من حسن حمدت اللہ علیہ وماکان من سیئ استغفرت اللہ لکم	میری دنیاوی زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے ۔ اور بعد از پردہ پوشی والی زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے ۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں ۔ تو ان میں جو اچھے ہوتے ہیں ۔ میں ان پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجا لاتا ہوں اور ان میں جو برے ہوتے ہیں ۔ میں ان پر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں

(معلوم ہوا کہ مزار میں بھی اس وقت حضور ہمارے لئے شفاعت و

سفارش فرمارہے ہیں ۔)

رواہ البزار بسند جید، بسند صحیح۔ "رجالہ رجال الصحاح، صحیح"
عن ابن مسعود زرقانی ج ۸ ص ۲۵۱۔ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۱
وفیض القدیر ج ۳ ص ۴۰۱۔

(۱۷) واخرج الحارث وابن سعد والقاضی عن بکر بن عبداللہ المزنی مرفوعا
مثلہ بسند حسن۔ خصائص ج ۲ ص ۲۸۱ الجامع الصغیر ج ۱ ص ۱۵۰

عدد ۸۷ :۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب لواء الحمد ہیں
آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام وماسوائے آدم سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۴۳۔ کشف الغمہ
ج ۲ ص ۴۸ ۔ مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۴۳۔ تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹

عدد ۸۸ :۔ پہلے پہلے جنت کا دروازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کھٹکھٹائیں گے۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۴۳ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۸)

عدد ۸۹ :۔ پہلے پہلے جنت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہوں گے
زرقانی ج ۵ ص ۳۴۵ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۸/۴۴ ۔ تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹

عدد ۹۰ :۔ ہر وقت فرشتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
کرتے ہیں۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳)

عدد ۹۱ :۔ عہد آدم اور ملکوت اعلیٰ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے اسم پاک کا ذکر اذان میں ہونا ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳

عدد ۹۲ :۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد شیطان

آسمانوں سے روک دیا گیا ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳

۹۳ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیٹھ پر مہر نبوت دل کے مقابل تھی ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳ ۔

۹۴ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہزار نام ہیں ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳ ۔ زرقانی ج ۳ ص ۱۱۲ ۔

اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں کہ اس کی شانیں غیر محدود ہیں ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں ۔ کہ کثرت اسمائ شرف مسمی سے ناشی ہے ۔ آٹھ سو سے زیادہ مواہب وشرح مواہب میں ہیں ۔ اور فقیر نے تقریباً چودہ ۱۴۰۰ سو پائے ۔ اور حصر نا ممکن " احکام شریعت لا علیحضرت ج ۲ ص ۱۶۲ ونحوہ فی " الملفوظ اعلیحضرت ج ا ص ۴۴ وص ۴۵

۹۵ :- تقریباً ستر نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ تعالیٰ کے ناموں سے ہیں (کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳)

امام عبدالکریم جیلی متوفی سـ۸۰۵ھ نے اپنی کتاب " الکمالات الالٰھیہ فی الصفات المحمدیہ " کا باب ثالث بہ منعقد کیا ہے " ۔ اتصاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالاسماء والصفات الالٰھیہ " جس میں اللہ تعالیٰ کا ہر اسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بالدلیل ثابت کیا ہے ۔ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے صرف ۹۹ نام اللہ تعالیٰ کے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے لئے بالدلیل نقل کئے ہیں ۔ ملاحظہ ہو ، جواہر البحار ج۱ ص۲۵۸ تا ص۲۷۰ از جواہر امام محقق جیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ ۔

ع۹۶ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کسی کا نام احمد و (محمد) نہیں تھا ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص۴۳ ۔ مدارج النبوت ج۱ ص۱۱۷

ع۹۷ :۔ ملائکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پہ بحالت سفر سایہ کرتے تھے (کشف الغمہ ج ۲ ص۴۳ ۔)

ع۹۸ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے زیادہ عقیل ہیں (کشف الغمہ ج ۲ ص۴۳ ۔

باب اوّل میں شیخ محقق سے اس کے متعلق بہترین حوالہ گذرا ۔

ع۹۹ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل حسن دیا گیا ۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو تو بعض حسن ملا تھا ۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص۴۳) بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن غیر منقسم ہے ۔ حضور کے حسن کا کروڑواں حصہ بھی کسی کو نہ ملا ۔ امام بوصیری فرماتے ہیں ۔

منزہ عن شریک فی محاسنہٖ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

قصیدہ
بردہ
شریف

حضور اپنے محاسن میں شریک سے منزہ ہیں حضور میں جو حسن کا جوہر ہے ۔ وہ غیر منقسم ہے صلی اللہ علیہ وسلم بقدر حسنہٖ وجمالہ وجودہ ونوالہ واصحابہ وآلہ ۔

ع۱۰۰ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبریل کو اصلی صورت

پر دیکھا۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳۔

۱۰۱ء۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت کے وقت سے کہانت ختم ہوگئی۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳۔ مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۸

۱۰۲ء۔ تو (جن و شیاطین) کے چوری سننے سے آسمان کی حفاظت ہوگئی۔ (جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے) اور شعلوں سے رجم کئے جانے لگے۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳۔ مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۸۔

۱۰۳ء۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والدین کو زندہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ حضرت پر ایمان لائے۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۸۵۔ وجواہر البحار ج ۱ ص ۲۸۱ عنہ۔ وجواہر البحار ج ۲ ص ۷ از ابن حجر مکی۔ وص ۳۶۹ از جمل، وتسعہ رسائل سیوطی۔ تذکرہ امام قرطبی۔ ومختصر تذکرہ قرطبی للشعرانی ص اخبار الاخیار ص ۱۳۵۔ شمول الاسلام لاعلیحضرت ص ورسالہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۶۰۰ تحت آیت ان اللہ لہ ملک السموات والارض یحیی ویمیت وج ۴ ص ۳۷۳

۱۰۴ء۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ حضور کو لوگوں کے حملہ سے محفوظ رکھے گا۔ (قرآن) کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳۔

۱۰۵ء۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ جو کتاب نازل ہوئی یعنی قرآن شریف ہر شئی کا جامع ہے۔ تغیر وتبدل سے محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ

۱۰۵ ع ۱۰۷ :- قرآن میں بہت جگہ اسم نبی (۹۸) اسم خدا سے ملا ہوا ہے۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۴

نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہے۔ قرآن ہر شئی کا جامع اور
ہر شئی کی تفصیل ہے، اپنے غیر سے بے پرواہ کرنے والا ہے۔ اور یاد
کرنے کے لئے آسان ہے۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۳ - مدارج النبوۃ ج۱ ص۱۱۹

ع ۱۰۶ :- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے
حضور کے دشمنوں کو خود جواب دیا۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۴ ۱۰۵

ع ۱۰۸ :- مولیٰ کریم نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تابعداری کو
عالم پہ لازم قرار دیا۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۴۔

ع ۱۰۹ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امام القبلتین وصاحب ہجرتین
ہیں۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۴۔

ع ۱۱۰ :- آپ ظاہر وباطن پر حکم کرنے کے جامع ہیں۔
کشف الغمہ ج۲ ص۴۴۔

ع ۱۱۱ :- اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وحی کی
تمام قسموں سے کلام فرمایا۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۴۔ سیرت رسول عربی ص۶۹۱

ع ۱۱۲ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت اور سلطانی کے جامع
ہیں۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۴

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام وآتانی السلطان والملک۔ اخرجہ ابو نعیم
عن عبادۃ ابن الصامت ..... قال الغزالی فی الاحیاء لاجل اجتماع
النبوۃ والملک والسلطنۃ لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم۔ کان افضل من سائر
الانبیاء فانہ اکمل بہ صلاح الدین والدنیا" خصائص کبریٰ ج۲ ص۱۹۴

ونحوہ فی غیرہا۔

۱۱۳ ہ۔ حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر شی کا علم دیا گیا۔ حتیٰ کہ روح اور ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا ہوا جن کا ذکر اس آیت میں ہے، ان اللہ عندہ علم الساعۃ

کشف[1] الغمہ للشعرانی عن السیوطی ج۲ ص۴۴ ۔ وعنہ[2] فی جواہر البحار ج۲ ص۵۶
سیرت[3] رسول عربی لنقشبندی ص۴۵۰ ۔ تفسیر[4] صاوی ج۲ ص۹۷/۹
و ج۳ ص۲۱۵/۲۴۴ و ج۴ ص۲۴ ۔ ابریز[5] شریف مطبوعہ مصر ص۱۵۶/۱۵۷
و ص۲۹۶/۲۹۵ و ص۴۶ ۔ باجوری[6] علی البردۃ ص۹۲ مطبوعہ مصر۔ خصائص[7]
کبریٰ للسیوطی مطبوعہ دکن ج۲ ص۱۹۵/۱۹۳ ۔ جواہر[8] البحار شریف ج۱ ص۲۹۱/۲۸۹
حاشیہ[9] شیخ الاسلام محمد بن سالم الحفنی علی الجامع الصغیر للسیوطی
ج۲ ص۲۰۹ ۔ علی ہامش السراج المنیر۔ مدارج[10] النبوت شریف ج۲ ص۴۰
للشیخ المحقق عبد الحق محدث دہلوی۔ زرقانی[11] علی المواہب ج۱ ص۲۶۵/۸
جواہر[12] البحار عن الابریز ج۲ ص۲۷۰/۲۷۱ وایضاً عنہ ص۳۰۱ ۔ جواہر[13] البحار
ج۲ ص۳۴۷/۳۴۸ عن العیدروس ۔ جواہر[14] البحار ج۲ ص۴۱۰ از میر غنی۔
خواص[15] کو علوم خمسہ پہ اطلاع۔ معتزلہ کا انکار مکابرہ ہے۔ فیض القدیر
للمناوی ج۳ ص۴۵۸ ۔ تفسیر[16] روح البیان للامام اسماعیل حقی حنفی ج۲
ص۵۴۳ تحت آیت قل الروح من امر ربی و ج۲ ص۳۸۹ تحت
آیت ولو کنت اعلم الغیب و ج۶ ص۴۲۲ تحت آیت الحاقۃ ما الحاقۃ
الاربعین[17] اربعین ص۱۳۶ مطبوعہ مصر للنبہانی۔ فتح[18] المبین للامام ابن حجر مکی

شرح لعلامہ ملا الغنی صـ۔ (الامن صـ۱۴۱) فتوحات وہبیہ شرح[19] اربعین نوویہ صـ۶۴۔ شرح مقاصد[20] ج۲ صـ۲۵۰/۱۵۱ - تفسیر کبیر[21] تحت عالم الغیب فلا یظہر ج۸ صـ۳۳۔ ہامش تفسیر جلالین[22] صـ۴۳[23] صـ۴۷۷۔ تفسیر احمدی[23] صـ تحت آیت ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ اشعۃ اللمعات[24] ج۱ صـ۴۳۔ لمعات للشیخ[25] تحت حدیث جبریل۔ امام قرطبی[26]۔ امام عسقلانی[27]۔ امام عینی[28]۔ امام قسطلانی[29]۔ ملا علی قاری[30]۔ پانچوں حدیث جبریل کی شرح میں[سلہ]۔ ارشاد الساری شرح[31] بخاری کتاب التفسیر سورہ رعد ج۷ صـ۱۷۸ وعنہ ہامش بخاری جلد۲ صـ۶۸۱ روض النظیر[32] شرح جامع صغیر صـ۔ جمع النہایہ[33] لعلامہ شنوانی صـ تاویلات[34] اہل سنت لامام ابی منصور صـ۔ تفسیر مظہری[35] ج۳ صـ۲۷۴ زیر آیت عندہ مفاتیح الغیب۔ تفسیر خازن[36] ج۴ صـ۳۱۹ زیر آیت عالم الغیب۔ تفسیر روح المعانی[37] پ۲۱ صـ۱۰۱۔ المواہب اللدنیہ[38] جـ زرقانی[39] ج۱ صـ۲۶۵۔ یہ حوالے علوم خمسہ اور علم روح کے ثبوت کے متعلق

سلہ ولفظہم "فمن ادعی علم شئی منہا (ای من الخمسۃ) الخ، فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی ج۱ صـ۱۰۱ مطبوعہ بہیہ مصریہ ۱۳۴۸ھ کتاب الایمان باب سوال جبریل الخ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعینی ج۱ صـ۲۹۰ مطبوعہ منیریہ مصر۔ مرقات شرح مشکوٰۃ للقاری ج۱ صـ۵۷ مطبوعہ مصر۔ مدعی کاذب اس وقت ہوگا جبکہ ان کا استناد حضور کی طرف نہ کرے اور اگر حضور کی طرف اسناد کر کے کہے (جیسے غوث دباغ ابریز شریف میں) تو وہ اس دعوی میں سچا ہے غفرلہٗ محمد عفا عنہ

ہیں۔ باقی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلی کے متعلق بھی سنیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر شی کا علم ہے، ہر شی حضور پر روشن ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ وہ سب جانتے ہیں۔ آپ ہر غیب پہ مامون ہیں۔ ماکان (جو ہو چکا) مایکون (جو ہو رہا ہے اور جو ہوتا رہے گا) یہ سب کچھ باطلاع الٰہی باعلام ربانی وبفیض سبحانی وبتوفیق رحمانی جانتے ہیں۔ لوح وقلم کے جمیع علوم کے جامع ہیں۔ بلکہ لوح وقلم کے علوم آپ کے علوم والے سمندر سے چند قطرے ہیں۔ حضور کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے بعض ہے۔ کما علیہ جمہور اہل السنۃ خلافاً لبعض العرفا کما قال الشیخ "بعضے از عرفا کتابے نوشتہ واثبات کردہ کہ آنحضرت را تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند" مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۴۴ علم اور مخلوق کی بنسبت کل ہے۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلی بھی ہے اور جزی بھی ہے۔ من جہۃ الخالق جزی ہے اور من جہۃ المخلوق کلی ہے۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق ہیں۔ اور حضور کا علم بھی مخلوق ہے علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔ وہ واجب یہ ممکن۔ وہ قدیم یہ حادث۔ وہ نامخلوق یہ مخلوق۔ وہ نامقدور یہ مقدور۔ وہ ضروری البقا یہ جائز الفنا۔ وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل۔ ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا۔ مگر کسی مجنون کو۔

(بطور اجمال آپ کے علم کلی کے بعض دلائل صرف قرآن شریف اور احادیث سے)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شے جانتے ہیں۔

(۱) وھو بکل شیٔ علیم (قرآن پ ۲۷ حدید ۳)	اور وہی (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام)[۱] سب کچھ جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی چاہت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اخاص) بندے اللہ تعالیٰ کے بعض علم کا احاطہ کرتے ہیں۔

(۲) ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء (قرآن پ ۳ البقرۃ ۲۵۵)	وہ نہیں احاطہ کرتے (گھیرتے) اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے

اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنے مخصوص علم غیب پر مطلع کرتا ہے)

(۳) عالم الغیب فلا یظہر علٰی غیبہ احدا الا من[۲] ارتضی من رسول (قرآن۔ پ ۲۹ الجن ۲۶/۲۷)	(اللہ تعالیٰ) غیب کے جاننے والا (ہے) تو اپنے (خاص) غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔
(۴) ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ[۳] من یشاء (قرآن پ ۴ آل عمران ۱۷۹)	اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

[۱] مدارج النبوت للشیخ ج ۱ ص ۳۔ الفتوحات المکیۃ للشیخ الاکبر باب ۱۰ ص ۱۲۴۔ جواہر البحار ج ۱ ص ۱۱۳۔ درر الغواص علی فتاویٰ سیدی علی الخواص للشعرانی علی ہامش کتاب الابریز ص ۹۴/۹۵ ۱۲ الفیضی غفرلہٗ۔ [۲] یہ استثناء متصل ہے۔ جمل ج ۴ ص ۴۲۵ ونحوہ فی ابی سعود وخازن ج ۴ ص ۳۱۹ ۱۲ منہ ۔ [۳] بعض لوگ لفظ "نبی" کو تو مانتے ہیں اور لفظ نبی کے معنی کے

حاشیہ ۳ باقی اگلے صفحہ پر

لوح محفوظ میں ہر شے کا بیان ہے۔

(۵) ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتاب مبین (قرآن پ ۱۱ یونس ۶۱)	اور نہ اس (ذرہ) سے چھوٹی اور نہ اس (ذرہ) سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن (بیان کرتے والی) کتاب (لوح[1] محفوظ) میں نہ ہو۔
(۶) کل فی کتاب مبین (قرآن ۱۲ ہود ۶)	سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب (لوح[2] محفوظ) میں ہے۔

امام بوصیری (متوفی ۶۹۴/۶۹۵ھ) حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کرتے ہیں۔

فان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم	تو بے شک (یا رسول اللہ) دنیا اور آخرت (کی ہر نعمت) آپ کے (خوان) سخاوت سے کچھ حصہ ہے

اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم سے بعض ہے۔

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) منکر ہیں۔ لفظ نبی کے معنی ہیں "غیب کی خبریں بتانے والا" امام قاضی عیاض فرماتے ہیں "فالنبوة فی لغة من همز ماخوذة من النبأ .... والمعنى ان الله تعالى اطلعه على غيبه .... النبوة التي هي الاطلاع على الغيب۔ شفا شریف ج ۱ ص ۲۰۹/۲۱۰ باب ۳ فصل ۱۔ وشرحہ للقاری والخفاجی ج ۲ ص ۳۵۱/۳۵۴ ومثلہ فی المواہب اللدنیہ القسطلانی ج ۱ ص وشرحہ للزرقانی ج ۳ ص ۱۷۹/۱۸۰ سچ کہا گیا کہ لفظوں سے تو خوش ہیں لیکن معنیٰ سے خفا ہیں۔ ۱۲ منہ

[1] خزائن العرفان ص ۳۱۲ [1] ۱۴۵۔ تفسیر خازن و مدارک ج ۲ ص ۲۹۹ ۱۲ منہ [2] خزائن ص ۳۲۱ خازن و جمل ج ۲ ص ۳۱۷ ۱۲ منہ

(قرآن شریف لوح محفوظ کی تفصیل ہے)

(۷) وتفصیل الکتٰب[۱] لاریب فیہ (قرآن - پ۱۱ یونس ۳۷)	اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے (قرآن شریف میں اس) سب کی تفصیل ہے

قرآن شریف میں کل چیزوں کا بیان اور ہر چیز کی تفصیل ہے

(۸) ما فرطنا فی الکتٰب من شئ (قرآن پ۷ انعام ۳۸)	ہم نے اس کتاب[۲] (قرآن شریف) میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (سب کو لکھ دیا ہے)
(۹) ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (قرآن - پ۷ - انعام ۵۹)	اور نہ کوئی تر (ہے) اور نہ خشک جو ایک روشن[۳] کتاب (قرآن شریف) میں لکھا نہ ہو۔
(۱۰) وتفصیل کل شئ	(قرآن) ہر چیز کا مفصل بیان (ہے)

(قرآن پ۱۳ یوسف ۱۱۱)

(۱۱) ونزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شئ[۴] -	اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

(قرآن پ۱۴ - نحل ۸۹)

[۱] کتٰب سے مراد لوح محفوظ - جمل ج ۲ ص ۳۴۹ - صاوی ج ۲ ص ۱۶۱ ۱۲ منہ

[۲] خازن ومدارک ج ۲ ص ۱۴ جمل ج ۲ ص ۱۳ - تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۱۴۵

[۳] تفسیر اتقان ج ۲ ص ۲۱۲ نوع ۶۵ للسیوطی ۱۲ منہ [۴] تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۱۶۱

عن التاویلات النجمیہ ۱۲ فت

تنبیہات

(۱) قرآن شریف کے متعلق جو قرآن شریف میں کل شئی کے بیان و تفصیل کا اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے۔ وہ اپنے عموم پر ہے جو دین و دنیا کی ہر چیز پہ بلکہ جمیع موجودات پر مشتمل ہے۔ اس میں امور دینیہ کی تخصیص والا دعوی بلا دلیل ہے جو قابل رد ہے " عمومات نصوص قطعیہ کسی ملا کے قول اور ظنی دلیل سے تخصیص نہیں پاتے۔ اور مخصص نص قطعی ہیں موجود نہیں۔ اگر کسی میں ہے ہمت تو ان آیات کی تخصیص بامور دینیہ پر قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ نص پیش کرے۔ ھل من مبارز ہمیں میداں ہمیں گو۔ ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے ٭ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہاں ان آیات کے عموم کو تقویت دینے کے لئے ہمارے پاس دلائل کثیرہ ہیں۔ بعض پیش ہوتے ہیں۔

(۲) صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔

ان اللہ انزل فی هذا الكتاب تبیانا لکل شیء ولقد علمنا بعضا مما بین لنا فی القرآن ثم تلا	بے شک اللہ تعالیٰ نے اس قرآن شریف میں ہر چیز کا روشن بیان نازل فرمایا۔ اور ہم نے اس قرآن سے بعض چیزوں کو جانا جو ہمارے لئے بیان کی گئیں۔ پھر دلیل کے طور

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ	پر انہوں نے یہی آیت نزلنا علیک الکتاب پڑھی ۔

اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم ۔ تفسیر در منثور ج ۴ ص ۱۲۷

وہی حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں ۔

فان فیہ علم الاولین والآخرین	بے شک اس قرآن شریف میں تمام اولین اور تمام آخرین کا علم ہے

اخرجہ سعید بن منصور وابن ابی شیبہ وابن احمد فی زوائد الزہد وابن الضریس فی فضائل القرآن ومحمد بن نصر فی کتاب اللہ والطبرانی والبیہقی فی شعب الایمان ۔ (در منثور ج ۴ ص ۱۲۷)

حضرت ابو بکر بن مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن فرمایا ۔

ما من شیٔ فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ فقیل لہ این ذکر الخانیات فیہ فقال فی قولہ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیہا متاع لکم فہی الخانیات (تفسیر اتقان ج ۲ ص ۲۱۴)	عالم کی کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن شریف میں نہ ہو یعنی جہان کے ہر ہر ذرہ اور ہر ہر قطرہ کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے ۔ تو ان سے کہا گیا سراؤں کا ذکر کہاں ہے ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیہا متاع لکم میں سراؤں کا بیان ہے ۔

امور دینیہ سے تخصیص کرنے والے کیا سرائے بھی امور دینیہ سے ہے۔
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

لوضاع لی عقال بعیر لوجدته فی کتاب اللہ تعالیٰ (تفسیر اتقان ج ۲ صفحہ ۲۱)

اگر میری اونٹ کی زانو باندھنے والی رسی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن شریف میں پالوں گا کہ کہاں ہے،

کیا رسی بھی امور دینیہ سے ہے۔ اَفَلَا تَتَفَکَّرُوْنَ۔

(۳) دیوبندیوں وہابیوں کے پیر کی گواہی۔ مولوی حسین علی واں بھچروی کے پیر و مرشد خواجہ مولانا محمد عثمان نقشبندی مجددی نے فرمایا کہ

برائے خاندن مشکوٰۃ شریف و بخاری و مثنوی مولانا روم صاحب و دیگر کتب احادیث استعداد وافرہ و متکاثرہ ۝ مے باید و اکثر علماء و فضلاء قرآن شریف میخوانند و تفسیرہا میخوانند لکن کما حقہ نمی فہمند پس ایں شعر خواندند: ؎

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنه افهام الرجال

یعنی مشکوٰۃ شریف اور بخاری اور مثنوی مولانا روم اور باقی کتب احادیث کے پڑھنے کیلئے بہت بہت استعداد کی ضرورت ہے بہت سے عالم و فاضل قرآن کریم اور تفسیریں پڑھتے ہیں۔ لیکن کما حقہٗ نہیں سمجھتے۔ پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا

"تمام علوم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کے فہم ان سے قاصر ہیں۔"

مجموعہ فوائد عثمانیہ صفحہ ۲۰/۲۱

نیز وسعت علوم قرآنی کے متعلق" احیاء العلوم للغزالی ج۱ صفحہ ۲۶۰ باب رابع ملاحظہ ہو۔

(۴) اشد ضروری تنبیہہ :- تبیاناً لکل شئی کا قرآنی دعویٰ اکمل قرآن کے متعلق ہے نہ جز اور بعض قرآن شریف کے متعلق، جب مکمل قرآن شریف کے نازل ہونے سے ایک اور صرف ایک حرف باقی تھا تو اس وقت تک بھی تبیاناً لکل شئی نہ ہوا تھا۔ تبیاناً لکل شئی اس وقت ہوا جب کہ مکمل قرآن مجید نازل ہو چکا۔ ایک حرف بھی نازل ہونے سے نہ رہا۔ کیونکہ تبیاناً لکل شئی مکمل الکتاب سے متعلق ہے۔ مکمل الکتاب سے حال ہے۔ کل قرآن کی صفت ہے جب یہ آیت اتری تھی۔ اس وقت بعض قرآن اترا تھا۔ اور باقی بعض زمانہ مستقبل میں اترنے والا تھا[1]۔ لہذا اس آیت کے نزول کے بعد فریق مخالف کا نفی علم سید عالم والے دلائل (اگرچہ وہ عدم اطلاع میں قطعی الثبوت و قطعی الدلالۃ نہیں بخلاف ان آیات قرآنیہ کے جو اپنے مفہوم میں قطعی الدلالۃ ہیں) پیش کرنا بے سود ہیں۔

---

[1] باقی رہا یہ شبہ کہ نزلنا صیغہ ماضی سے بیان کیوں کیا۔ تو جواباً عرض ہے کہ قرآن پاک کا جو حصہ زمانہ آئندہ میں نازل ہونے والا تھا۔ اس کا نزول چونکہ یقینی تھا۔ لہذا صیغہ ماضی سے بیان کیا گیا۔ زمانہ مستقبل میں یقینی واقع ہونے والی چیز کو صیغہ ماضی سے تعبیر کرنا کتاب و سنت میں بکثرت واقع ہے۔ ۱۲ منہ۔

کیونکہ پہلے کی نفی بعد کے ثبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس وقت کے تبیانا لکل شئ کا قرآن مدعی نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے قرآن شریف کا تبیانا لکل شئ ہونا اس وقت ہوا۔ جب مکمل قرآن شریف اتر چکا ایک حرف بھی باقی نہ رہا۔ اگر فریق مخالف میں ہمت ہے تو مکمل قرآن شریف کے نزول کے بعد کوئی قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ ایسی نص پیش کرے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ماکان اور مایکون۔ مافی السمٰوٰت والارض سے کسی چیز کی صراحۃً اطلاع کی نفی ہو اس کا جواب آج تک کسی منکر علم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ ہو سکا۔ اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ ھل من مبارز۔ ہمیں میدان ہمیں گو۔ منکرین علم سید عالم چھوٹے بڑے، صغیر وکبیر۔ رطب ویابس مل کے اس کا جواب ہرگز نہیں دے سکتے۔ یہ خیال رہے کہ اس صورت میں فریق مخالف۔ قرآن شریف کی کوئی آیت نفی میں نہیں پیش کر سکتا۔ کیونکہ جو آیت پیش ہوگی۔ وہ مکمل قرآن کے نزول سے پہلے کی ہوگی۔ اس کے بعد بھی کچھ آیتیں کچھ الفاظ کچھ حروف اترے ہوں گے۔ اور اس وقت تک تو تبیانا لکل شئ کا دعویٰ نہیں۔ دعویٰ تو مکمل قرآن کے نزول کے بعد کا ہے۔ نیز مکمل قرآن شریف کے نزول کے بعد والی خبر واحد اگرچہ صحیح ہو۔ اگرچہ صحیحین کی ہو نفی علم عطائی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھی نہیں پیش ہو سکتی۔ کیونکہ وہ ظنی دلیل ہوگی اور کل شئ کا بیان وعلم نص قطعی۔ آیت قرآنی سے ثابت ہے

ظنی دلیل قطعی دلیل کی ناسخ ہو سکتی ہے نہ مخصص ۔ کل کی عمومیت یہاں قطعی ہے ۔ تخصیص عقلی کے بعد بھی عام افادہ میں قطعی ہوا کرتا ہے سُنیو اس تنبیہہ کو خوب اچھی طرح سمجھو اور ذہن نشین کر لو ۔

جزی اللہ المجید الذی افادلنا ھذا

(۵) قرآن شریف میں اغیرہ وغیرہ نتھو خیرہ طا ۔ مولوی کو ہر ہر چیز کا روشن بیان نظر نہ آئے تو نہ آئے ۔ لیکن نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شی کے کاف خطاب کے مخاطب یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جن پر قرآن شریف اترا جن کو رب تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم دی ان کے لئے تو یقیناً تبیانا لکل شیٔ ہے ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مکمل قرآن کی تعلیم دی ۔ اور قرآن شریف کے سب اسرار و رموز اور معانی و مطالب سے آگاہ فرمایا ۔

(۱۲) الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان قرآن پ ۲۷ الرحمٰن ۱/۴	رحمٰن نے (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) مکمل قرآن کی تعلیم دی ۔ (حضرت) انسان (حضور) کو پیدا کیا[۱] اور ان کو (ما کان وما یکون کا)[۲] بیان سکھایا

۱ تفسیر روح البیان ج ۶ صـ ۴۵ ۔ وتفسیر جمل ج ۴ صـ ۲۵۳ ۱۲ منہ

۲ خازن ج ۴ صـ ۲۰۸ جمل ج ۴ صـ ۲۵۳ تفسیر مظہری ج ۹ صـ ۱۴۵ ۱۲ فیضی

ترجمہ	آیت
تو جب ہم اسے (قرآن کو) پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔ پھر بیشک اس کی باریکیوں کا (بیان) تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔	(۱۳) فاذا قرأنٰه فاتبع قرانٰه ثم ان علینا بیانه قرآن ۲۹ القیمة ع ۱ ۱۸/۱۹

نمبر ۵ تا نمبر ۱۳ تک کی آیات کے مجموعہ سے صاف صاف یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکمل قرآن کے جمیع مطالب کے عالم ہیں۔ وہ قرآن جس میں جمیع مندرج مافی اللوح المحفوظ کی تفصیل ہے۔ وہ لوح جس میں جمیع ماکان و مایکون درج ہے۔ اور وہ قرآن جس میں ہر شئے کی تفصیل اور کل چیزوں کا بیان ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر ہر چیز کا علم ہے۔ فللّٰہ الحمد

جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ جانتے تھے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سکھا دیا۔

ترجمہ	آیت
اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے	(۱۴) وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللّٰہ علیك عظیما

(قرآن ۵ نساء ع ۱۷ ۱۱۳)

(احادیث نبویہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمیع احوال مخلوقات سے باخبر ہیں۔ اسی لئے حضور نے ابتداء مخلوق سے لیکر انتہاء مخلوق تک ہر ہر چیز کی خبر دی۔

(۱) حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا۔

فاخبرنا عن بدء الخلق حتیٰ دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم	پس ہم کو ابتداءِ خلق سے خبر دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی منزلوں میں یعنی روز اول سے دخول جنت و دوزخ تک کے تمام تفصیلی حالات بیان فرما دیئے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۵۳ کتاب بدء الخلق پ ۱۳)
مشکوٰۃ شریف باب بدء الخلق فصل اص ۵۰۶ ج ۲)

امام[۱] بدر الملت والدین محمود عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، اور، امام[۲] حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ۔ اور امام[۳] کرمانی، اور علامہ[۴] یعقوب البمبانی شارحین بخاری۔ اور ملا علی قاری[۵] حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ شارح مشکوٰۃ سب بیک زبان اسی حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

فیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا	اس حدیث شریف میں اس بات پر دلالت ہے کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی مجلس میں ابتداءِ مخلوقات سے لیکر انتہاءِ مخلوقات تک تمام

الیٰ انتہائہا مخلوقات کے سب حالات سے

خبر دے دی۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۷ ص ۲۲۳۔ الکوکب الدراری شرح صحیح بخاری للکرمانی ج ص۔ الخیر الجاری شرح صحیح بخاری ملیمبانی ج ص ہامش بخاری ج ۱ ص ۴۵۳۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۳۲۷۔ ج ۴ ص ۱۵۲ ص ۱۱۰ واللفظ لہ۔ فتح الباری شرح بخاری

(۱) مخبر اور سامع حافظ کے علم میں نہ کماً مساوات ہے نہ کیفاً۔ کیفاً اس لئے کہ مخبر استاذ ہے اور سامع شاگرد وہ معطی نعمت ہے اور یہ آخذ نعمت باقی رہا کماً، تو سامع حافظ کا یہ مطلب نہیں کہ اس نے سب کچھ یاد کر لیا ورنہ سامع ناسی کے متعلق بھی یہ کہا ہوگا کہ اس کو مخبر صادق کا بیان کردہ ایک لفظ بھی یاد نہ رہا ولا یقول بہ عاقل۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کو کچھ یاد رہا اور کسی کو کچھ اور اگر بالفرض بعض سامع حافظ ایسے ہوں بھی کہ جمیع احوال مخلوقات کو انہوں نے یاد کر لیا ہو تو پھر بھی مخبر اور سامع حافظ کے علم میں کماً مساوات نہیں۔ کیونکہ مخبر صادق کا علم ماکان و مایکون۔ اور جمیع احوال مخلوقات میں بند نہیں ہے۔ بلکہ اس سے بہت افزوں ہے اور پھر بھی علم الٰہی سے دونؔ ہے۔ بعض جہلا شان الوہیت سے ناآشنا

لہ دوں بمعنی تھوڑا۔ نیچے (فیروز اللغات۔ یقال للقاصر عن الشیٔ دون" مفردات راغب ص ۱۷۵۔ ۱۲ منہ

عقل وعلم کے پست، نام کے توحید پرست۔ اللہ تعالیٰ کے علم غیر متناہی وغیر محدود کو ماکان و مایکون کے تین زمانوں کی حدود میں محدود مانتے ہیں۔ تعالی اللہ عما یصفون۔ علامہ ملا علی قاری حنفی حل العقدہ شرح قصیدہ بردہ میں امام بوصیری کے اس قول "ومن علومک علم اللوح والقلم" کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وکون علومہما من علومہ علیہ السلام ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق ومعارف وعوارف تتعلق بالذات و الصفات وعلمہما یکون نہرا من بحور علمہ وحرفا من سطور علمہ۔ اھ

اور لوح (وہ لوح کہ جس میں جمیع ماکان[1] ومایکون درج ہے) وقلم کے علوم حضور علیہ السلام کے علوم کے بعض اس لئے ہیں کہ حضور کے علوم منقسم ہیں۔ جزئیات اور کلیات اور حقائق اور معرفت اور ان معرفتوں کی طرف کہ جن کا تعلق ذات اور صفات سے ہے لہذا لوح وقلم کا علم حضور علیہ السلام کے علوم کے دریاؤں کی ایک نہر ہے۔ اور حضور کے علم کی سطروں کا ایک حرف ہے

[1] خازن ج ۲ ص ۲۱ ۱۲ منہ

(۲) باقی رہا یہ کہ جمیع احوال مخلوقات کو ایک مجلس میں بیان کر دینا یہی تو حضور کا کمال ہے۔ کیا قدرت نبوی اور طاقت رسالت سے یہ بعید ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔ داؤد علیہ السلام گھوڑوں پر زین رکھنے کا حکم دیتے اور ادھر آپ زبور جیسی ضخیم کتاب کی تلاوت شروع کرتے ابھی وہ گھوڑوں پر زین رکھنے سے فارغ نہ ہوتے تھے۔ کہ داؤد علیہ السلام مکمل زبور پڑھ لیتے تھے (بخاری۔ مشکوٰۃ باب ذکر الانبیاء عن ابی ہریرۃ صـ۵۰۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔ (شمائم امدادیہ صـ۱۳۱ حاجی امداد اللہ مصدقہ تھانوی) شیخ ابو مدین مغربی حجر اسود سے قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے اور باب کعبہ تک ختم کر لیتے۔ (۱۱۱ قدم کا فاصلہ ہے) جس کے الفاظ بھی مسموع ہوتے تھے۔ اور معانی بھی مفہوم ہوتے تھے (نفحات الانس للعارف الجامی) بعض اولیاء نے نماز مغرب سے سرخی کے غائب ہونے تک پانچ دفعہ قرآن کریم ختم کر لیا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ نے ایک درجہ پر ہزار ختم کر لئے۔ (لطائف المنن للشعرانی۔ ماخوذ از جمع الرحمٰن) جن کے غلاموں کی یہ شان ہو ان کے سردار کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات سے خبر دے دینا نہیں ہو سکتا

ع بدیں عقل و دانش بباید گریست

جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ

سب کچھ بتادیا۔

(۲) حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا۔ رواہ مسلم فی صحیحہ ج ۲ ص ۳۹۰ مشکوٰۃ باب فی المعجزات فصل ۳ ص ۵۴۳

ھ فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر

یعنی ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہمیں فجر کی نماز پڑھا کے منبر شریف پر چڑھ گئے۔ پس ہمیں خطاب کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا۔ پس اترے اور ظہر کی نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطاب کرتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا پھر اترے اور نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ گئے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ تو جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا۔ ہمیں وہ سب کچھ بتادیا تو ہم میں زیادہ علم والا وہ تھا جو حضور کی ان بیان کردہ باتوں کو زیادہ یاد کرنے والا تھا۔

ھ تعیین غایت سے تعیین قیامت ہوگئی۔ فافہم ۱۲ منہ۔

(۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئاً یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ	ہم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیام فرمایا اس مقام میں قیامت تک ہونے والی کسی چیز کو نہ چھوڑا مگر سب کو بیان فرما دیا۔

الحدیث ۱۔ (بخاری۔ مسلم ج ۲ ص ۳۹۰) مشکوٰۃ کتاب الفتن حدیث علٰہ ص ۴۶۱

(۴) عن ابی سعید الخدری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما صلاۃ العصر بنہار ثم قام خطیبا فلم یدع شیئاً یکون الی قیام الساعۃ الا اخبرنا بہ ۔۔۔۔۔۔

ھذا حدیث حسن وفی الباب عن المغیرۃ بن شعبۃ وابی زید بن اخطب وحذیفۃ وابی مریم ذکروا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثہم بما ھو کائن الی ان تقوم الساعۃ"۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۲ ۔) ساری زمین حضور کی نظر میں

(۵) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقہا ومغاربہا ۱	بے شک اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

۱ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰۔ قال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح" ج ۲ ص ۴۰۔

مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل ۱ ج ۲ ص ۵۱۲

سید الرسل عالم کل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو مرضی آئے مجھ سے پوچھو میں سب کچھ بتاؤں گا۔

(۶) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

سلونی[1] عما شئتم فقال رجل من ابی قال ابوک حذافۃ فقام آخر فقال من ابی یارسول اللہ قال ابوک سالم مولیٰ شیبۃ۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۹/۲۰)

جو چاہو مجھ سے پوچھو تو ایک مرد نے عرض کی میرا باپ کون ہے حضور نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ دوسرا کھڑا ہوا اس نے کہا یارسول اللہ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا تیرا باپ شیبہ کا مولیٰ سالم ہے۔

(۷) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من احب ان یسأل عن شئ فلیسأل فلا تسئلونی عن شئ الا اخبرتکم[2]

جو شخص جو شے پوچھنا چاہتا ہے پوچھے۔ تم مجھ سے جو کچھ پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔ صلی اللہ تعالیٰ

[1] قال سلونی۔ بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۳ ۱۲ منہ۔ [2] تسئلونی الیوم عن شئ

بقیہ حاشیہ[2] اگلے صفحہ پر

علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بقدر سعۃ علمہ دائماً ابداً۔ (صحیح بخاری ج۱ ص۷۷)

(۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرد سے فرمایا۔

سل عما بدالک

صحیح بخاری ج۱ ص۱۵

جو تیرے لئے ظاہر ہو (یعنی جو جی میں آئے مجھ سے) پوچھ (میں بتاؤں گا۔)

(۹) حضور نے بار بار فرمایا۔

سلونی۔ بخاری عن انس ج۱ ص۲۰

(جو چاہو) مجھ سے پوچھو

ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں۔

(۱۰) حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ما من شئ لم اکن اریتہ الا رایتہ فی مقامی ھذا

جو جو چیزیں مجھے نہیں دکھائی گئی تھیں وہ سب چیزیں میں نے یہاں دیکھ لیں یہاں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۳) الا بینتہ لکم۔ عن انس موقوفاً (بخاری ج۲ ص۹۲۱) "لا تسئلونی عن شئ الا بینت لہ لکم" بخاری ج۲ ص۱۰۵۰۔ فواللہ لا تسالونی عن شئ الا اخبرتکم بہ" بخاری ج۲ ص۱۰۸۳۔ ورواہ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ من طریق قتادۃ عن انس" تفسیر درمنثور ج۲ ص۳۳۴ ورواہ ابن جریر وابن حاتم عن السدی" تفسیر درمنثور ج۲ ص۳۳۵ ورواہ ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن مجاہد" درمنثور ج۲ ص۳۳۶ ۱۲ منہ

حتی الجنۃ والنار   تک کہ جنت اور دوزخ کو دیکھ لیا

صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸ ۔

(زمین و آسمان کی ہر ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے)

(۱۱) حضرت عبدالرحمن بن عائش سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت مافی السموات والارض[۱] الحدیث	اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت والی ہتھیلی میرے دو کندھوں کے درمیان رکھی جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی۔ تو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے میں نے جان لیا

رواہ الدارمی مرسلاً (والمرسل حجۃ عند الحنفیۃ وجمہور المحدثین) والترمذی نحوہ عنہ ۔

وعن ابن عباس ومعاذ ابن جبل۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۷۰ باب المساجد۔

کل شئی حضور کے لئے روشن ہے اور ہر چیز کو حضور علیہ السلام پہچانتے ہیں

(۱۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

---

[۱] قال السیوطی واخرجہ عبدالرزاق واحمد وعبد بن حمید والترمذی وحسنہ ومحمد بن نصر فی کتاب الصلاۃ ولفظہم "فعلمت مافی السموات ومافی الارض" درمنثور ج ۵ ص ۳۱۹ ۱۲ منہ

وضع کفه بین کتفی حتی وجدت بردانامله بین ثدیی فتجلی لی کل شئ وعرفت الحدیث رواہ احمد والترمذی[۱]	اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت والی ہتھیلی میرے دو کندھوں کے درمیان رکھی یہاں تک کہ میں نے اس کے قدرت کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی تو میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے (ہر چیز کو) پہچان لیا

امام ترمذی اور امام بخاری نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ مشکوٰۃ ج۱ ص۷۲ باب المساجد۔

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر شے کا علم ہے۔)

(۱۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

فوضع یدہ بین ثدیی وبین کتفی فوجدت	یعنی اللہ تعالیٰ نے قدرت والا ہاتھ میرے سینہ اور میرے دو کندھوں کے درمیان میں رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک سینہ میں

[۱] واخرجہ محمد بن نصر والطبرانی والحاکم وابن مردویہ " لفظہ " فتجلی لی کل شئ وعرفتہ " درمنثور ج۵ ص۳۱۹

بردها بین ثدی	پائی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز کا
فعلمنی کل شیٔ - الحدیث	علم دے دیا -

اخرجہ الطبرانی فی السنۃ والشیرازی فی الالقاب وابن مردویہ -
در منثور ج ۵ ص ۳۲۰ -

زمین و آسمان کی ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے روشن ہو چکی

(۱۴) یہی مضمون حضرت ثوبان سے مرفوعاً مروی ہے - جس میں یہ لفظ ہیں

فتجلی لی بین السماء	جو کچھ آسمان و زمین میں ہے میرے
والارض	لئے روشن ہو گیا -

اخرجہ ابن نصر والطبرانی فی السنۃ - در منثور ج ۵ ص ۳۲۱

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماکان اور مایکون کا علم ہے

(۱۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا -

لیلۃ المعراج	شب معراج میرے حلق میں ایک
قطرت فی حلقی	قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جان لیا جو
قطرۃ علمت	کچھ ہو چکا اور جو ہو رہا ہے - اور
ماکان ومایکون	جو ہو گا -

تفسیر روح البیان ج ص زیر آیت

نیز حضور نے فرمایا - صلی اللہ علیہ وسلم -

علمت ماکان ومایکون - تفسیر روح البیان ج ۵ ص $\frac{۶۲۵}{۶۲۶}$

زیر آیت وتعزروہ وتوقروہ بعض ضدی لوگ حضور کو عالم

ماکان وما یکون نہیں مانتے حالانکہ بھیڑیئے تک اس کے قائل ہیں، منکر بھیڑیے سے بھی بدتر ہوئے ۔ سنو ۔

(۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور ان بکریوں سے ایک بکری لے گیا ۔ چرواہا اس بھیڑیے کے پیچھے گیا ۔ یہاں تک بکری بھیڑیے سے چھوڑا لایا ۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا پھر بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا ۔ اور دم دبا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا میں نے روزی کا قصد کیا تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ روزی دی تھی میں نے اسے لیا پھر (اے چرواہے) تو وہ میرا رزق مجھ سے چھین کے لے گیا ۔ تو اس چرواہے نے کہا اللہ کی قسم میں نے آج جیسا دن نہ دیکھا ۔ بھیڑیا باتیں کرتا ہے ۔ بھیڑیے نے کہا اس سے عجیب تر یہ ہے کہ دو سنگستان کی کھجوروں میں (یعنی مدینہ میں) ایک مرد ہیں (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ

یخبرکم بما مضی وما هو کائن بعدکم	جو کچھ گذر چکا اس کی بھی تمہیں خبر دیتے ہیں ۔ اور جو کچھ تمہارے بعد ہوگا ۔ اس کی بھی تمہیں خبر دیتے ہیں ۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں ۔ وہ (چرواہا) مرد یہودی تھا ۔ تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے حضور کو مذکورہ واقعہ سنایا اور مسلمان ہوگیا ۔ حضور نے اس چرواہے کی (اس واقعہ میں)

تصدیق کی پھر حضور نے فرمایا یہ باتیں علامات قیامت سے ہیں۔ قریب ہے کہ مرد اپنے گھر سے نکلے گا تو وہ نہ لوٹے مگر اس کی جوتیاں اور اس کا کوڑا اس کو اس کے جانے کے بعد والے گھریلو واقعات بیان کر دیں گے۔ (رواہ البغوی فی شرح السنۃ) مشکوٰۃ باب المعجزات فصل ۲ ص ۵۴۱۔

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کا علم ہے)

(۱۷) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے۔

فاورثنی علم الاولین والآخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ علی کتمانہ اذ علم انہ لا یقدر علی حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی العام والخاص

یعنی مجھے علم اولین و آخرین کا وارث بنایا۔ اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی۔ ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا۔ کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا دوسرا علم وہ ہے کہ جس کے بتانے اور چھپانے میں مجھے اختیار دیا۔ تیسرا علم وہ ہے کہ جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کردو

تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۲۷۶ زیر آیت سبحان الذی اسری بعبدہ

فعلمت علم الاولین والآخرین۔ تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۷۵۳ زیر آیت

قل رب زدنی علما ۔ قال علیہ السلام ۔ اوتیت علم الاولین و الآخرین ۔ صحائف السلوک صحیفہ ۵۶ صـ ۱۱۸ لخواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ "علمت علم الاولین والآخرین"

تحذیر الناس للنانوتوی وہو منہم صـ ۳۴ ۔

(۱۸) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا تھا۔ (اور حضور نے انکار نہ فرمایا۔

۵ فاشہد ان اللہ لارب غیرہ وانک مامون علی کل غائب	میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں۔ اور بے شک (یا رسول اللہ) آپ ہر غیب پہ امین ہیں ۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۱۷ صـ ۸ امام سیوطی نے فرمایا اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں ۔ بیہقی براء سے ، ابن شاہین انس سے ابن سفیان ابن عبد الرحمان سے ۔ بخاری تاریخ میں اور بغوی وطبرانی سعید بن جبیر سے ۔ ابن سفیان اور ابو یعلی اور حاکم اور بیہقی اور طبرانی محمد بن کعب قرظی سے ۔ ابن ابی خیثمہ اور رویانی اور خرائطی ابو جعفر باقی سے اس حدیث کے مخرج ہیں ۔ اھ ملخصاً ۔ خصائص کبریٰ ج ۱ صـ ۱۲۰

یہ بطور اجمال قرآن شریف کی بعض آیتیں اور بعض حدیثیں وسعت علم

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق پیش خدمت ہیں۔ علاوہ ازیں
اور بہت سی آیتیں حضور کی فراخی علم کے متعلق موجود ہیں۔ (ان کو
اگر دیکھنا ہے تو فقیر کی کتاب انوار القرآن ملاحظہ ہو۔ جس میں اہلسنت
کے عقائد و مسائل کا ثبوت صرف آیات قرآنی سے پیش کیا گیا ہے۔)
اور حدیثیں تو اس بارہ میں اتنا ہیں کہ جن کا شمار نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی فراخی علم کے متعلق جو آیات و احادیث مذکور ہوئیں ان
کے صرف ترجمہ ہی سے یہ صاف ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہر شے جانتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے خاص الخاص
علم غیب پہ مطلع ہیں۔ اس کتاب (قرآن) کے مکمل عالم ہیں۔
جس میں لوح محفوظ اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔ سب کچھ جانتے ہیں۔
ابتدا سے لیکر انتہا تک جمیع احوال مخلوقات سے باخبر اور مخبر ہیں۔
قیامت تک کے تمام ہونے والے واقعات و حالات کے عالم اور
مخبر ہیں۔ ساری زمین کو دیکھنے والے ہیں۔ سب کچھ جان کر سب
کچھ بتانے والے ہیں۔ ہر چیز کو دیکھنے والے ہیں[۲]۔ کل شے کے عالم
ہیں۔ ماکان ومایکون کے جاننے والے ہیں۔ علم اولین وآخرین کے
جامع ہیں۔ ہر غیب پر مامون ہیں۔ یہ سب کچھ جانتے ہیں۔ اللہ
تعالیٰ کے عطا کرنے سے ہی جانتے ہیں۔ ایک ذرہ کا بھی آپ کو ذاتی
علم نہیں۔ مسلمانو یہ ہے علم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق
ہمارا قرآنی واحادیثی اسلامی عقیدہ و مسئلہ جس پہ بعض لوگ ہیں کافر

۲ زمین و آسمان کی ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔ ہر چیز آپ پر روشن ہے۔ اور ہر چیز کے پہچاننے والے ہیں۔

ومشرک گردانتے ہیں۔ (تقویۃ۔ بہشتی زیور۔ بلغۃ کا تتمہ۔ فتاوی رشیدیہ ازآلہ) وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اب دو حوالے ان کے گھر کے پیش کر کے مزید اتمام حجت کرتا ہوں کہ اگر قرآن و حدیث سے انکار ہے تو اپنے بڑوں کی بات کو تسلیم کر لو (چنانچہ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ لوگ اپنے مولویوں کی غلط سے غلط بات کو صاف قرآن و حدیث کے مخالف کلمات کو یہاں تک کہ ان کی کفریہ عبارات کو" (جیسے کہ تھانوی نے حفظ الایمان ص۸ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کے علم کی طرح کہا۔ گنگوہی اور انبیٹھوی نے "براہین قاطعہ ص۵۱ پر شیطان کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے بڑھایا۔ نانوتوی نے" تحذیر الناس ص۳ پر خاتم النبین کے معنیٰ "آخری نبی" کو عوام کا خیال بتایا اور پھروی نے "بلغۃ ص $\frac{157}{158}$ پر قبل انہ وقوع اشیاء ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ کے جاہل ہونے کی تصدیق و توثیق کی" ماننا فرض اور دین سمجھتے ہیں۔

جب اپنے مولویوں کی بات کو ماننے پر آئیں تو بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل کفریات تک کا پیچھا نہ چھوڑیں۔ کیونکہ الوہیت اور رسالت سے ان کو دشمنی جو ہوئی۔ اور اگر نہ ماننے پر آئیں تو اپنے پیر اور استاذ سے انا خیر منہ کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو ان سے اعلم بتائیں۔ کیونکہ پیر اور استاذ نے عظمت و شانِ مصطفےٰ کی بات جو کہدی ہے۔

(ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند) اور اگر تسلیم نہیں کرتے تو ان کو بھی کافر و مشرک کہو جیسا کہ اہلسنت کو کہتے ہو کیونکہ وہ بھی وہی

بات کر رہے ہیں۔ جو ہم کہتے ہیں۔ ورنہ کیا یہ بھی وحی باطنی اسماعیلی ہیں
اترا ہے۔ کہ یجوز لآبائکم مالا یجوز لاھل السنۃ ویکون لآبائکم
توحید مایکون لاھل السنۃ شرک

(۱) علمائے دیوبند (نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی صاحبان)
کے مرکزی پیر روشن ضمیر مولانا حاجی امداد اللہ صاحب کی گواہی

"فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیا کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں۔ دریافت و ادراک غیبیات کا انکو ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حدیبیہ و حضرت عائشہ (کے معاملات) سے خبر نہ تھی۔ اس کو دلیل اپنے دعوے کی سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم کیواسطے توجہ ضروری ہے"

(شمائم امدادیہ صـ۱۱۵ مصدقہ تھانوی صاحب)

(۲) پنجابی علمائے دیوبند کے صوبائی پیر روشن ضمیر مولانا خواجہ
محمد عثمان صاحب نقشبندی کی گواہی

"مولوی حسین علی واں بھچروی کے دل میں خیال آیا کہ اولیاء کو بعض چیزوں کا علم ہوتا ہے یا اکثر کا۔ مولوی صاحب بھی خیال لیکر اپنے پیرو مرشد

خواجہ محمد عثمان صاحب کی مجلس میں آئے۔ اس وقت خواجہ محمد عثمان صاحب پٹھانوں سے پشتو میں باتیں کر رہے تھے۔ مولوی بھچروی صاحب ان پٹھانوں کی بیٹھک کے پیچھے بیٹھ گئے۔ وہ بیٹھے ہی تھے کہ خواجہ محمد عثمان صاحب نے مولوی بھچروی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں یہ فرمایا۔ کہ

مولوی صاحب اولیاء ہمہ میدانند ولکن مامور باظہار نیستند	مولوی جی اولیاء سب کچھ جانتے ہیں۔ لیکن ظاہر کرنے کے مامور نہیں

بس یہی لفظ کہکر خواجہ صاحب پٹھانوں سے باتوں میں مشغول ہو گئے۔

(مجموعہ فوائد عثمانیہ ص۹۸)

امام الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کجا رسل کجا انبیا کجا آپ کے خواجہ صاحب تو اولیاء کے لئے علم کلی کے قائل ہیں۔ الحمد للہ تقریب تام ہوئی۔ (تنبیہات۔ برائے دفعہ شبہات)

شبہ ۱:۔ جب حضور کو غیب پر مطلع کر دیا گیا تو وہ چیز غیب نہ رہی پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب جانتے ہیں۔ لہٰذا حضور غیب نہیں جانتے بلکہ صرف اللہ ہی غیب جانتا ہے۔

جواب ۱:۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ "وہ غیب جانتا ہے" کیا اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غیب ہے۔ نہیں ہرگز نہیں کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے غیب نہیں۔ تو وہاں بھی غیب کا اطلاق اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جو چیزیں ہماری بنسبت غیب ہیں اللہ تعالیٰ ان کو

جانتا ہے[1]۔ لہذا وہ عالم الغیب ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غیب نہیں۔ تو یہاں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہنا کہ حضور غیب جانتے ہیں۔ یعنی جو چیزیں ہماری بنسبت غیب ہیں ان کو جانتے ہیں۔

جواب ۲ :- اطلاعی غیب کو غیب نہ کہنا یہ غیب کی تعریف سے ناواقفیت کی دلیل ہے[2]۔

جواب ۳ :- نقل سے بھی اطلاعی غیب پر غیب کا اطلاق ملتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی صفات سے ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے

یومنون بالغیب | کہ (متقی) غیب پر ایمان رکھتے ہیں

---

[1] عالم الغیب والشھادۃ (انعام ۹) یعنی انہ تعالیٰ یعلم ما غاب عن عبادہ وما یشاھدونہ فلا یغیب عن علمہ شئ (تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۶ ونحوہ فی المفردات للراغب ص ۳۷۳) یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو بندوں سے غائب ہے اور جس کا بندے مشاہدہ کرتے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے علم سے تو کوئی شی غیب نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ جس طرح عالم الغیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے عالم الشھادۃ بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لہذا بعض الناس کو چاہیے کہ وہ علم غیب کی طرح علم شہادت بھی مخلوق ہیں سے کسی کیلئے نہ مانیں ۱۲ منہ۔

[2] (الغیب) الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا تقتضیہ بدیھۃ العقل (تفسیر بیضاوی ص ۱۸) اور انبیاء و اولیاء جو غیب جانتے ہیں وہ باطلاع و فضل خداوندی نور نبوت اور نور فراست سے جانتے ہیں ۱۲ منہ

(پ ۱ بقرہ ع ۱) ایمان بغیر تصدیق کے ہو نہیں سکتا۔ لہذا یومنون بالغیب یصدقون بالغیب کو مستلزم ہوا۔ اور جب چیز بالکل نامعلوم ہو تو تصدیق کیسے ہوگی اور کس کی ہوگی۔ لہذا یصدقون بالغیب ہو نہیں سکتا۔ جب تک یعلمون الغیب نہ ہو۔ نسیم الریاض میں ہے۔ لم یکلفنا اللہ الایمان بالغیب الا وقد فتح لنا باب غیبہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جبھی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا ہے۔ تفسیر کبیر (جلد ۱ ص ۲۵۱) میں ہے۔ لایمتنع ان نقول نعلم من الغیب مالنا علیہ دلیل یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے۔ جس پر ہمارے لئے دلیل ہے۔ فقیر نے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہا تھا۔ یہ آئمہ و علما جو اپنے لئے مان رہے ہیں۔ معلوم نہیں کہ مخالفین ان پر کونسا حکم جڑیں (ماخوذ از خالص الاعتقاد ص ۲۶ لاعلیحضرت) والغیب فی قولہ یومنون بالغیب مالا یقع تحت الحواس ولا تقتضیہ بداءۃ العقول وانما یعلم (الغیب) بخبر الانبیاء علیہم السلام اھ (مفردات امام راغب ص ۳۷۳)

(۲) صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں۔

کان رجلاً یعلم علم الغیب	خضر علیہ السلام ایسے مرد تھے کہ علم غیب جانتے تھے۔

تفسیر در منثور للسیوطی ج ۴ صد ۲۳۱ ۔ تفسیر ابن جریر پ۱۵ صد ۱۶۷ ۔
کیا خضر علیہ السلام کو ذاتی علم تھا۔ کہ ان کے علم پر غیب کا اطلاق کیا جارہا ہے۔ ذاتی نہیں تھا۔ بلکہ ان کو عطائی علم تھا۔ جس پر صحابی نے غیب کا لفظ بولا معلوم ہوا کہ عطائی غیب پر بھی غیب کا لفظ بغیر صراحت عطا کے استعمال کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس کا مومن ہونا ہی اس بات پر روشن دلیل ہے کہ وہ مخلوق ہیں سے جس کے لئے جو علم مانے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عطا سے مانے گا۔ فافہم۔

(۳) مولانا علی قاری کتاب العقائد تالیف حضرت شیخ ابو عبد اللہ شیرازی سے نقل کرتے ہیں۔

نعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیة فیعلم الغیب	ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پاکر صفت روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت وہ غیب جانتا ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ صد ۵۴ ۔

یہاں بھی علم غیب عطائی پر لفظ غیب کا اطلاق ہے۔

شبہ ۲ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نفی علم غیب کی آیات واحادیث موجود ہیں۔

جواب ۱:- ان سے ذاتی علم غیب کی نفی ہے نہ عطائی کی کما قال جمع من المفسرین والمحدثین ،، تفسیر خازن وجمل نسیم الریاض

فتاوی نووی - فتاوی حدیثیہ لابن حجر مکی وغیرہ)

جواب ۲ :- ان آیات واحادیث سے قبل از اطلاع کی نفی ہے - پھر بعد میں اطلاع دے دی گئی - جیساکہ ثبوت کی آیتیں اور حدیثیں گذریں -

جواب ۳ :- ان سے عدم توجہ مراد ہے - توجہ کا نہ ہونا علم کی نفی نہیں کرتا - بسا اوقات علم ہوتا ہے اور توجہ نہیں ہوتی -

جواب ۴ :- آیاتِ نفی سے بعض آیات منسوخ ہیں -

شبہ ۳ :- بعض احادیث وآثار واقوال علماء میں تو بعض چیزوں کی صراحۃً اطلاع کی بھی نفی ہے -

جواب ۱ :- ہم نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلی کے ثبوت کے متعلق آیات قرآنیہ پیش کی ہیں - وہ عام ہیں - جن سے کسی چیز کو خاص و مستثنیٰ نہ کیا گیا - اور عام افادۂ استغراق میں قطعی ہوا کرتا ہے - اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی[1] - بے دلیل شرعی تخصیص وتاویل کی اجازت نہیں - اور قطعیات کی تخصیص ظنیات (قول تابعی - یا صحابی - یہاں تک کہ خبر واحد کتنا اعلیٰ درجہ کی صحیح کیوں نہ ہو) سے نہیں ہو سکتی - بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے - اور اخبار کا منسوخ ہونا نہیں ہو سکتا -

---

[1] النصوص علی ظواہرہا والعدول عنہا الی معان باطن الحاد" مجمع البحار ج ۳ ص ۵۳۰ ۱۲ منہ

لہذا ان بعض احادیث و آثار (ظنیات) کو دیکھتے ہوئے نصوص قرآنیہ مثبتہ علم کلی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ نہیں دی جاسکتی۔

جواب ۲:- وہ احادیث و آثار جن میں صراحۃً بعض اشیاء کی اطلاع کی نفی ہے۔ وہ قبل از اطلاع پہ محمول ہوں گی (کما قال بعض المحدثین) اور از روئے آیت ونزلنا علیك الكتاب تبیانا لكل شئ۔ حضور علیہ السلام کے لئے ہر چیز کے علم کا ثبوت بعد از نزول مکمل قرآن ہو رہا ہے۔ اور مکمل قرآن شریف کے نازل ہونے کے بعد کوئی قطعی دلیل ایسی نہیں کہ جس میں ماکان ومایکون سے بعض چیزوں کی اطلاع کی نفی مذکور ہو۔ باقی رہیں ظنیات وہ بھی بعد ثبوت بعدیت قطعی آیت کی تخصیص نہیں کر سکتیں اور نہ اخبار کا نسخ ہوا کرتا ہے (کما فی الاصول)

جواب ۳:- باقی رہے بعض علما کے اقوال (فریق مخالف کے نزدیک تو کسی پیر اور عالم و مفسر و محدث کی بات حجت نہیں تو پھر وہ ان سے دلیل کیسے پکڑتا ہے) نہ ان سے یہ لازم کہ حضور کے لئے علم کلی کا ثبت مشرک ہے (جیسے فریق مخالف کہتا ہے) اور نہ ان سے یہ ثابت کہ ساری امت محمدیہ ان بعض چیزوں کی عدم اطلاع کی قائل۔ بلکہ اکثر اہل باطن عرفاء کرام اور بعض علماء ظاہر کا خاص انہیں چیزوں کے متعلق صاف ثبوت کہ ان پہ بھی حضور مطلع ہیں۔ جن کے صرف حوالے اسی خصوصیت کے اول میں مذکور ہو گئے۔

شبہ ۳: تم نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق علم کلی استغراقی ثابت کیا ہے۔ وہ لفظ ما اور لفظ کل اور نکرہ تحت نفی وغیرہ کے عموم کی وجہ سے ثابت کیا ہے۔ حالانکہ ہر جگہ ان سے استغراق حقیقی مراد نہیں ہوتا۔ چنانچہ آیات قرآنیہ اور اہل لغت واصول کے کلمات شاہد ہیں۔ تم بھی ان آیات میں استغراق حقیقی نہیں مانتے تو تم ان آیات میں عموم واستغراق کیوں مانتے ہو کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے متعلق ہیں۔

جواب ۱: کیا بعض جگہ لفظ ما اور لفظ کل وغیرہ میں استغراق کا نہ ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ کسی جگہ بھی ان میں استغراق نہیں ہوتا۔ سلب جزی سے سلب کلی نہیں ہوا کرتا۔ ورنہ تمہیں کہنا ہوگا۔ کہ لہ ما فی السموات وما فی الارض اور وھو بکل شیٔ علیم وغیرہ آیات عمومیہ متعلقہ بالوہیت میں بھی عموم واستغراق نہیں۔

جواب ۲: الفاظ عمومیہ متعلقہ بشان نبوت کو ان الفاظ عمومیہ پر قیاس کر کے جو غیر نبی کے حق میں وارد ہیں۔ عموم واستغراق کو توڑنا۔ یہ حماقت اس شخص کی حماقت سے کم نہیں جو الفاظ عمومیہ متعلقہ بشان الوہیت کو ان الفاظ عمومیہ (جو عوام الناس کے حق میں وارد ہیں) پر قیاس کر کے ان کا عموم واستغراق توڑے۔

جواب ۳: بات دراصل یہ ہے کہ ان (ما۔ کل۔ وغیرہ) الفاظ عمومیہ میں بعض جگہ بوجہ دلیل تخصیص تخصیص موجود ہے۔ وہاں

استغراق حقیقی مراد نہیں۔ بلکہ وہاں یہ عام عام مخصوص عنہ البعض کہلایا اور بعض جگہ بھی الفاظ عمومیہ اپنے اصلی اور حقیقی معنیٰ کی رو سے مفید عموم و استغراق ہیں۔ چونکہ وہاں اس نوعیت کی دلیلِ تخصیص موجود نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علمی کے بارہ میں جو کتاب وسنت میں لفظ ما و کل وغیرہ الفاظ و کلمات عمومیہ موجود ہیں۔ یہ اپنے اصلی و حقیقی معنیٰ عموم اور استغراق پر ہیں۔ اور جب تک معنی حقیقی متعذر نہ ہو مجاز کی طرف آنا مشکل اور جب تک اسی نوعیت کا مخصص متصل نہ ہو تخصیص ناقابل قبول ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان کلمات عمومیہ کا معنیٰ نہ مشکل نہ محال بلکہ ممکن لہذا تخصیص والا معنیٰ مجازی قابل رد ہے۔ اور یہاں اسی نوعیت کا مخصص متصل جس میں عدم اطلاع کی تصریح ہو کیونکہ علم ذاتی کا دعویٰ نہیں بلکہ عطائی کا ہے۔) مفقود تو اس وجہ سے بھی تخصیص کا قول باطل و مردود۔ قطعی آیت کی تخصیص حدیث، خبر واحد ظنی دلیل سے نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اسی نوعیت کا مخصص نہیں۔ اور مخصص متراخی ناسخ ہو گا۔ اور اخبار کا نسخ ناممکن تو آیت قرآنیہ مخصصہ متراخیہ سے بھی تخصیص نہ ہو سکے گی۔ نیز ان آیات سے بھی تخصیص نہیں ہو سکتی جن میں مطلقاً علم کی نفی ہے۔ کیونکہ ان میں نفی ذاتی علم کی ہے نہ عطائی کی۔ اور آیات عمومیہ مثبتہ میں علم کلی عطائی کا ثبوت ہے۔ ان چند صفحات کو خوب ذہن نشین کرنے سے منہم کے سیکڑوں صفحات پر مشتمل کتب ھباءً منثوراً ہو جاتی ہیں۔

ولہ الحمد وعلی حبیبہ الصلوٰۃ والسلام

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

ع۱۱۴:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بے خوف نہ کیا[1] سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ کشف الغمہ ج ۲ صـ۴۴

ع۱۱۵:۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کیا ہے جب بھی آذان، خطبہ، التحیات، میں ذکر خدا ہوتا ہے تو ذکر مصطفےٰ بھی ساتھ ہوتا ہے۔ عزوجل۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کشف الغمہ ج ۲ صـ۴۴

سہ

اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو
پسِ ذکرِ حق ذکر ہے مصطفےٰ کا
کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہولے
تو پھر نام لے وہ حبیب خدا کا

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے حبیب جس نے میرا ذکر کیا اور تیرا ذکر نہ کیا۔ اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں۔ (در منثور ج ۶ صـ۱۰۴)

ع۱۱۶:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ تمام امت پیش کی گئی۔ حضور نے اس کو دیکھا۔ (کشف الغمہ ج ۲ صـ۴۴

ع۱۱۷:۔ قیامت تک جو بھی حضور کی امت میں ہونے والا تھا سب

---

[1] اس خوف سے خاص خوف مراد ہے۔ ورنہ عام خوف کی نفی تو اولیاء سے بھی ہے،، ،، الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون، ۱۲ منہ۔

کچھ حضور پہ پیش کیا گیا۔ بلکہ تمام امتیں حضور پہ پیش ہوئیں جیسے حضرت آدم کو تمام ناموں کا علم سکھایا گیا تھا۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴۔ زرقانی ج ۵ ص ۱۹۰۔ سیرت رسول عربی ص ۶۵۷

۱۱۸: ۔ چار وزیروں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید کی گئی۔ جبریل۔ میکائیل علیہما السلام۔ ابوبکر۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴۔

۱۱۹: ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرین (مصاحب شیطان) مسلمان ہے (کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴۔ مشکوۃ ج ۱ ص ۱۸ و ج ۲ ص ۲۶۹

۱۲۰: ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج آپ کی معاون تھیں۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴۔

۱۲۱: ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک بیویاں اور بیٹیاں تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴

۱۲۲: ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ تمام جہان والوں سے افضل ہیں۔ سوائے انبیاء و رسل کے۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴

۱۲۳: ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی تعداد انبیاء کی تعداد کے قریب ہے۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴۔

صحابہ کرام بوقت وفات سید کائنات مطابق تعداد انبیا ایک لاکھ چوبیس ہزار موجود تھے۔ نسیم الریاض ج ۲ ص ۵۵۴ وشرح شفا للقاری ج ۲ ص ۴۵۵

ع۱۲۴ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے صحابہ مجتہد مصیب ہیں۔ کشف الغمہ ج ۲ ص۴۴ ۔

ع۱۲۵ :- مدینہ منورہ کی مٹی عذاب سے مامون ہے۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۴ ۔

ع۱۲۶ :- مدینہ منورہ کی غبار مرض جذام کے لئے شفا ہے ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص۴۴ ۔

ع۱۲۷ :- ملک الموت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت طلب کی ۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۴ ۔)

ع۱۲۸ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس بقعہ شریف میں دفن ہیں ۔ وہ کعبہ اور عرش سے افضل ہے ۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۴)

ع۱۲۹ :- ستر ہزار فرشتہ کے جھرمٹ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مزار سے تشریف لائیں گے ۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۷ تفسیر عزیزی پ۳۰ ص۲۱۹ ۔)

ع۱۳۰ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میدان حشر میں براق پر تشریف لے جائیں گے ۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص۴۷)

ع۱۳۱ :- موقف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم پاک کا اعلان ہوگا ۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۷)

ع۱۳۲ :- موقف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت کی پوشاکوں میں سے اعلیٰ پوشاک پہنائی جائے گی ۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۴

۱۳۳ء: (قیامت میں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش
کی دائیں طرف قیام فرمائیں گے۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۷ تفسیر عزیزی پ۳۰ ص۲۱۹)

۱۳۴ء: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت میں نبیوں کے امام
قائد اور خطیب ہوں گے۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۷ تفسیر عزیزی پ۳۰ ص۲۱۹)

۱۳۵ء: قیامت کے دن پہلے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو سجدہ کرنے کی اجازت ملے گی۔ اور پہلے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
سر سجدہ سے اٹھائیں گے۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۷)

۱۳۶ء: اس دن پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
دیکھیں گے۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۷۔ تفسیر عزیزی پ۳۰ ص۲۱۹۔

۱۳۷ء: اس دن ہر شخص اللہ تعالیٰ سے اپنے متعلق سوال
کرے گا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر (امت) کے متعلق سوال
کریں گے۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۷)۔

۱۳۸ء: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بہت
سی قوم بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہو گی۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۷
مدارج ج۱ ص۱۴۳)

۱۳۹ء: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بہت سے
دوزخ کے مستحق دوزخ میں نہ جائیں گے۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۷

۱۴۰ء/۱۴۱: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے جنتیوں کے
مرتبے بلند ہوں گے۔ اور کوئی امتی دوزخ میں نہ رہے گا۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۷

ع ۱۴۲ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی وجہ سے صالحین سے قصور طاعات میں در گذر کیا جائے گا۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۷

ع ۱۴۳ :۔ موقف میں آپ کی شفاعت کی وجہ سے حساب میں تخفیف ہوگی۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۷)

ع ۱۴۴ (بعض) کفار خالدین فی النار کو آپ کی شفاعت کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۷ حاشیۃ لباجوری علی البردۃ ص ۲۸۔

ع ۱۴۵ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور آل اطہار سے کوئی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ (فتوحات مکیہ ب ۲۹ ص ۲۰۵۔ جواہر البحار ج ۱ ص ۱۱۵/۱۱۶ - کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۷ ۔)

ع ۱۴۶ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور اور سر اقدس کے ہر بال میں نور (کا ظہور) ہوگا۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۷)

ع ۱۴۷ :۔ تمام اہل محشر کو حکم ہوگا کہ اپنی آنکھیں بند کر لیں تاکہ آپ کی بیٹی ملکۂ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پل سے گذریں۔ چنانچہ آپ گذریں گی اور آپ کے کندھے پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون آلودہ کپڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ رب کے سامنے حاضر ہوں گی۔ پھر رب فیصلہ فرمائے گا جو چاہے گا۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۷/۴۸ ۔ تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹ الا الاخیر۔ خصائص کبریٰ للسیوطی ج ۲ ص ۲۲۵ وعنہ جواہر البحار ج ۱ ص ۳۲۱ ۔

۱۴۸ع :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں داخل ہوں گی۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۸ جواہر البحار ج۱ ص۳۲۲۔ خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۲۵۔)

۱۴۹ع :- جنت میں سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان بولیں گے۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۸۔ خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۴۳ جواہر البحار ج۱ ص۳۳۹)

۱۵۰ع :- آپکو اجازت تھی کہ بحالت جنب مسجد میں رہیں (کشف ج۲ ص۴۹)

۱۵۱ع :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جائز تھا کہ وتر سواری پر پڑھیں اور بیٹھ کے پڑھیں اور اس میں قرات بلند آواز سے کریں۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۹۔ مدارج النبوت ج۱ ص۱۱۴

۱۵۲ع :- اور یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے۔ کہ ایک رکعت کے بعض حصہ کو کھڑے ہو کے پڑھیں اور ایک حصہ کو بیٹھ کے۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۹

۱۵۳ع :- صوم الوصال (مسلسل روزہ نہ سحری نہ افطار) بھی آپکا خاصہ تھا۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۹۔ مدارج النبوت ج۱ ص۱۱۴

۱۵۴ع :- اور بیک وقت چار عورتوں سے زائد کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے حلال تھا۔ اور اسی طرح باقی انبیاء کو بھی (کشف الغمہ ج۲ ص۴۹۔ مدارج ج۱ ص۱۱۴۔

۱۵۵ع :- آپ کو یہ بھی اختیار تھا کہ بلا مہر و بلا ولی اور بغیر گواہ و بغیر عورت کی رضا کے نکاح کر لیتا۔ کشف الغمہ ج۲ ص۴۹

عـ ۱۵۶ :- جب آپ کو کسی شادی شدہ عورت سے رغبت ہو جائے تو اس کے خاوند پہ لازم تھا کہ اس کو طلاق دے۔ تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عورت سے نکاح کر سکیں۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۹)۔

عـ ۱۵۷ :- آپ کو یہ اختیار تھا کہ جس عورت کا جس مرد سے چاہیں بغیر اس کی اجازت و رضا اور بغیر اس کے وارث کی اجازت کے نکاح کر دیں۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۴۹۔ مدارج النبوۃ ج۱ ص۱۱۴/۱۶۔ خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۴۸۔ جواہر البحار ج۱ ص۳۴۴ عنہ۔

عـ ۱۵۸ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام دنیا کی زمین اور تمام جنت کی زمین کے مالک ہیں۔ جس زمین سے جتنا چاہیں جس کے لئے چاہیں عطا فرماتے ہیں۔ کشف الغمہ ج۲ ص۵۰۔ جواہر البحار ج۲ ص۶۴ عنہ۔ مدارج النبوۃ ج۱ ص۱۱۵۔ زرقانی ج۱ ص۱۱۴/۲۸ و ج۳ ص۔ خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۴۲/۱۹۴۔ جواہر البحار ج۱ ص۳۳۸ عنہ۔ بالدلائل اس مسئلہ کا ثبوت گذر چکا ہے وہاں دیکھو۔

طاہرات

عـ ۱۵۹ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج پاک اور بنات کو چادروں اور برقعوں میں بھی دیکھنا حرام ہے۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۵۰۔ مدارج النبوت ج۱ ص۱۲۶)۔

عـ ۱۶۰ :- آپ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ (قرآن احزاب، کشف الغمہ ج۲ ص۵۰)

۱۶۱ء :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پاک بیویوں اور اپنی آل واطہار کے لئے یہ جائز قرار دیا کہ وہ بحالت حیض وجنابت مسجد میں بیٹھیں۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۰ کہ بحالت جنب مسجد میں جا رہیں۔

حضور و حضرت علی کے لئے بھی مباح۔ جواہر البحار نقلہ عن النووی ج ۱ ص ۲۰۲ ۔ جواہر البحار ج ۱ ص ۳۳۹ عن الخصائص ج ۲ ص ۲۴۳/۲۴۴

۱۶۲ء :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بغیر عذر کے بیٹھ کے نفل پڑھنا کھڑے ہو کر نفل پڑھنے کے برابر ہے۔ (ثواب میں کمی نہیں) (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۰ ۔ مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۴۴ ۔ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۳ ۔ جواہر البحار ج ۱ ص ۳۴۸ ۔)

۱۶۳ء :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون مبارک پیشاب مبارک، پاک تمام فضلات شریفہ (طیب ہیں) طاہر ہیں، پاک ہیں۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیشاب مبارک پینا شفا ہے۔ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۲ مکمل باب :-

:- کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۰ ۔ جواہر البحار ج ۲ ص ۶۴ عنہ یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے۔ مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۴/۲۵ ص ۲۶ ۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ص المواہب اللدنیہ ج ص وشرحہ للزرقانی ج ۴ ص ۲۳۳ و ج ۱ ص ۱۷۰ جواہر البحار ج ۱ ص ۱۷/۲۲۸ ۔ صححہ بعض ائمۃ الشافعیۃ طہارۃ بولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسائر فضلاتہ وبہ قال ابو حنیفۃ

ردالمحتار ج ۱ ص ۲۳۳ ۔ شرح الاشباہ للبیری ص ۔ جمع الوسائل
شرحِ شمائل ج ۲ ص ۲/۳ ۔ مرقات شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۳۴ ۔
اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۲۴۴ ۔ سیرت رسول عربی ص ۶۴۸ ۔ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے براز شریف کو زمین نگل جایا کرتی تھی۔ اور
وہاں سے مشک کستوری عنبر کی خوشبو آیا کرتی تھی
شفا شریف ج ۱ ص ۵۳/۵۴ فصل واما نظافۃ جسمہ ۔ خصائص کبریٰ ج ۱ ع
تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹ ۔ زرقانی ج ۴ ص ۲۲۷/۲۲۸ و ص ۲۲۹/۲۳۳ ۔
بعض نے سب انبیاء کے فضلات شریفہ کو پاک بتایا ۔ بول و دم سے
تبرک و طہارت فضلات شریفہ ۔ تہذیب الاسماء واللغات للنووی
جواہر البحار ج ۱ ص ۲۰۴ عنہ ۔ جواہر البحار ج ۱ ص ۲۵۵ ۔ عن الجیلی ۔
جواہر البحار ج ۱ ص ۲۷۸ ۔ عن ابن المقری و شیخ الاسلام زکریا انصاری
جواہر البحار ج ۱ ص ۳۴۷ ۔ عن الخصائص ۔ ضرور ۔ جواہر البحار ج ۲
ص ۸۵/۹۴ عن ابن حجر المکی ۔ و ج ۲ ص ۳۶۲ ۔ عن الجمل ۔ جواہر البحار ج ۳ ص ۴۱
عن الصاوی ۔ کبیری معروف غنیۃ المستملی یعنی حلبی کبیر ص ۱۸۰ ۔
تکملہ خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری ص ۷/۸ ۔ فتح الباری شرح
صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۸ ۔ شرح شفا للقاری والخفاجی ج ۱ ص ۳۵۳/۳۵۴
و ج ۲ ص ۴۰ ۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۳۸۰/۳۸۱ ۔ فیض الباری للکشمیری
وھو منہم ج ۱ ص ۲۸۹ و ج ۱ ص ۲۵۰/۲۵۱ و ص ۲۷۲ ۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

وممنہ شرب مالک بن — یعنی حضور کے خون اور بول و براز

ع چھاپہ شفاء ۱۲ منہ

سنان دمه یوم احد
ومصّه ایاه تسویغه
صلی اللہ علیہ وسلم
ذلک له وقوله لن
تصیبه النار ومثله
شرب عبد اللہ بن
زبیر دم حجامته
فقال علیه السلام ویل[1] لک
من الناس وویل لهم
منک ولم ینکر علیه۔ وقد
روی نحو من هذا عنه فی امرأة
شربت بوله فقال لن تشتکی
وجع بطنک ابدا ولم یامر

کے پاک ہونے کے دلائل سے
بعض دلائل یہ ہیں۔ مالک بن
سنان کا حضور کے خون کو احد کے
دن پینا اور چوسنا اور حضور کا
اس کو جائز رکھنا اور یہ فرمانا کہ
اس کو دوزخ کی آگ نہ پہنچے گی
(طبرانی ، بیہقی) اور اس کی مثل ہے
عبد اللہ بن زبیر کا حضور کے پچھنے
والا خون پینا تو حضور نے ان کے
لئے فرمایا۔ حسرت ہے تیرے لئے
لوگوں سے اور ان کے لئے تجھ
سے اور ان پہ انکار نہ فرمایا۔
اور اس کی مثل ان سے ایک عورت

[1] وویل للتحسر والتالم من الامر ..... وهو اشارة الی قتله وتعذیبه
وتحقیره لقتل الحجاج له ..... وویل للناس منه لما اصاب الناس من خروجه
لطلب الخلافة ..... وانما جعله ناشئاً عن شرب دمه فانه بضعة من النبویه
نورانیة قوت قلبه حتی زادت شجاعته وعلت همته ان ینقاد لغیر ممن لا یستحق
الامارة فضلا عن الخلافة اهـ ملخصاً۔ نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۹ ۱۲ منہ

واحد منهم بغسل
فمه ولا نهاه عن
عوده وحديث
هذه المرأة التي
شربت بوله صحيح
الزم الدار قطني
مسلما والبخاري
اخراجه في الصحيح
واسم هذه المرأة
بركة واختلف
في نسبها وقيل
هي ام ايمن وكانت
تخدم النبي
صلى الله تعالى
عليه وسلم
قالت وكان لرسول الله
صلى الله عليه وسلم
قدح من عيدان يوضع
تحت سريره يبول فيه

کے بارہ میں منقول ہے جس نے
آپ کا پیشاب پیا تھا۔ تو حضور نے
اس کے لئے فرمایا تجھے ہمیشہ
پیٹ کا درد نہ ہوگا۔ ان میں
سے کسی کو بھی حضور نے منہ دھونے
کا حکم نہ دیا اور نہ دوبارہ اس طرح
کرنے سے منع فرمایا اور اس عورت
کے پیشاب پینے والی حدیث صحیح
ہے۔ امام دار قطنی نے امام مسلم
و بخاری پہ الزام دیا کہ یہ حدیث
ان کے شرائط کے مطابق تھی انہوں
نے اس کی تخریج کیوں نہ کی۔
اس عورت کا نام برکتہ ہے اور
اس کے نسب میں اختلاف ہے
بعض نے کہا یہ ام ایمن ہے جو
حضور کی خدمت کرتی تھی۔ اس
(عورت) نے کہا کہ حضور کا لکڑی
کا ایک پیالہ تھا جو حضور کی
چارپائی کے نیچے رکھا رہتا تھا۔

من اللیل فبال فیه لیلة ثم افتقده فلم یجد فیه شیئاً فسئل برکة عنه فقالت قمت وانا عطشانة فشربته

اس میں آپ رات کو پیشاب کرتے تھے۔ ایک رات آپ نے اس میں پیشاب کیا پھر اس کو طلب کیا اس میں کچھ نہ پایا تو برکہ سے اس کے متعلق پوچھا اس نے جواب دیا میں اٹھی مجھے سخت پیاس لگی ہوئی تھی تو میں اسے پی گئی

شفا شریف ج ۱ ص ۵۴۔ شرحہ للقاری والخفاجی ج ۱ ص ۳۵۶/۳۵۷۔ مواہب وزرقانی ج ص ۔ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۲۵۔ جمع الوسائل للقاری ج ۲ ص ۳۔

شیخ محقق ام ایمن کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

دیارے دیگر زنے بود کہ نام وے برکہ بودا ونیز خدمت مے کرد آنحضرت را پس بخورد بول را و فرمود صحت یا ام یوسف بیمار نشوی ہرگز پس بیمار نمی شد۔ آں زن ہرگز مگر بیماں

یعنی ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک عورت تھی۔ جس کا نام برکہ تھا وہ بھی حضور کی خدمت کرتی تھی تو اس نے بھی حضور کا پیشاب پیا حضور نے اس سے فرمایا (خدا کرے) تو ہرگز بیمار نہ ہو چنانچہ وہ عورت ہرگز بیمار نہ ہوئی۔ مگر وہی بیماری کہ جس دن اس

بیماری کہ دراں روز
از عالم رفت[1] و در
بعضی روایات
آمدہ است کہ مردے
بول آنحضرت
را خوردہ بود پس
بوی خوش میدمید
از وے و از اولادِ وے
تا چند پشت[2] و در
مواہب و شفا ایں
دو روایت مذکور
نیست و روایت است
کہ مردم تبرک مے کردند
ببول آنحضرت و دم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اما بول
مذکور شد احادیث آں و اما
شرب دم نیز مکرر واقع شدہ است

عالم سے چل بسی۔
اور بعض روایات میں آیا ہے
کہ وہ مرد کہ جس نے حضور کا پیشاب
پیا ہوا تھا۔ اس سے اور چند پشتوں
تک اس کی اولاد سے خوشبو محسوس
ہوتی تھی۔ مواہب اور شفا میں
یہ مذکورہ بالا دو روایتیں مذکور
نہیں۔ اور یہ روایت ہے کہ
لوگ حضور کے پیشاب اور خون
مبارک سے تبرک حاصل کیا کرتے
تھے۔ پیشاب کی حدیثیں تو مذکور
ہوئیں۔ باقی رہا آپ کا خون پینا
تو وہ بھی صحابہ سے بارہا واقع ہوا
ایک یہ کہ ایک پچھنے لگانے والے
نے حضور کو پچھنے لگائے۔ خون
مبارک جسم پاک سے چوسا اور
اس کو پیتا رہا۔ حضور نے فرمایا خون

[1] جمع الوسائل شرح شمائل ملا امام علی القاری الحنفی جز ۲ ص۳۱ ۱۲ منہ [2] اشعۃ اللمعات ج اول ص۲۰۷ ۱۲ منہ

از صحابه بخوردن آں یکی آنکه
حجامی حجامت کرد آنحضرت
را پس بیروں برد خون را
و فرو برد اورا در شکم خود
پرسید آنحضرت چکار
کردی خون را گفت بیروں
بردم تا پنہاں کنم آنرا
نخواستم که خون ترا
بر زمین ریزم پس پنہاں
بردم آنرا در شکم خود فرمود
بتحقیق عذر کردی ونگاهداشتی
نفس خود را یعنی از امراض وبلا
آمده است که چوں مجروح
شد آں حضرت روز احد بمکید
جراحت اورا مالک بن سنان پدر
ابوسعید خدری رضی اللہ عنه
تا آنکه مفید ساخت آنرا گفتند
بینداز خون آنحضرت را بر خاک
پس فرو برد آنرا پس فرمود

کہاں ہے۔ عرض کی میں پی گیا
میرے دل نے یہ گوارہ نہ کیا کہ
آپ کے خون کو زمین پر ڈالوں
اسی لئے میں نے اس کو پیٹ
میں ڈالا حضور نے فرمایا بلاشک
تو نے اپنے نفس کو مرضوں اور
مصیبتوں سے محفوظ کر لیا۔
ایک اور روایت میں آیا ہے کہ
جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
احد کے دن زخمی ہوئے تو حضرت
ابوسعید خدری کے والد حضرت
مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما
نے حضرت کے زخم کو چوسا یہاں
تک کہ زخم کو ٹھیک کر دیا۔ لوگوں
نے ان سے کہا کہ منہ سے خون نکالو
مالک بن سنان نے کہا اللہ کی قسم
میں آپ کے خون کو ہرگز زمین پر
نہ ڈالوں گا۔ پھر اس کو پی گئے۔
اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہر کہ خواہد کہ بنگرد بمردے
از اہل بہشت بنگر د بسوئے
ایں مرد از عبداللہ بن زبیر
آمدہ کہ حجامت کرد آں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
روزے پس داد مرا خون او گفت
غائب کن ایں را در جائیکہ کس
نہ بیند و در نیابد پس نوشیدم
آں را کہ پوشیدہ تر از اں
مکانی نیافتم پس گفت آنحضرت
وای ترا از مردم ووای مردم را
از تو کفایت کرد از
قوت مردانگی وشجاعت
وشہامت کہ او را
از اں حاصل شد۔ الخ

نے فرمایا جو جنتی مرد کو دیکھنا چاہے
وہ اس (مالک بن سنان) کو دیکھ لے
حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت
ہے کہ ایک دن حضور نے خون نکلوایا
اور مجھے فرمایا کہ اس خون کو ایسی جگہ
غائب کرو کہ جہاں کوئی نہ دیکھے
اور کوئی نہ پائے۔ حضرت عبداللہ نے
کہا کہ میں اس خون مبارک کو پی گیا
کیونکہ پیٹ سے بڑھ کر پوشیدہ مکان
میں نے نہ پایا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا حسرت ہے تیرے
لئے لوگوں سے اور حسرت ہے لوگوں
کے لئے تجھ سے۔ اس کلام میں ان کی
قوت مردانگی اور شجاعت اور شہامت
کی طرف اشارہ فرمایا۔ جوان کو اس
خون کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۵/۲۶

بمبر ۱۶۴: ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت وصحابہ
کی محبت فرض ہے۔ (کشعت الغمہ ج ۲ ص ۵)

ع۱۶۵ :- کسی نبی کی عورت باغی یعنی (بدچلن ، بدکار) نہیں ہوئی ۔
کشف الغمہ ج ۲ صفحہ ۵

ع۱۶۶ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیوں پہ سوکن ڈالنا
ناجائز ۔ (کشف الغمہ ج ۲ صفحہ ۵ ۔ مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۲۸

ع۱۶۷ :- بعض علماء نے آپ کی بیٹیوں کی قیامت تک ہونے والی
اولاد پر دوسرے نکاح کو ناجائز قرار دیا ۔ (کشف الغمہ ج ۲ صفحہ ۵

ع۱۶۸ :- آپ غضب و رضا میں حق ہی فرمایا کرتے تھے ۔
کشف الغمہ ج ۲ صفحہ ۵ ۔ حدیث بحث عصمت میں گذری ۔

ع۱۶۹ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب وحی ہے ۔ ایسے
ہی دیگر انبیاء کے خواب ۔ (کشف الغمہ ج ۲ صفحہ ۵ رواہ ابن عباس مرفوعاً و
موقوفاً در منثور ج ۵ صفحہ ۲۸ عمدۃ القاری ج ۱۶ صفحہ ۵۴ و رواہ ابن عمیر
(شفا شریف ج ۱ صفحہ ۱۵ و شرحہ للخفاجی والقاری ج ۲ ص)

ع۱۷۰ :- یہ ضروری ہے کہ ہر نبی ہر نقص و عیب و قابل نفرت
چیز سے بری ہو ۔ (کشف الغمہ ج ۲ صفحہ ۵ ۔

ع۱۷۱ :- حضور نے اپنے اہل بیت کے دودھ پینے والے بچوں
سے روزہ نہ رکھایا ۔ (کشف الغمہ ج ۲ صفحہ ۵)

ع۱۷۲ :- جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی جانور پر سوار رہتے
تو وہ جانور نہ پیشاب کرتا نہ لید کرتا ۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱ ۔
تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹)

ع۱۷۳ :- جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تو آپ کا کندھا مبارک

تمام بیٹھنے والوں سے بلند ہوتا۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱)

۱۷۴ء۔ جب آپ چلتے تو زمین آپ کے لئے لپیٹ دی جاتی۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱)

۱۷۵ء۔ جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پائخانہ مبارک خارج ہوتا زمین نگل جاتی اور اس جگہ، مشک (کستوری) کی خوشبو آتی۔ اور اسی طرح سب انبیاء کرام (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱ شفا شریف ج ۱ ص ۵۳/۵۴ وشرحہ للخفاجی والقاری ج ۱ ص ۳۵۳/۳۵۴

۱۷۶ء۔ آپ کی پردہ پوشی کے وقت لوگوں نے ملک الموت کے رونے کی آواز سنی اور یہ کہا واسیدا واحمداہ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱

۱۷۷ء۔ جیسے قرآن شریف کا پڑھنا عبادت ہے ایسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیثیں پڑھنا عبادت اور باعث ثواب ہے (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱)

۱۷۸ء۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیثیں پڑھنے کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱)

۱۷۹ء۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیض سے پاک تھیں (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱۔)

۱۸۰ء۔ جب سیدہ طیبہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وضع حمل ہوتا تو فوراً نفاس کا خون بند ہو جاتا یہاں تک کہ کوئی نماز بی بی پاک سے فوت نہ ہوتی۔ اسی لئے آپ کا نام زہرہ ؏ ہے۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱

؏ زہرا کا معنی صاف رنگ والی روشن چہرہ والی ۱۲ منہ

ع ۱۸۱ ،- ایک دفعہ خاتون جنت کو بھوک لگی حضور نے اپنا دست کرم بی بی کے سینہ پر رکھا پھر اس کے بعد بی بی کبھی بھوکی نہ ہوئی۔ (کشف الغمہ ج ۲ صہ ۵۱)

ع ۱۸۲ ،- جب حضرت زہرا کے پردہ پوشی کا وقت قریب ہوا تو بی بی نے خود غسل کیا۔ اور وصیت کی کہ مجھے کوئی نہ کھولے (اور نہ غسل دے) تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اسی غسل سے دفن کیا۔ (کشف الغمہ ج ۲ صہ ۵۱)

ع ۱۸۳ ،- جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گنجے پر ہاتھ پھیرتے فوراً بال اگ آتے۔ (کشف الغمہ ج ۲ صہ ۵۱) شفا شریف ج ۱ صہ سیرت رسول عربی صہ ۶۴۸)

ع ۱۸۴ ،- جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور (یا جو درخت) لگاتے تو وہ اسی سال ثمر دار ہوتی۔ (کشف الغمہ ج ۲ صہ ۵۱ - شفا شریف ج ۱ صہ - سیرت رسول عربی صہ ۶۴۸ -

ع ۱۸۵ ، جب حضور پرنور تبسم فرماتے تو اندھیرا گھر روشن ہو جاتا۔ (کشف الغمہ ج ۲ صہ ۵۱)

ع ۱۸۶ ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت جبریل امین کے پروں کی سرسراہٹ سنتے حالانکہ وہ سدرۃ المنتہیٰ پہ ہوتے۔ (کشف الغمہ ج ۲ صہ ۵۱)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

دور سے سننا - پھر درود کا سننا

(۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا۔

حتی اذا اتوا علی واد النمل قالت نملة یایها النمل ادخلوا مسٰکنکم ج لا یحطمنکم سلیمن وجنوده وهم لا یشعرون ٥ فتبسم ضاحکا من قولها ۔

یہاں تک کہ جب (حضرت سلیمان بمع لشکر) چیونٹیوں کی وادی پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ۔ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔ تو (سلیمن علیہ السلام) اس کی بات سے مسکرا کر ہنسے

(پ ۱۹ النمل ۱۸/۱۹)

(۱) ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے صحابہ ظلم نہیں کرتے - دیدہ دانستہ کسی کو نہیں کچلتے چیونٹیوں تک کا بھی یہی عقیدہ ہے - (تفسیر کبیر ج تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۰۲ ، تفسیر روح البیان ج ۴ صفحہ ۳۰۰)

(۲) چیونٹی نے بھی لا یشعرون کہکر عصمت انبیاء کا قول کیا۔

(کبیر ج ۶ ص ۵۵۸ - ابو سعود ج ۶ ص ۵۸۳/۵۸۴ ، روح البیان ج ۴ ص ۳۰۰)

(۳) نبی دور سے سنتے ہیں - چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی یہ خفیف آواز تین میل کے فاصلہ سے سنکر ہنسنے لگے - (جلالین ص ۳۱۸ جمل ج ۳ ص ۳۰۶ - نحوه فی الکبیر ج ۶ ص ۵۵۹ - مدارک ج ۳ ص ۳۸۰ تفسیر مظہری ج ۷ ص ۱۰۴ - روح البیان ج ۴ ص ۳۰۰)

(۱) نبی جانوروں کی زبان بھی جانتے ہیں۔ (کبیر، خازن، جمل، صاوی)

(۲) حضرت وہب ابن منبہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا[عہ] کو یہ حکم دیا ہوا تھا۔ کہ مخلوق خدا جہاں کہیں باتیں کرے وہ ان کی آواز کو سلیمان علیہ السلام کے کانوں تک پہنچا دے۔ (اخرجہ ابن المنذر۔ درمنثور ج ۵ ص ۱۰۴) جب سلیمان علیہ السلام کے لئے عالم کے ذرہ ذرہ کی آواز کا سننا ثابت ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تو بوجہ اصالت[لہ] بطریق اولیٰ ثابت ہوا۔

(۳) ایک راجز نے مکہ شریف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکل کے وقت امداد کے لئے پکارا۔ حضور نے مدینہ طیبہ میں بیٹھے ہوئے اس کی آواز سن کے (لبیک لبیک لبیک نصرت نصرت نصرت فرما کر) اور اپنی اس مدنی آواز کو وہاں مکہ میں پہنچا کر، اس کی امداد فرمائی۔ (طبرانی صغیر ص ۲۰۱۔ طبرانی کبیر ص۔۔۔ مواہب لدنیہ للقسطلانی ج ۱ ص ۲۸۲۔ زرقانی شرح مواہب ج ۲ ص ۲۹۰۔ مدارج النبوۃ للشیخ المحقق ج ۲

عہ ہم جب آپس میں بحالت قرب ایک دوسرے کی آواز سنتے تو وہ بھی ہوا کے ذریعے سے سنتے فافہم ۱۲ منہ

لہ قال العارف الشعرانی الامام الروبانی "ان جمیع الکرامات والخصائص الواقعۃ فی ھذا العالم من منذ خلق اللہ تعالیٰ الدنیا ثابتۃ لنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الاصالۃ وان وقع شیٔ منہا لخواص الخلق فذلک بحکم التبعیۃ فی الارث لہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اھ۔ کشف الغمہ للشعرانی ج ۲ ص ۴۲/۴۳ ۱۲ منہ

تواریخ حبیب الٰہ[1] صفحہ ۱۰۰)

؎ فریاد جو امتی کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

؎ بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

(۴) امام اہل الظاہر والباطن حضرت سیدی شیخ احمد زروق[2] فاسی متوفی ۸۹۹ھ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

؎ انا لمریدی جامع لشتاتہ ٭	میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں۔
اذا ما سطا جور الزمان بنکبتہ ٭	جب زمانہ نکبت و ادبار سے اس پر حملہ آور ہو
وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ ٭	اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو
فناد بیازروق آت بسرعتہ ٭	یا زروق کہکر پکاریں فوراً آموجود ہوں گا۔

(بستان المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی ص ۲۰۶)

---

[1] مؤیدہ تھانوی صاحب، بہشتی زیور ح ۶ ص ۷۶ ۱۲ منہ [2] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ان کا تعارف یوں کراتے ہیں۔ الغرض وہ جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے مرتبۂ کمال کو لکھنا تحریر و بیان سے باہر ہے۔ وہ متاخرین صوفیاء کرام سے ان محققین میں سے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جن کے غلام دور دراز سے بعد از پردہ پوشی پریشان حال کی استمداد نہ پکار کو سنکر اس کی امداد کر سکیں۔ ان کے آقا و مولیٰ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا کہنا۔ کیا فرماتے ہیں فریق آخر کے مفتیان کہ سیدی شیخ امام زروق اتنا دعویٰ کرنے والے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جو ان کے ان بیتوں کو نقل کرنے والے اور ساتھ ہیں ان کی مدح بلیغ کرنے والے مشرک ہیں یا مومن موحد۔

(۸) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہد (گہوارہ) میں چاند کی باتیں سنتے تھے[1] اور فرمایا اسمع وجبتہ حین یسجد تحت العرش۔ میں اس کے دھماکے کی آواز سنتا ہوں جبکہ وہ چاند عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ اور آپ سیدہ والدہ آمنہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کی تسبیح کی آواز سنتے تھے۔ نیز آپ اپنی والدہ مطہرہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر قلم کی آواز سنتے تھے جبکہ وہ لوح محفوظ پہ چلتی تھی۔ (حوالے اسی باب کے اول میں مذکور ہوئے) جو محبوب بچپن میں اور والدہ کے بطن مقدس میں رہ کر اتنی دور دراز کی باتیں سنتے رہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین قسطلانی (صاحب مواہب لدنیہ شارح بخاری)..... اور ان جیسے بڑے بڑے علماء نے ان کی شاگردگی پر فخر و ناز کیا ہے۔ (بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز ص ۱۹)

[1] خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۵۳۔ زرقانی ج ۵ ص ۲۴۴/۲۴۵۔ ۱۲ منہ

وہ اب زمین والوں کا درود خود نہیں سن سکتے۔ فیا للعجب۔

(۱۷) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

انی اریٰ مالا ترون واسمع مالا تسمعون اطّت السماءُ وحق لہا ان تئط لیس فیہا موضع اربع اصابع الا وملک واضع جبہتہ ساجد للہ[1]

بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آواز نکلتا ہے اور چرچڑ کرتا ہے آسمان اور لائق ہے اسے کہ آواز کرے کیونکہ اس میں چار انگل کی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتہ پیشانی رکھ کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔

[1] قال القسطلانی والزرقانی۔ وکان علیہ الصلوٰۃ والسلام یبلغ صوتہ وسمعہ مالا یبلغہ صوت غیرہ ولا سمعہ من الاصوات والاسماع المعتادین فقد کان یخطب فتسمعہ العواتق فی البیوت ویسمع اطیط السماء کما مر بسط ذلک فی شمائلہ اھ شرح المواہب للزرقانی ج۵ ص۲۴۸۔ نیز اسی میں ہے۔ واما سمعہ الشریف فحسبک انہ قد قال صلی اللہ علیہ وسلم (انی اریٰ مالا ترون واسمع مالا تسمعون) فہو صریح فی قوۃ سمعہ وقوی ذلک بقولہ (اطت السماء.....) انی لا سمع اطیط السماء فالظاہر حملہ علی الحقیقۃ فانہ امر ممکن ولا یتم الدلیل الا بہ والفاظہ صلی اللہ علیہ وسلم یجب بقاءہا علی ظاہرہا الا لمانع ولا مانع ہنا فکیف اذ کان الصرف علی الظاہر یفوت المقصود اھ ملخصاً۔ زرقانی ج۴ ص۸۹۔ ونحوہ فی المرقات ج۵ ص۱۱۲ ورواہ محمد بن حمید الرازی۔ شرح شفا للقاری ج۲ ص۱۳۸ ۱۲ منہ

اخرجه الترمذی عہ وابن ماجه عہ والونعیم ۔ خصائص کبریٰ للسیوطی ج۱ ص۶۵/۶۶
ورواه احمد فی مسنده والحاکم فی مستدرکه ۔ الفتح الکبیر ج۱ ص۴۵۰
مطبوعہ مصر ۔ مشکوٰۃ ص۴۵۷ ۔ باب البکاء الخ ۔ زرقانی علی المواہب
ج۴ ص۸۹ پر ہے ۔ رواہ الترمذی واحمد وابن ماجه والحاکم وصححه کلهم
ورواه البغوی فی شرح السنۃ مرقات ج۵ ص۱۱۲ ۔ مدارج النبوۃ
ج۱ ص۷ ۔ شفا شریف ص۱۱۱/۱۱۲ فصل واما خوفه ۔ شرح للقاری
والخفاجی ج۲ ص۱۳۸ ۔

(۷) حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے
اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا

تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع
من شیٔ قال انی لاسمع اطیط السماء لہ
الحدیث ۔ اخرجه ابو نعیم
خصائص کبریٰ ج۱ ص۶۶

کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں صحابہ
نے عرض کیا ہم تو کچھ نہیں سن رہے ۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بیشک
میں آسمان کے چرچرانے کی آواز سنتا ہوں

عہ جامع ترمذی ج۲ ص۵۵ ابواب الزہد باب ماجاء فی قول النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ۱۲ منہ ۔ عہ سنن ابن ماجہ ص۳۱۹ ابواب الزہد باب الحزن والبکاء ۱۲ منہ

لہ قال الزرقانی فی شرح قوله السماء ای جنسها فالمراد السبع فان قیل کیف یکون صوت مسموعا لسامع فی محل لا یسمعه آخر معه وهو مثله سلیم الحاسة عن آفة تمنع الادراک اجیب بان الادراک معنی یخلقه الله تعالیٰ لمن یشاء ویمنعه من یشاء ولیس بطبیعة ولا وتیرة واحدة ۔ اھ زرقانی ج۴ ص۹۰ ۱۲ منہ

ومواہب صــ وزرقانی ج ۴ صــ ۹۰ -

جو محبوب آسمانوں کے رونے کی آواز سنتے رہے وہ زمین والوں کا درود خود نہیں سکتے وہ فاصلہ بھی ذہن نشین رہے - اور یہ فاصلہ بھی -

(۸) صحیح بخاری کی حدیث قدسی کہ اللہ تعالیٰ ولی کے کان بن جاتا ہے اور امام رازی کی یہ تشریح حاضر وناظر کی بحث میں گذر چکی کہ حبیب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور ولی کے کانوں میں آجاتا ہے - تو وہ ولی دور و نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے - جن کے غلام اولیاء کرام دور و نزدیک سے سنتے ہیں - ان کے آقا و مولیٰ دور سے نہیں سنتے - لاحول ولا قوۃ الا باللہ - بلکہ وہ بطریق اولیٰ سادات اولیاء صحابہ کرام سے بھی بڑھکر سنتے ہیں - اور عالم کے ہر گوشے کی آواز سنتے ہیں

(۹) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں -

(الکوثر) ھو نھر فی الجنۃ لیس احد یدخل اصبعیہ فی اذنیہ الا سمع خریر ذلک النھر -

تفسیر در منثور للسیوطی ج ۶ صــ ۴۰۲

کہ کوثر بہشت میں ایک نہر ہے کوئی نہیں کہ اپنے دونوں کانوں میں دو انگلیاں دے مگر وہ شخص اس نہر کوثر کے پانی کے اوپر سے گرتے اور چلنے کی آواز سن لے گا

بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ خداداد قوت سے بھی حبیب خدا دور سے نہیں سن سکتے جو ایسا مانے وہ مشرک ہے - لیکن کیا اب ام المومنین پہ فتویٰ لگائیں گے - گیا ان سے یہی کہیں گے کہ والدہ صاحبہ آپ نے تو

کمال ہی کر دیا۔ ہم تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زمین والوں کا درود سننا نہیں مان رہے تھے۔ آپ نے تو ہر ایک کے لئے اتنا دور کا سننا فرما دیا اور پھر وہ بھی کان بند کر کے۔ کوئی بڑی بات نہیں کہ یہ لوگ ام المومنین پہ فتویٰ لگا دیں۔ کفر و شرک کی مشین جو ہر وقت چلتی ہے۔ اور ان کے نزدیک شرک امور عامہ سے جو ہوا۔ کرستی ان کے فتوے شرک کی زد میں، اولیاء ان کے فتوے شرک کی زد میں، نبی ان کے فتوئے شرک کی زد میں بلکہ خود خدا ان کے فتوئے شرک کی زد میں بلکہ وہ خود بھی اپنے فتوئے شرک و کفر کی زد میں۔ چنانچہ ان کے اسمٰعیل دہلوی صاحب نے کہا کہ وہ ہوا جس کا ذکر حدیث میں آیا کہ جس کے چلنے کے بعد تمام روئے زمین پر کوئی مومن نہ رہے گا۔ وہ ہوا چل چکی ہے۔ (ملخصاً تقویۃ الایمان صـ۴۶)

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ — اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے

(پ ۱۷ الحج ۲۷ ع ۴)

چنانچہ اس حکم کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابو قبیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر چاروں طرف ایک ایک آواز دی کہ اللہ تعالیٰ کے بندو اللہ کے گھر کی طرف آؤ۔ قیامت تک پیدا ہونے والوں نے یہ آواز سنی جس نے جتنی بار لبیک کہا وہ اتنے ہی حج کرے گا۔ اور جو روح خاموش رہی وہ حج نہ کر سکے گی۔ (تفسیر روح البیان ج۴ صـ۲۲ و خزائن العرفان صـ ۔ رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف و ابن

منیع وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیہقی فی سننہ عن ابن عباس علاوہ ازیں اور بہت سی تخریجیں ہیں۔ من شاء فلینظر ثم۔ تفسیر درمنثور ج ۴ ص ۳۵۴۔ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۱۶۔ تفسیر بیضاوی ص ۲۳۶ مطبوعہ مصر علی القرآن۔ تفسیر مدارک وخازن ج ۳ ص ۲۸۔ تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۲۷۔ تفسیر ابوسعود ج ۶ ص ۲۳۵۔ تفسیر مظہری ج ۶ ص ۲۷۵۔ جلالین ص ۲۸۱۔ صاوی ص ۸۳ ج ۳۔ جمل ج ۳ ص ۱۱۳)

اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ دور سے غیر اللہ کو پکارنا اور دوسرا یہ کہ غیر اللہ کا دور سے سننا۔ اور وہ بھی عالم ارواح میں کوئی ماں کے پیٹ میں تھا۔ اور کوئی باپ کی پیٹھ میں۔ یہ دونوں چیزیں شرک نہیں۔ اگر کوئی صاحب کہے کہ روحوں کو تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی پکار سنادی۔ تو میں کہوں گا کہ حضور کو بھی ہماری آوازیں اللہ تعالیٰ ہی سناتا ہے ہم جو آپس میں ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ سناتا ہے۔ کوئی غیر اللہ ذاتی قوت سے نہیں سنتا بلکہ جو بھی سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سے سنتا ہے۔ روحیں دور سے سنیں۔ اور محبوب خدا دور سے نہ سنیں وہ جائز یہ شرک۔ توبہ استغفر اللہ تعالیٰ۔ یہ بھی کوئی شرک ہے کہ ایک جگہ ایمان دوسری جگہ بعینہ وہ شرک ہو واہ۔ شرک مقید با فراد وازمان وامکنہ نہیں ہوا کرتا شرک ہر وقت ہر ایک کے لئے ہر جگہ شرک ہی ہوتا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

کل نفس بما کسبت رھینۃ الا اصحٰب الیمین فی جنت ط یتسآءلون عن المجرمین ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین	ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر داہنی طرف والے (یعنی صالحین باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی۔ وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے

(پ ۲۹ مدثر ۳۸ / ۴۴)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جنتی جنت میں رہ کر اتنا دور و دراز تک دیکھیں گے۔ کہ دوزخ میں دوزخ والوں تک ان کی نظریں پہنچ جائیں گی۔ اور ان کا حال معلوم کر کے ان سے سوال کریں گے۔ کہ تم دوزخ میں کیوں گئے۔ دوزخی دوزخ میں رہ کر اتنا انتہائی فاصلہ سے جنتیوں کی بات سن لیں گے۔ اور جواب دیں گے۔ تو ان کا جواب اتنا دور سے جنتی سن لیں گے۔

فریق مخالف کے قول کے مطابق یوں سمجھیئے کہ جو چیز (یعنی دور سے سننا) آج دنیا میں توحید (واجب لذاتہ) کی ضد و نقیض ہے۔ یعنی شرک (جو ممتنع لذاتہ و محال لذاتہ ہے) وہ کل آخرت میں ممتنع تو ممتنع بلکہ ممکن ہو کے وقوع پذیر ہو جائے گا۔ شاباش شرک اسے کہتے ہیں۔ محال لذاتہ اسے کہتے ہیں۔ بدیں عقل و دانش بباید گریست۔
حقیقت یہ ہے کہ دور سے سننا نہ آج شرک ہے۔ نہ کل۔ اگر یہ شرک ہوتا تو ہر وقت شرک ہوتا۔

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من سال اللہ الجنۃ ثلث مرات قالت الجنۃ اللھم ادخلہ الجنۃ ومن استجار من النار ثلث مرات قالت النار اللھم اجرہ من النار

جو اللہ تعالیٰ سے تین دفعہ جنت مانگے تو جنت (اس سائل کی آواز سنکر) کہتی ہے اے اللہ اسے بہشت میں داخل کر اور جو شخص تین مرتبہ دوزخ سے پناہ مانگے تو دوزخ (اس کی آواز سنکر) کہتی ہے اے اللہ اس کو دوزخ سے پناہ دے۔

رواہ الترمذی ج ص والنسائی ج ۲ ص ۲۷۷۔ کتاب الاستعاذۃ باب الاستعاذۃ من حر النار۔ مشکوٰۃ شریف ج۱ ص ۲۱۸ باب الاستعاذۃ ورواہ ابن ماجہ وابن حبان[1] والحاکم۔ مرقات ج ۳ ص ۱۴۶۔ الفتح الکبیر ج ۳ ص ۱۹۵ مطبوعہ مصر۔ حدیث صحیح۔ الجامع الصغیر للسیوطی ج ۲ ص ۱۷۲۔

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت بھی دور سے سنتی ہے اور دوزخ بھی دور سے سنتی ہے۔ کیوں صاحب شرک کہاں گیا۔

(۱۳) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

---

[1] فی صحیحہ، ص ۶۰۳ موارد الظمآن مطبوعہ مکہ شریف ۱۲ فیضی

والسلام نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں ایذا نہیں دیتی مگر اس مرد کی بیوی حور (جنت سے) کہتی ہے (او دنیا والی سوکن) تو اسے تکلیف نہ پہنچا اللہ تجھے ہلاک کرے۔ وہ تیرے ہاں مہمان و مسافر ہے قریب ہے کہ تجھے چھوڑ کر ہماری طرف آئیگا۔ (ترمذی[۱]۔ ابن ماجہ[۲]) مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۸۱ باب عشرۃ النساء۔ وایضا رواہ احمد فی مسندہ۔ الفتح الکبیر ج ۳ ص ۳۱۲

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حور اتنا فاصلہ (جنت) سے دنیا والے مرد کی فعلی تکلیف سے باخبر ہے اور اس کو دیکھتی ہے اور قولی ایذا کو سنتی ہے۔ افسوس صد افسوس اس نظریہ پر کہ جنت، دوزخ، حور تو دور سے سنیں مگر حضور محبوب خدا امام الانبیاء دور سے نہیں سنتے

(۱۴۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عمار (ابن یاسر)

ان اللہ تعالٰی ملکا اعطاہ اسماع الخلائق کلہا وھو قائم علی قبری اذا مت الی یوم القیامۃ فلیس احد من امتی یصلی علیّ

یعنی بے شک اللہ تعالٰی کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالٰی نے تمام مخلوق کے کان دیئے ہیں (یعنی تمام مخلوق کی آوازوں کے سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے) جب میں پردہ پوش ہوں گا تو وہ فرشتہ قیامت تک میری مزار پر کھڑا رہے گا۔ میری امت

۱؎ جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۴۰ ۱۲ منہ ۲؎ سنن ابن ماجہ ص ۱۴۶ ۱۲ منہ

صلوۃ الاسماہ باسمہ واسم ابیہ قال یا محمد صلی علیک فلان کذا وکذا فیصلی الرب عزوجل علی ذلک الرجل بکل واحدۃ عشرا۔

سے کوئی نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر وہ فرشتہ اس درود پڑھنے والے کا اور اس کے باپ کا نام لیتا ہے اور عرض کرتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلاں نے آپ پر اتنا درود شریف پڑھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس درود بھیجنے والے پر ایک ایک درود شریف کے عوض دس دس رحمتیں بھیجتا ہے

رواہ الطبرانی فی الکبیر واللفظ لہ۔ اس حدیث کے سب رواۃ ثقہ ہیں۔ ورواہ[۲] ابو الشیخ (ابن حبان) الاصبہانی۔ واحمد[۳] بن داؤد المکی والو[۴] القاسم التیمی فی ترغیبہ والحارث[۵] فی مسندہ، وابن[۶] ابی عاصم۔ وابن الجراح فی امالیہ۔ وابو[۸] علی الحسن بن نصر الطوسی فی احکامہ۔ والبزار[۹] فی مسندہ۔ ورواہ[۱۰] الرویانی۔ (جلاء الافہام ص ۶۹/۷۱ وہامشہ۔ القول البدیع للسخاوی ص ۱۱۲) الفتح الکبیر ج۱ ص ۳۱۱۔ جامع صغیر ج۱ ص ۹۵ قال الشیخ (ھذا) حدیث حسن"۔ السراج المنیر ج۱ ص ۵۲۰ مطبوعہ مصر۔ سعادت دارین ص ۶۲ مطبوعہ مصر۔ الترغیب والترہیب للمنذری ج۲ ص ۴۹۹ مطبوعہ مصر۔

(۱۵) ورواہ الدیلمی عن ابی بکر الصدیق نحوہ القول البدیع للسخاوی ص ۱۵۵ الجوہر المنظم لابن حجر ص ۲۰۔ سعادت دارین ص ۵۸ مطبوعہ مصر۔

الفتح الکبیر ج ۱ ص ۲۲۳ مطبوعہ مصر ۔

(۱۴) ورواہ عبدالرحمٰن بن واقد العطار عن یزید الرقاشی نحوہ ۔ جلاء الافہام ص ۸۲/۸۳

ان حدیثوں میں اس فرشتہ کے لئے بیک وقت ہزاروں لاکھوں کے درود سننا اور پھر مدینہ منورہ میں کھڑے ہو کر دنیا کے کونے کونے سے درودوں کی آوازیں سننا ثابت ہو رہا ہے ۔ جن کے غلاموں کی یہ شان ہو اس مرکز نعم سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سمع کا کیا کہنا وہ تو بطریق اولیٰ سب کی سنتے ہیں ۔ اور ہر ایک کے درود کو بنفس نفیس سننے کی طاقت ان میں موجود ہے ۔ اگر کوئی کہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود دور و نزدیک والوں کا درود سنتے ہیں ۔ تو یہ فرشتہ کیوں مقرر کیا گیا تو جواب یہ ہے کہ خدمت ، نوکری ، ملازمت کے لئے ۔ جیسے اس فرشتہ کی تقرری سیاحین ملائکہ سامعین درود کے منافی نہیں[۱] ۔ یہ خود بھی سنتا ہے اور فرشتے بھی زمین میں چکر لگا کر حضور پہ لوگوں کے درود پیش کرتے ہیں ۔ جیسے سیاحین ملائکہ کی تقرری اس ملک کے سننے کے منافی نہیں ۔ اسی طرح سیاحین ملائکہ اور اس ملک کی تقرری خود حضور کے سننے کے منافی نہیں ۔ نیز

---

[۱] علامہ حفنی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ۔ (قولہ ملکا) ای واقفا علی قبری یبلغنی صلاۃ کل احد باسمہ واسم ابیہ وہذا لا ینافی ان غیرہ یبلغہ ذلک کالملائکۃ السائحین اھ ہامش السراج المنیر ج ۱ ص ۲۰۵ ۔ ۱۲ منہ ۔

جس طرح ان ملائکہ کی تقرری جو بندوں کے اعمال بارگاہ خداوندی میں پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علیم و سمیع بکل شئ ہونے کے منافی نہیں بلکہ وہ ملائکہ کی ملازمت ہے۔ تو یہاں بھی ملائکہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پیش کرنا خود ان کے سننے کے منافی نہیں۔

سوال حدیث ۱۴۲/۲ کی سند اور اس کے تین راویوں "اسمٰعیل بن ابراہیم ابو یحییٰ تمیمی۔ نعیم بن ضمضم۔ ابن حمیری" پہ بعض لوگوں نے جرح و قدح کی ہے (تبرید ص ۱۸۳ گکھڑوی)

جواب ۱:۔ یہ سند اور رواۃ دیکھتے رہیں۔ "الشیخ المحدث علامہ عزیزی متوفی ۱۰۷۰ھ کا اسی حدیث کی شرح میں اسی حدیث کے متعلق (جو بروایت طبرانی ہے) (یہ کلام نقل ہو چکا کہ) قال الشیخ حدیث حسن السراج المنیر ج ۱ ص ۲۵۴ الشیخ نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔ جو فضائل درکنار اعمال میں بھی باتفاق جمہور محدثین حجت ہوا کرتی ہے۔ (نیل الاوطار) اب اس فتوئے حسن کے سامنے ان کی کون سنے۔

جواب ۲:۔ اس (المعترض کالاعمی) کا یہ کہنا کہ اس حدیث کا ایک راوی اسماعیل بن ابراہیم ابو یحییٰ تمیمی ہے یہ مصنوعی و جعلی راوی اس حدیث کا بیان کر کے پھر باتفاق محدثین اس کی تضعیف نقل کرنا یہ معترض کی ناواقفیت اور بے علمی کی دلیل ہے۔

ع ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند

ے گر ہمیں مفتی و ہمیں ملا ٭ کار طفلاں تمام خواہد شد

فقیر نے اس معترض کی اکثر و بیشتر کتابوں کو خوب بنظر انصاف دیکھا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ شخص حوالوں میں خیانت کرتا ہے۔ کذب بیانی سے کام لیتا ہے۔ اور عیار مؤول ہے۔ ابھی اس وقت اس کی مستقل تردید کے درپے نہیں۔ جو اس کے تمام اکاذیب کی نشان دہی کر دوں اور اس کی قلعی کھول کر اس کے دلائل کا وزن بتاؤں اور اس کے اعتراضوں کا بے وزن ہونا ظاہر کر دوں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو ایسا ہوگا۔ یہ تو ضمنی طور پر اس کتاب میں کہیں دو دو چار چار باتیں ہوگئیں ہیں۔ تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ یہ ہے اس محرر مذہب کی علمی لیاقت) پتہ نہیں معترض کو اس حدیث کی کون سی سند ہاتھ لگی جس میں اسے اسماعیل ابو یحیی تمیمی نظر آیا اور باقی وہ سندیں نظر نہ آئیں جن میں اس راوی کا نام و نشان بھی نہیں۔ بہت سے محدثین نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ کچھ نمونہ مذکور ہوا۔ اور اس وقت تین روایتیں مع سند تو اس فقیر کے سامنے ہیں۔ ان میں تو کہیں بھی اس راوی کا نام و نشان نہیں۔ وہ تین روایتیں یہ ہیں۔ ابو الشیخ اصبہانی کی روایت معجم کبیر للطبرانی کی روایت احمد بن داؤد مکی کی روایت۔ اگر بالفرض وہ راوی اس حدیث کی کسی سند میں ہو بھی تب بھی منصف معترض کو اس راوی کا نام لیکر اس پر جرح نقل کر کے اصل حدیث کی تضعیف کرنا زیب نہیں دیتا کیوں کہ بہت سی سندوں میں اس تمیمی کا نام و نشان نہیں ہے۔ لیکن کیا کریں تمیمیوں کو تمیمیوں سے انس جو ہوا۔ بار بار ان کا نام منہ چڑھا تو ذکر کیا کر دیا ذوالخویصرہ (معترض سید عالم جس نے حضور سے کہا اعدل یا محمد

اور حضور نے اس کے متعلق فرمایا کہ اس کی نسل سے قوم نکلے گی۔ جو قرآن پڑھیں گے۔ لیکن گلے سے نیچے نہ اترے گا۔ تمہاری نمازیں اور روزے ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں حقیر نظر آئیں گے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور اہل اوثان کو ترک کریں گے۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے۔ جیسا کہ تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ بخاری، مشکوۃ وہ ذوالخویصرہ بھی تمیمی اور ابن تیمیہ بھی تمیمی اور ابن عبدالوہاب نجدی بھی تمیمی ہے)) امام محدث مناوی اور امام ابن حجر کو تو اس حدیث کی سند میں یہ تمیمی راوی نظر نہ آیا چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ نعیم اور ابن الحمیری کے علاوہ باقی سب رجال اس حدیث کے صحیح کے رجال ہیں " وبقیة رجاله رجال الصحیح " فیض القدیر ج۲ ص۴۸۳) باقی رہا ابن حمیری اس کے متعلق اس نے کہا کہ " یہ مجہول ہے" میں کہتا ہوں کہ علامہ سخاوی نے کہا "۔ ھو معروف یعنی یہ معروف و معلوم ہے۔ نیز لکھا " ذکرہ ابن حبان فی ثقات التابعین" القول البدیع ص۱۱۲/۱۱۳ للسخاوی مطبوعہ مکہ وہامش جلاء الافہام ص۶۱ یعنی محدث امام ابن حبان نے ابن حمیری راوی کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے۔ باقی رہا نعیم بن ضمضم تو گذارش یہ ہے کہ نعیم بن ضمضم اس حدیث کا کوئی راوی نہیں ہاں نعیم بن ضمضم ہے۔ اس کو اگر بعض نے ضعیف کہا ہے تو بعض محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔ دلیل وہی عبارت کہ ذہبی شاگرد ابن تیمیہ نے کہا " ضعفه بعضهم۔ میزان ج۳ ص۲۴۱

القول البدیع ص۱۱۳ ۔ ہامش جلا۱۶ الافہام ص۴۱ ۔ اور جب تضعیف توثیق سے اور جرح تعدیل سے ٹکرائے تو امام نسائی کے مذہب کے مطابق ترجیح توثیق و تعدیل کی ہوا کرتی ہے ۔ کیونکہ وہ اصل ہے ۔ (کوثرالنبی ص۱۰۳) اسی لئے تو علامہ عزیزی نے اس حدیث کا حسن ہونا نقل کیا ہے ۔

جواب ۳ :- اسی مضمون کی تین حدیثیں مذکور ہوئیں دیکھئے ۱۴ عمار بن یاسر والی ۔ ۱۵ حضرت ابوبکر صدیق والی رضی اللہ عنہما ۱۶ یزید رقاشی والی رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ اور تینوں حدیثوں کو انفرادی طور پر ضعیف مان لیا جائے ۔ پھر بھی یہ ملکر قوت پاکے حسن ہو کے قابل احتجاج ہوں گی ۔ (جیساکہ اس کی تفصیل اصول حدیث میں مذکور ہے اور اس کا کچھ بیان اسی کتاب کے گذشتہ اوراق میں مذکور ہوا ۔

جواب ۴ :- بالفرض یہ حدیث ضعیف ہی رہے قوت نہ پائے ۔ حسن نہ کہلائے تو پھر بھی یہ حدیث ضعیف جو غیر موضوع ہے حجت ہے کیونکہ باب فضائل (درود) میں وارد ہے ۔ محدثین نے انہیں حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد یہی تنبیہہ فرمائی ملاحظہ ہو ۔ سعادت دارین ص۸۵ مطبوعہ مطبعۃ بیروت ۔ القول البدیع للسخاوی مطبوعہ مکہ ص۲۵۸ ۔

سوال حدیث ۱۳ کے رواۃ اور رجال میں سے دو راویوں عبدالوہاب بن ضحاک ، اور اسماعیل بن عیاش پر بعض لوگوں نے

(گگھڑوی صاحب نے تبرید النواظر ص۱۸۳) جرح و قدح نقل کی ہے)

جواب ۱:- معترض کی نظر صرف ابن ماجہ پر رہی اسلئے اس کو اعتراض کی سوجھی۔ فقیر کی معلومات کے مطابق اس حدیث کا تین محدثین مخرجین نے اپنے اپنے طور پر اخراج کیا۔" ۱ امام احمد نے اپنی مسند میں۔ ۲ امام ترمذی نے جامع ترمذی میں۔ ۳ امام ابن ماجہ نے سنن میں۔ حوالے پیچھے گذرے۔ جب یہ حدیث مسند امام احمد حنبل کی ہوئی۔ تو اب مسند احمد کی حدیثوں کا وزن ملاحظہ ہو۔ امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔ "مسند احمد کی ہر حدیث مقبول ہے[۱]" نیز محدثین نے فرمایا کہ مسند احمد کی ہر حدیث قابل احتجاج ہے۔ اور بعض محدثین نے اس کی ہر حدیث کو صحیح کہا۔ بقول عسقلانی مسند احمد کی کوئی حدیث موضوع نہیں (مرقات شرح مشکوٰۃ للقاری ص۲۱۔ نیل الاوطار للشوکانی وہو غیر مقلد ج ۱ ص۱۹) لہذا حدیث ۱۳ موضوع نہیں بلکہ مقبول اور قابل احتجاج ہے۔

جواب ۲:- عبدالوہاب بن ضحاک راوی سنن ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ جامع ترمذی کی روایت میں نہیں لہذا اس پر جرح و قدح نقل کرنا۔ حدیث ۱۳ کے وزن گرانے کے لئے فضول ہے۔

---

[۱] کل ما کان فی مسند احمد فھو مقبول" کنز العمال ج ۱ ص۳ طبع جدید۔ الفتح الکبیر ج ۱ ص۳ مطبوعہ مصر۔ کوثر النبی ص۱۴۰ ۱۲ منہ

اس میں نہ معترض کو فائدہ ہے۔ اور نہ سنی کو نقصان ہے۔ باقی رہا اسماعیل بن عیاش تو اس کی روایت شامیوں سے اور اپنے شہر والوں سے مقبول ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں۔ وروایة اسماعیل بن عیاش عن الشامیین اصلح جامع ترمذی ج ا ص ۱۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ صدوق فی روایته عن اهل بلده تقریب ج ا ص ۳۷۔ تو یہاں اسماعیل بن عیاش (جو "الحمصی" ہے تقریب ج ا ص ۳۷) اس حدیث کو "بحیر بن سعد (جو الحمصی ہے تقریب ج ا ص ۹۳) سے روایت کر رہا ہے لہذا یہ حدیث قابل احتجاج ہے

جواب ۳۔ یہ حدیث نہ موضوع ہے نہ ضعیف بلکہ حسن ہے چنانچہ امام حافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری (المتوفی ۶۵۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں رواہ ابن ماجہ۔ والترمذی وقال حدیث حسن۔ اھ۔ الترغیب والترہیب للمنذری ج ۲ ص ۵۸ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق۔

اللھم انصر الاسلام والمسلمین واعز الاسلام والمسلمین۔ اللھم انصر من نصر دین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم۔

(۷) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا۔

"اکثروا الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملائکۃ لیس من عبد یصلی علیّ الا بلغنی صوتہ حیث کان قلنا وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء"

یعنی جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو بے شک جمعہ کا دن حاضری کا دن ہے۔ اس میں (اللہ تعالیٰ کی رحمت کے) فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی بندہ نہیں جو مجھ پر درود شریف پڑھے مگر اس کے درود شریف کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے (یعنی اس کے درود کی آواز میں خود سنتا ہوں) درود بھیجنے والا جہاں بھی ہو۔ صحابہ نے عرض کی آپ کی پردہ پوشی کے بعد بھی یہی حال ہوگا فرمایا ہاں پردہ پوشی کے بعد بھی یہی حال ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ انبیا کے اجساد کو کھائے۔

رواہ الطبرانی (فی المعجم الکبیر صـ) جلاء الافہام صـ ۷۳/۷۴ لابن القیم وہو منہم۔ الجوہر المنظم لابن حجر صـ ۳۰ مطبوعہ مصر۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین صـ ۷۱۳ مطبوعہ مصر۔ اربعین نبویہ صـ ۳۹۔ انوار احمدی صـ ۷۹۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جہاں سے بھی کوئی درود شریف پڑھے

چاہے مدینہ میں ہو یا مدینہ منورہ سے کتنا دور ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے درود کی آواز خود سنتے ہیں۔

سوال:۔ اس حدیث سے استدلال باطل ہے اولاً اس لئے کہ یہ روایت منقطع ہے۔ ثانیاً اسی روایت میں فرشتوں کی حاضری کا ذکر ہے تو بواسطۂ ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درود پڑھنے والے کی آواز پہنچتی ہے۔ (تبریدہ ص ۱۸۲ گکھڑوی صاحب [1])

جواب:۔ بر تقدیر ثبوت انقطاع حنفی کہلا کے حنفیوں کے سامنے حدیث منقطع سے استدلال کے بطلان کا قول کرنا باطل ہے کیونکہ ایسا معترض اصول حنفیہ سے جاہل ہے۔ حدیث مرسل و منقطع حنفیوں کے نزدیک استدلال کے قابل ہے۔ منار اور پھر اس کی شرح نور الانوار ص ۱۸۴/۱۸۵ پر ہے۔

فالمرسل من الاخبار وھو ان کان من الصحابی فمقبول بالاجماع ومن القرن الثانی والثالث کذلک عندنا ای مقبول عند الحنفیۃ[2] ..... بل ھو فوق المسند اھ ملخصاً۔ حضرت شاہ الشیخ عبد الحق محدث دہلوی مقدمہ "اصول حدیث" ص ۴ میں فرماتے ہیں۔ قد یجی

---

[1] یعنی وہ قولاً حنفی ہیں اور عملاً اعتقاداً در پردہ غیر مقلد ہیں پھر صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں ۱۲

[2] مولانا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں۔ قال ابوداؤد وھذا مرسل لانہ نوع مرسل وھو المنقطع لکن المرسل حجۃ عندنا وعند الجمھور ۱۲ منہ

عند المحدثین المرسل والمنقطع بمعنی .... وحکم المرسل .... عند ابی حنیفة ومالک المرسل مقبول مطلقا.... وعند الشافعی ان اعتضد .... وعن احمد قولان اھ ملخصاً۔ کوثر النبی لمولانا پھراروی صت ۲۴ پر ہے۔ القبول مطلقا وھو قول ابی حنیفة و مالک رحمہما اللہ تعالیٰ۔

فرشتوں کی حاضری کا ذکر ہے۔ بجا ہے کہ جمعہ کے دن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ فرشتے درود کی آواز پہنچانے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ کیا فرشتے ٹیپ ریکارڈ بیکر درود پڑھنے والوں کی آوازیں بند کرتے رہتے ہیں۔ پھر وہ جا کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنا دیتے ہیں۔ حدیث شریف کے الفاظ پر غور ہو۔ بلغنی صوتہ مجھ تک اس کی آواز پہنچتی ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ مجھ تک اس کی آواز پہنچائی جاتی ہے۔ فرشتوں کے توسط سے آواز کا سننا ہے۔ اور نور نبوت سے آواز کا سننا تو بہ توبہ شرک شرک۔ یہ ہیں عداوت رسول کے کرشمے۔ ایک اور شوریدہ سر اٹھا اور اس نے کہا (بے سند و بلا دلیل) کہ میرا دل کہتا ہے کہ صوتہ سے شاید لام چھوٹ گئی ہے۔ دراصل صلوتہ ہوگا۔ (کیونکہ دور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سننے کا انکار جو کرنا ہوا۔ آخر اپنی خواہش اور جعلی اعتقاد کی حفاظت جو کرنی ہے۔ لہذا حدیث کو بدل دو۔)

؎ خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ؛ ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

ضرب کلیم اقبال صت ۱۴

ایسے لوگوں کو ان آیات و احادیث میں غور کرنا چاہیئے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ (قرآن) وان الشیاطین لیوحون الی اولیاء هم لیجادلوکم (قرآن ۸ انعام ع۱۴) وکذلک جعلنا لکل نبی عدو اشیاطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعضہم زخرف القول غرورا (۸ انعام ع۱)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا لایؤمن احدکم حتی یکون هواہ تبعا لما جئت بہ۔ مشکوٰۃ ص۳۰

(۱۸) حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ فرمایا۔

اصحابی واخوانی صلوا علی فی کل یوم اثنین والجمعۃ بعد وفاتی اسمع منکم بلا واسطۃ

(انیس الجلیس للسیوطی ص۲۲۲)

میرے اصحاب اور (تواضعاً فرمایا) میرے بھائیو مجھ پر ہر پیر اور جمعہ کے روز درود پڑھا کرو میری وفات کے بعد میں بلا واسطہ (تم سے تمہارا درود) سنتا ہوں

(۱۹) وقیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایت صلوۃ المصلین علیک ممن غاب عنک، ومن یاتی بعدک ماحالھما عندک فقال اسمع صلوۃ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کی گئی کہ خبر دیجئے ان لوگوں کے درود سے جو آپ سے غائب ہیں اور جو آپ کے بعد آئیں گے۔ آپ کے نزدیک ان دونوں کا کیا حال ہے فرمایا اہل محبت کا درود میں خود

اھل محبتی واعرفھم وتعرض علیّ صلوٰۃ غیرھم عرضاً۔	سنتا ہوں۔ اور ان کو پہچانتا ہوں اور غیر محبت والوں کے درود مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔

دلائل الخیرات شریف صـ۳۲۔ ۱

امام ہمام عالم ولی کامل عارف واصل محقق فاضل فرید عصر وحید دھر ابو عبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی جو بیس واسطوں سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں۔ آپ کے شاگرد بیس ہزار سے زیادہ تھے۔ جنہوں نے آپ سے حدیث کی نقل وروایت کی۔ اور علم فقہ وتفسیر کی تحصیل کی۔ بارہ ہزار چھ سو پینسٹھ آدمیوں نے آپ کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کی ... جو خالص عابد بنے۔ اور آپ سے بڑی کرامات اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوئے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بڑے پابند اور عامل تھے۔ آپ کی وفات یکم ربیع الاول ۸۷۰ھ میں ... نماز صبح کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں ہوئی۔ ستتر سال کے بعد جب آپ کی نعش کو ایک مقام سے دوسرے مقام (قبرستان ریاض الفردوس واقع مراکش) میں تبدیل کیا گیا۔ تو نعش بالکل تازہ معلوم ہوتی تھی۔ بعض حاضرین نے انگلی سے چہرہ مبارک کو دبایا تو خون اپنے مقام سے سرک گیا۔ اور جب انگلی کو ہٹایا تو اپنے مقام پر آگیا۔ آپ کی قبر مبارک پر انوار عظیمہ کا ظہور ہوتا ہے۔ ہر وقت زائرین کا اژدہام رہتا ہے۔ کثرت سے وہاں قرآن شریف اور دلائل الخیرات پڑھے

ہیں۔ درود وظائف تمام عالم اسلام کے درمیان اور خصوصاً حرمین شریفین اور مصر میں اس کتاب کو خدا نے مقبول خاص وعام بنایا ہے۔ ماخوذ از مطالع المسرات وشرح زروق مغربی۔ ومقدمہ دلائل مطبوعہ نور محمد) تمام عالی مقام بزرگان دین اس کتاب کا ورد کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس کے عامل تھے۔ (مقدمہ صـ۳) بلکہ حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم پیر و مرشد علماء دیوبند اور خواجہ محمد عثمان صاحب مرحوم پیر و مرشد مولوی حسین علی واں بھچرانی و دیوبندیان پنجاب اور بعض علمائے دیوبند اس دلائل الخیرات کے عامل رہے۔ بھچروی صاحب کو بھی مرشد نے اس کی اجازت عطا کی۔ (مجموعہ فوائد عثمانیہ صـ۱۲۰)
اس بیان سے دلائل الخیرات کے درودوں اور حدیثوں کی مقبولیت اور تلقی امت کا اندازہ لگائیں۔ حدیث ع۱۸ اور ع۱۹ سے بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا واسطہ خود بھی درود شریف سنتے ہیں۔ اگرچہ پڑھنے والا کتنا دور ہو۔

سوال :۔ یہ بالکل بے سند اور بے اصل اور بے سروپا اور بے حقیقت اور جعلی ومن گھڑت روایات ہیں۔ سند اور پھر روات کی توثیق اور سند کا اتصال ثابت کرو۔ (تبرید صـ۱۸۴/۱۸۵ گکھڑوی کھلہ)

جواب :۔ اقول وباللہ التوفیق۔ (۱) معترض کا ان روایتوں کے متعلق جعلی ہونے کا فتویٰ یہ ایجاب بندہ ہے۔ یا کسی ثقہ محدث یا عارف کامل کا قول ہے۔ اگر یہ کسی محدث اور عارف نے کہا ہے۔

توخاتو برھانکم ان کنتم صادقین ورنہ یہ فتویٰ اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں ۔ اور اگر یہ فتویٰ ثقہ رواۃ کی اتصالی سند منقول نہ ہونے کی وجہ سے ہے ۔ تو گوش ہوش سے سن لو کہ عدم نقل عدم وجود کو مستلزم نہیں ۔نیز عدم وجود سند بلکہ وجود سند مجروحہ بھی اس بات کو مستلزم نہیں ۔کہ حدیث فی الواقع جعلی ہے ۔کیونکہ اہل باطن حضرات خارجیوں رافضیوں قدریوں جبریوں کے واسطوں سے قطع نظر براہ راست بلا واسطہ خود حضور سے حدیثوں کی تصدیق و تصحیح کرا لیتے ہیں ۔ اور جاگتے ہوئے حضور سے پوچھ کر حدیث کا ہونا نہ ہونا معلوم کر لیتے ہیں ۔جیساکہ فریق مخالف کے مولوی کشمیری صاحب نے امام سیوطی کے متعلق لکھا ہے انہ راٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اثنین وعشرین مرۃ وسالہ عن احادیث ثم صححہا بعد تصحیحہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم " فیض الباری جزا ص ۲۰۴ ۔ یہ بھی خیال رہے کہ حدیث ۱۸ انہیں امام سیوطی سے منقول ہوئی ہے ۔

(۲) کسی ثقہ محدث اور عارف کا بغیر ذکر سند کے یہ فرمانا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے ۔ یا حضور نے یہ فرمایا وہ حدیث قابل قبول ہے ۔ منار اور پھر نور الانوار ص ۱۸۵ پر ہے :" وارسال من دون ھؤلاء بان یقول من بعد القرن الثانی والثالث قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کذا مقبول کذلک عند الکرخی اھ اس پر مولوی عبدالحی لکھنوی کے والد مولانا عبدالحلیم صاحب

یوں حاشیہ آرائی کرتے ہیں۔

قولہ مقبول لان العلۃ التی توجب قبول مراسیل القرون الثلثۃ وھی العدالۃ والضبط تشمل سائر القرون۔ اھ نیز لکھا وقیل ان ارسال من بعد القرون الثلثۃ لوکان من علماء الحدیث الممیزین بین الصحیح والضعیف فیقبل والا فلا۔ قمر الاقمار ۱۶۱ معلوم ہونا چاہیے کہ حدیث ع۱۸ کے ناقل خاتم الحفاظ امام سیوطی ہیں۔ جو ظاہر و باطن کے جامع ہیں۔ اور حدیث ع۱۹ کے ناقل امام جزولی ہیں جو فن حدیث کے بھی امام ہیں۔ اور اہل باطن کے بھی پیشوا ہیں۔ کما مر لہٰذا ان ثقہ محدثین عارفین کاملین کی بلاذکر سند والی حدیثیں مقبول ہیں۔

(۳) ایسے محدثین کاملین اور عاملین واصلین کا مذکورہ روایات کو ذکر کرکے ان کی موضوعیت نہ بتانا۔ ان روایتوں کے موضوع نہ ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ محدثین نے اصول حدیث میں اس بات کی تصریح کی ہے۔ کہ جعلی حدیث کا بغیر ذکر موضوعیت روایت کرنا اور نقل کرنا ناجائز ہے۔ (عامہ کتب اصول حدیث۔ القول البدیع للسخاوی ص۲۵۹) اگر یہ روایتیں درحقیقت من گھڑت ہیں تو اولاً اس کی تصریح کس نے کی ثانیاً ایسے محدثین عاملین کا ان کو بلا ذکر وضع نقل کرنا ان کے علم کو مجروح کرے گا یا عمل کو حالانکہ ان دونو باتوں میں وہ دونوں سیوطی و جزولی اکمل ہیں۔ ابناء زمانہ ان کی گرد راہ کو بھی

نہیں پاسکتے ۔

(۴) محدثین محققین کا حدیث کو بلا سند ذکر کرنا اس کے مقبول ہونے کی دلیل ہے ۔ کیونکہ اس محدث کامل عامل کا علم وعمل اس حدیث کو موضوع نہیں کہنے دے گا ۔ اور اگرچہ اس کی سند متصل ضبط کتابت میں نہیں آئی ۔ لیکن سینہ بسینہ کڑی ملی ہوئی ہوگی ۔ عقل ونقل وقیاس کا تقاضا یہی ہے ۔ کیونکہ صرف امام احمد حنبل کے علم میں سات لاکھ صحیح حدیثیں تھیں ۔ (فیض القدیر للمناوی ج ۱) حسن اس کے علاوہ ہوئیں اور ضعیف اس کے علاوہ ہوئیں ۔ اور آج تمام روئے زمین پر ضبط کتابت بمع ضبط سند کی کل حدیثیں صحیح وحسن وضعیف تقریباً ایک لاکھ ہیں ۔ (الفتح الکبیر ج اول وکوثر النبی ۔) اور باقی چھ لاکھ بلکہ اس سے بھی زائد صحیح امام احمد والی جو ضبط تحریر میں نہ آئیں ۔ اور ان کے علاوہ حفاظ محدثین کو جو صحیح حدیثیں انہیں یاد تھیں ۔ اور ضبط تحریر میں نہ آئیں ۔ کیا ان کو وہ محدثین زبانی نہ بیان کیا کرتے تھے ۔ ضرور بالضرور ان کو زبانی بیان کیا کرتے تھے ۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ زبانی اور سینہ بسینہ چلتا آیا یہاں تک کسی معتمد محدث نے بعض صدری حدیثوں کو کہیں تحریر کردیا ۔ یہ احتمال تو محققین علماء ظاہر کی حدیثوں میں تھا ۔ باقی رہے اہل باطن عرفا کاملین واولیاء واصلین تو ان کی بے سند حدیثوں کا حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ثبوت دو طرح ہوسکتا ہے ۔ ایک یہی طریقہ جو مذکور ہوا کہ سینہ بسینہ زبانی غیر تحریری کڑی کا ملنا ۔ اور دوسرا طریقہ

یہ ہے کہ ان کا خود حضور علیہ السلام سے سننا اور پوچھ لینا۔ لہذا عرفاء کی حدیثوں کا بڑا وزن ہے۔ درج ذیل عبارات پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی واضح و روشن ہو جاتی ہے۔ خاتم الحفاظ، مشاہد رسول اللہ یقظۃ مراراً" "وشیخ الحدیث" بزبان نبی اللہ مصحح احادیث نبویہ بعد تصحیح حبیب اللہ (کتاب المیزان۔ فتح الکبیر۔ فیض الباری) امام جلال الملت والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حدیث" اختلاف امتی رحمۃ" کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ "نصر المقدسی فی الحجۃ والبیہقی فی الرسالۃ الاشعریۃ بغیر سند واوردہ الحلیمی والقاضی حسین وامام الحرمین وغیرہم ولعلہ خرج فی بعض الکتب الحفاظ التی لم تصل الینا" الجامع الصغیر للسیوطی ج ۱ ص ۱۳ مطبوعہ مصر (خیال رہے کہ یہ وہی جامع صغیر ہے جس کے متعلق امام سیوطی خود اسی کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔ وصنتہ عما تفرد بہ وضاع او کذاب" ص ۳۔ ثابت ہوا کہ بعض حدیثیں بے سند ہونے کے باوجود بھی جعلی نہیں ہوا کرتیں۔ تو عدم ذکر سند موضوعیت کو مستلزم نہ ہوا الفتح الکبیر ج ۱ ص ۵۶ مطبوعہ مصر۔ جمع الجوامع للسیوطی (یہ وہی جمع الجوامع ہے جس کے متعلق شیخ محقق مقدمہ میں فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی حدیث جعلی و موضوع نہیں۔ سبحان اللہ ادھر بے سند اور پھر غیر موضوع) کنز العمال ج ۱ ص ۷۸ طبع جدید دکن۔ یہی امام سیوطی رحمہ الباری "تعقبات کے ص ۱۴ پر رقمطراز ہیں۔ قد صرح غیر واحد بان

من دلیل صحة الحدیث قول اھل العلم بہ وان لم یکن لہ اسناد یعتمد علی مثلہ ۔ اھ باب الصلوٰۃ "

تقریباً نوسو سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پردہ پوشی کے بعد خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جاگتے ہوئے صحیح بخاری شریف پڑھنے والے (فیض الباری) اور مصر میں بیٹھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مزار پُرانوار پر ہاتھ پہنچاکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کر لینے والے (لطائف المنن) سیدی عارف ربانی، واصل صمدانی، امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ النورانی درود شریف کے متعلق دو حدیثیں نقل کرنے کے بعد اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں۔

ھذا الحدیث والذی قبلہ رویناھما عن بعض العارفین عن الخضر علیہ السلام عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھما عندنا صحیحات فی اعلی درجات الصحة وان لم یثبتھما المحدثون علی مقتضی اصطلاحھم ۔ کشف الغمہ للشعرانی ج ۱ ص ۲۷۱ مطبوعہ مصر

ثابت ہوا کہ عرفا کی حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح ہوا کرتی ہیں۔ اگرچہ محدثین علماء ظاہر نے ان کا اخراج نہ کیا۔ اگر اس قسم کی مزید تحقیق دیکھنی ہو تو شیخ الاسلام الامام مولانا احمد رضا خاں کی کتاب الھاد الکاف ملاحظہ ہو۔

(۵) دلائل الخیرات شریف والی حدیث تلقی امت اور تداول صالحین اور عمل علماء سے[1] بھی تقویت حاصل کر چکی ہے۔ امام سیوطی تعقبات

[1] اس کا ثبوت ان کے ترجمہ میں گذرا ۱۲ امنہ

میں امام بیہقی سے ناقل۔ تداولها الصالحون بعضهم عن بعض وفی ذلك تقوية للحديث المرفوع

(۶) کسی محقق محدث نقاد کا کسی حدیث کو موضوع۔ وضعیف یا صحیح کہنا بنظر ظاہر ہے۔ اور درحقیقت یہ ممکن کہ موضوع وضعیف صحیح ہو اور صحیح موضوع وضعیف ہو۔ فتح القدیر (ج ۱ ص ۳۱۸) میں ہے۔ ان وصف الحسن والصحیح والضعیف انما هو باعتبار السند ظنا اما فی الواقع فیجوز غلط الصحیح وصحة الضعیف موضوعات کبیر للقاری میں ہے۔ المحققون علی ان الصحة والحسن والضعف انما هی من حیث الظاهر فقط مع احتمال کون الصحیح موضوعا وعکسه : مقدمہ شیخ محقق میں ہے۔ فالمراد بالحدیث الموضوع فی اصطلاح المحدثین هذا لانه ثبت کذبه وعلم ذلك فی هذا الحدیث بخصوصه والمسئلة ظنیة والحکم بالوضع والافتراء بحکم الظن الغالب ولیس الی القطع والیقین بذلك سبیل فان الکذوب قد یصدق اھ اب اگر کسی میں ہمت ہے تو حدیث ۱۸ و ۱۹ کا قطعی اور یقینی طور پر جعلی ومن گھڑت ہونا ثابت کر کے دکھائے وادعوا شهداءکم من دون اللّٰہ ان کنتم صادقین۔

(۷) منجمدین علی الظاہر (جو عرفاء اور اہل باطن کے منکر ہیں۔ اور ان کی احادیث سے روگردانی کرتے ہوئے ان پہ بے دھڑک موضوعیت

کا فتویٰ لگاتے ہیں ۔) سے دو چار باتیں ۔ عمران بن حطان (رئیس الخوارج مداح ابن ملجم جو قاتل مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہے ۔ الکامل المبرد ص ۲۹/۳۰ ۔ حیواۃ الحیوان ج ۱ ص ۴۲ ۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۲۲ ص ۱۳ ۔ ہامش بخاری ج ۲ ص ۸۶۷ ۱۲ منہ) راوی صحیح بخاری (ملاحظہ ہو بخاری ج ۲ ص ۸۶۷/۸۸۸) جس کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے ۔ کی بیان کردہ حدیث تو مقبول ہو ۔ اور مروان بن الحکم (جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وزغ اور ملعون فرمایا ۔ رواہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد ۔ حیوۃ الحیوان للدمیری ص ۷۸ ج ۱ ۔ و ج ۲ ص ۳۸۰ ۔ وہامش صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۶ ۳ منہ ۔) تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۳۸) راوی صحیح بخاری (دیکھو صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۰۸/۳) کی نقل کردہ حدیث علی الراس والعین مقبول ومنظور ہو ۔ اور ابی بن عباس بن سہل (جس کے متعلق دولابی اور نسائیؒ نے کہا لیس بالقوی ذہبی نے کہا ضعفہ ابن معین ۔ امام احمد نے کہا منکر الحدیث ۔ تہذیب اور میزان میں اس کے متعلق کسی سے توثیق نقل نہ ہوئی ۔ آخرکار محافظ صحت بخاری ابن حجر عسقلانی کو تقریب میں کہنا پڑا فیہ ضعف تقریب ج ۱ ص ۴۸) راوی صحیح بخاری (بخاری ج ۱ ص ۴۰۰) کی نقل کردہ روایت برسر و چشم مقبول ومنظور ہو لیکن اس کے برعکس خاتم الحفاظ امام سیوطی مشاہد رسول اللہ اور امام جزولی عارف کامل اور باقی عرفا اور احناف

وامام اعظم کی روایتیں باطل و قابل رد ہیں۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ شاباش۔

اسی لیے امام ابن ہمام نے فرمایا۔ وما تقرر عند الناس من ترجیح ما فی الصحیحین علی ما فی غیرھما فلیس بموجہ نیز فرمایا ھذا الترتیب (کہ سب سے اصح متفق علیہ پھر صرف صحیح بخاری کی پھر صحیح مسلم کی الخ) تحکم لا یجوز التقلید فیہ اذ الاصحیۃ لیست الا بوجود الشرائط وان وجدت فی غیر الکتابین فالحکم بترجیحہما تحکم وفی الصحیحین رواۃ تکلم فیہم کوثر النبی صلی اللہ۔

فریق مخالف کا بچہ بچہ بگوش ہوش سن لے کہ وہ صرف خارجیوں بد عتیوں۔ لعنتیوں کی روایات سے اپنے قلوب کو تسکین بخشتے رہیں۔ مگر اہل سنت ان سے افضل واعلیٰ برتر وبالا صالح فی العقیدہ والعمل عرفاء کاملین حاضرین بارگاہ رسول اللہ کی احادیث کو ہرگز ہرگز پلیٹھ نہیں دے سکتے ہے

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں
کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

اہل باطن کی حدیثوں پہ حملہ کرنے والوں کے مقابلہ میں ہمیں بھی صرف اہل ظاہر کے جمودی چہرہ کو بے نقاب کرنا پڑا۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

آمنت بکل ماجاء عن اللہ تعالیٰ علی مرادہٖ وبکل ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مرادہٖ وبکل ماجاء عن العارفین الکاملین علی مرادھم۔

۱۸۷: جب جبریل امین وحی لیکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور اس کی خوشبو سونگھ لیتے۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۵۱) حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

ولما فصلت العیر قال ابوھم انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون (پ۱۳ یوسف ۹۴)	جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ (یعقوب علیہ السلام) نے کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں۔ اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ گیا ہے۔

(۱) حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(۳) وکلھم من رسول اللہ ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الدیم

(۲) فاق النبین فی خَلق و فی خُلق
ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

۱۸۸ء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس راستہ سے گذر جاتے تو خوشبو رہتی (اور اسی خوشبو کے ذریعہ سے آپ کی تلاش ہوتی) کشف الغمہ ج ۲ صہ ۵۱ - سیرت رسول عربی صہ ۶۴۸ -

۱۸۹ء آپ کی نیند سے وضو نہ ٹوٹتا - مدارج النبوۃ ج ۱ صہ ۱۱۴ - تہذیب الاسماء واللغات نووی صہ ـــ - جواہر البحار ج ۱ صہ ۷۰۲ عنہ

۱۹۰ء نیند میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے تھے - (مدارج النبوۃ ج ۱ صہ ۱۱ - للشیخ المحقق المجدد للمائۃ الحادی عشر سیدنا وقائدنا و شیخنا و شیخ مشائخنا برکت رسول اللہ فی الہند سید المحققین و سند المحدثین مولانا الشاہ عبد الحق المحدث الدہلوی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ -

نوٹ :- حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ جیسے مشہور و معروف و مستند قائد اہلسنت و سند المحدثین سید المحققین کا تعارف کرانا آفتاب کے سامنے چراغ رکھنے کے مانند ہے - کون ہے جو یہ نا جانتا ہو کہ حضرت شیخ کا ہندوستان کے چپہ چپہ پہ احسان ہے ان کی تحقیق کے مقابلہ میں سب کی تحقیقیں ہیچ ہیں - آج تک اہل علم و تحقیق و انصاف کے نزدیک جن کا ایک قول رد نہ ہوا - پہلے پہلے آپ ہی نے اہل ہند کو احادیث نبویہ کی دولت بے بہا سے نوازا و سیراب کیا - (حدائق حنفیہ صہ ۴۰۹) لیکن آج کل کے جہال کے جہل متعصبین

کے تعصب اور حاسدین کے حسد اور بد مذہبوں و گمراہوں کی کور باطنی کو دیکھتے ہوئے چند حوالے اطمینان قلبی کے لئے سپرد قلم کرتا ہوں تاکہ حجاب جہل و حسد و بغض دور ہو۔

(۱) شیخ محقق نے روایت حدیث کی اجازت خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی۔ (در الثمین لشاہ ولی اللہ صہ ۱۳ محصلہ)

(۲) شیخ محقق جلیل القدر فن حدیث کے امام (فتاوی عزیزی جلد ۱ صہ ۵ محصلہ) (۳) اور "شیخ اجل تھے" فتاوی عزیزی ج ۲ صہ ۱۰۲ لشاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔

(۴) بہت سے مقامات پر شاہ عبد العزیز دہلوی نے مدارج النبوت اور شرح مشکوٰۃ للشیخ و مرج البحرین للشیخ وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں (تفسیر عزیزی۔ عجالہ نافعہ صہ ۱۸۔ تحفہ اثنا عشریہ صہ ۲۳۹۔ فتاوی عزیزی جہ ۲ صہ ۱۰۲)

(۵) و بعد ازاں در مائۃ عاشرہم بعضے علماء مثل ملا علی قاری و شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ قدم بقدم محدثین شدند مگر بمرتبہ اوشاں نمے رسیدند و بعد ازاں تا الی الآن کسے یافتہ نہ شد کہ تمیز حدیث صحیح از ضعیف کما حقہ نماید فضلا عن المہارۃ فیہ الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔
(فتاوی عبد الحی ج ۲ صہ ۲۶۰ کتاب التقلید۔ طبع سراج لاہور)

(۶) حضرت شیخ "اپنے زمانہ کے فقیہ۔ محقق۔ محدث۔ مدقق۔ بقیۃ السلف حجۃ الخلف مورخ اضبط فخر ہندوستان جامع علوم

ظاہری و باطنی مستند موافق و مخالف تھے۔ الخ
ولنعم ما حور۔ (حدائق حنفیہ ص ۴۰۹)

(۷) "دارا شکوہ نے بجا طور پر ان کو امام محدثان وقت کہا ہے۔
خافی خاں لکھتا ہے۔ در کمالات صوری و معنوی و تحصیل علوم عقلی و
نقلی خصوص تفسیر و حدیث در تمام ہندوستان ثانی نداشت
(منتخب اللباب ص ۵۵۱) .... نواب صدیق حسن خاں کا
خیال ہے۔ در ترجمہ عربی بفارسی یکے از افراد ایں امت است مثل او
دریں کار و بار خصوصاً دریں روزگار احدے معلوم نیست"۔
(حیات شیخ للندوی ص ۲۸۳/۲۸۴)

(۸) "شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضوری کو روزمرہ دربار نبوی میں حاضری
کی دولت نصیب ہوتی تھی" (الافاضات الیومیہ للتھانوی،
اشرف المطابع تھانہ بھون سنہ ۱۹۴۱ء ج ۷، ص ۶، فوائد جامعہ ص ۲۲
بعد از ص ۲۲)

(۹) فتویٰ دیوبند قلمی:۔ جو شخص شیخ عبدالحق مرحوم کو گمراہ کرنے
والا خیال کرے وہ خود بھی گمراہ ہے۔ اور گمراہ کن ہے۔
والعیاذ باللہ فقط واللہ اعلم
مسعود احمد عفا اللہ عنہ دار العلوم دیوبند ۱۳/۱۱/۶۴ھ
الجواب صحیح محمد اعزاز علی غفرلہ
۱۳ ذیقعدہ ۶۴ھ

فقیر کی کتاب تعارف جس میں ابن تیمیہ اور اس کے ہمنواؤں کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اس میں شیخ کی مدح و ثنا مرقوم ہے۔ جو چاہے وہاں دیکھ لے اور مزید مستقل ترجمہ شیخ لکھا جائے گا۔ ان شاء المولیٰ۔

ع۱۹۱ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ خطا جائز نہیں۔
مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۲۵ شفا شریف ج ۲ ص ۔

ع۱۹۲ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھول لینے سے پاک ہیں۔ (عند البعض) مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۲۵ شفا شریف ج ۲ ص ۔ وشرحہ للقاری والخفاجی ج ص ۔ مواہب وزرقانی ج ص

ع۱۹۳ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شک سے بری ہیں۔
(مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۲۵)

ع۱۹۴ :۔ جو کچھ دنیا میں ہے حضرت آدم کے زمانہ سے لیکر نفخہ اولیٰ تک وہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ منکشف ہے حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اول سے آخر تک تمام حالات معلوم کر لئے۔ اور اپنے یاروں کو (غلاموں کو) بھی ان احوال سے بعض حالات سے مطلع کیا۔ (مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۴۴)

ع۱۹۵ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بروز قیامت رب سے بمنزلہ وزیر کے ہوں گے۔ تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹ ۔ شفاء السقام للسبکی ص ۲۲۰ ۔

ع۱۹۶ :۔ آپ جس سر پر اپنا ہاتھ مبارک رکھتے آپ کے ہاتھ

مبارک کی جگہ کے بال سیاہ ہی رہتے کبھی سفید نہ ہوتے۔
(شفا شریف ج ۱ ص ـــــ ۔ سیرت رسول عربی ص ۴۴۸ ۔)

ع ۱۹۷ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو خوارق (معجزات وکرامات) پر ایسے قدرت واختیار حاصل ہے جیسے ہمیں امور عادیہ پر۔

(۱) حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں۔

ان النبوت عبارۃ عما یختص بہ النبی ویفارق بہ غیرہ وھو یختص بانواع من الخواص احدھا انہ یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللہ وصفاتہٖ والملائکۃ والدار الآخرۃ لاکما یعلمہ غیرہ بل مخالفا لہ بکثرت المعلومات وبزیادۃ الیقین و التحقیق والکشف والثانی ان لہ

یعنی بیشک نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں جن سے نبی مختص ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ عزوجل کی ذات وصفات اور ملائکہ وآخرت سے متعلق ہیں نبی ان کے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے۔ کہ اوروں کے علم زیادت معلومات وفزونی تحقیق وانکشاف میں ان سے نسبت نہیں رکھتے دوسرے یہ کہ نبی کے لئے اس کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے۔

في نفسه صفة بها
تتم له الافعال
الخارقة للعادات
كما ان لنا صفة
بها تتم الحركات
المقرونة بارادتنا
وباختيارنا وهي القدرة
وان كانت القدرة
والمقدور جميعا من
فعل الله تعالیٰ۔
والثالث ان له صفة
يبصر الملائكة
ويشاهدهم كما ان
للبصير صفة بها
يفارق الاعمیٰ حتی
يدرك بها المبصرات
والرابع ان له صفة
بها يدرك ما سيكون
في الغيب اما في اليقظة

جس سے افعال خلاف عادت
(جنہیں معجزہ کہتے ہیں) تمام ہوتے
ہیں۔ جس طرح ہمارے لئے ایک
صفت ہے کہ اس سے ہماری حرکات
الادیہ اختیاریہ پوری ہوتی ہیں
جسے قدرت کہتے ہیں۔ اور اگرچہ
قدرت اور مقدور سب اللہ تعالیٰ
کے فعل سے ہے۔
سوم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت
ہوتی ہے۔ جس سے ملائکہ کو دیکھتا
ہے، جسطرح آنکھوں والے کے
پاس ایک صفت ہے۔ جس کے
باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے
اور اس صفت سے مبصرات کا
ادراک کرتا ہے۔
چہارم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت
ہوتی ہے۔ جس سے آئندہ غیب
کی باتیں جان لیتا ہے۔ بیداری
میں یا نیند میں۔ اس لئے کہ نبی اس

اوفی المنام اذ بہا یطالع اللوح المحفوظ فیری مافیہ من الغیب فھذہ کمالات وصفات یعلم ثبوتھا للانبیاء اھ	صفت کے باعث لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے تو جو کچھ اس میں غیب کی باتیں ہوتی ہیں ان کو دیکھتا ہے۔ تو یہ کمالات اور صفات ہیں۔ جن کا ثبوت انبیاء کے لئے معلوم ہونا چاہیے۔

احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۸ کتاب الفقر والزہد۔ زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۱۹/۲ مطبوعہ مصر۔ کتاب الابریز ص ۷۹ مطبوعہ مصر۔

(۲) حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے مخاطب ہو کر عرض کیا۔

؎ ماان رایت ولاسمعت بواحد فی الناس کلھم کمثل محمد ؎ اوفی واعطی للجزیل لمجتد ومتی تشاء یخبرک عما فی غد	میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا۔ سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل تقع کو کثیر عطا بخشنے والے اور جب چاہے تجھے آئندہ کل کی خبریں بتا دیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ وفہم پر سردار فرما دیا۔ (ذکرہ الحافظ فی الاصابہ)

معلوم ہوا کہ خوارق ہر وقت قبضہ میں ہیں۔ کیونکہ فرمایا جب تو چاہے تجھے کل کی خبر بتادیں۔

(۳)۔ شیخ الاسلام والمسلمین المجدد للمائۃ الرابع عشر الامام احمد رضا خاں قدس سرہ المنان رقمطراز ہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اظہار خوارق و ادراک غیب میں انسان مختار بعطائے قادر جلیل الاقتدار ہیں۔ کہ جس طرح عام آدمیوں کو ظاہری حرکات و ظاہری ادراک کے اختیارات حضرتِ واہب العطیات نے بخشے ہیں۔ کہ جب چاہیں دست و پا کو جنبش دیں چاہیں نہ دیں جب چاہیں آنکھ کھول کر کوئی چیز دیکھ لیں۔ چاہیں نہ دیکھیں۔ اگرچہ بے خدا کے چاہے وہ کچھ نہیں چاہ سکتے۔ اور وہ چاہیں اور خدا نہ چاہے تو ان کا چاہا کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ عطائی اختیارات اس کے حقیقی ذاتی اختیار کے حضور کچھ نہیں چل سکتے۔ بعینہٖ یہی حالت حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دربارہ معجزات و ادراک مغیبات ہے کہ رب عزوجل نے انہیں ظاہری جوارح وسمع و بصر کی طرح باطنی صفات وہ عطا فرمائی ہیں۔ کہ جب چاہیں خرق عادت فرمادیں۔ مغیبات کو معلوم فرمالیں چاہیں نہ فرمائیں اگرچہ بے خدا کے چاہے نہ وہ چاہ سکتے ہیں نہ بے ارادۃ الٰہیہ ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے ﴿الامن والعلیٰ ۱۴۲﴾

(۴) اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا۔

فسخرنا لہ الریح — تو ہم نے ہوا اس (سلیمان علیہ السلام)

تجری بامرہ	کے تابع کر دی کہ اس (سلیمن علیہ السلام)
رخاء حیث	کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ
اصاب والشیٰطین	(سلیمان علیہ السلام) چاہتے۔ اور
کل بنّاء وغواص	شیاطین (بھی تابع کر دئے) ہر
وآخرین مقرنین	معمار اور غوطہ خور اور دوسرے
فی الاصفاد	اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے یہ
ھذا عطاؤنا	ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو
فامنن او امسک	احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ
بغیر حساب	حساب نہیں۔

(پ ۲۳ ص ۳۶ تا ۳۹)

ان آیات مبارکہ سے کئی مسئلے ثابت ہوئے۔

(۱) امور خلاف عادت (یعنی معجزات) نبوت کے تابع ہوتے ہیں اور نبوت کے حکم سے تکمیل پاتے ہیں۔ اور معجزات میں نبوت کی چاہت کو دخل ہے۔ یعنی نبوت کو معجزات پر قدرت حاصل ہے۔ اور معجزات میں نبی کے ارادہ کو دخل ہے۔ اور نبوت اظہار معجزات میں مختار ہے اس سے لوگوں کا سالبہ کلیہ تو ٹوٹ گیا کہ کسی نبی کو کسی معجزہ پر قدرت واختیار حاصل نہیں۔

(۲) ذاتی اور عطائی کی تقسیم جعلی نہیں بلکہ قرآن شریف سے ثابت ہے

ھذا عطاؤنا

(۴) نبوت کو اتنا وسیع اختیار ہے کہ امور خرق للعادت والے کمالات وتصرفات و قدرت آگے جس کو چاہے بے حساب وکتاب دے چاہے نہ دے۔

(۵) غوث پاک اور شیخ محقق فرماتے ہیں۔

فحینئذ یضاف الیک التکوین وخرق العادات پس چوں فانی شدی از خودی ونماند جز فعل وارادت در تو نسبت کردہ میشود بسوئے تو پیدا کردن کائنات وپارہ کردن عادات یعنی متصرف میگرداند ترا در علم بخوارق وکرامات

یعنی جب تو فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچ گیا۔ اور خودی سے فانی ہوگیا۔ فعل اور ارادہ کے سوا تجھ میں کچھ نہ رہا تو کائنات کے پیدا کرنے اور خرق عادات کی تیری طرف نسبت کی جائے گی یعنی اللہ تعالیٰ تجھے خوارق کے علم اور کرامات میں متصرف کر دے گا

(شرح فتوح الغیب صـ۳۰)

(۶) مولانا روم فرماتے ہیں۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز آرندش براہ

(مثنوی دفتر اول صـ۴۵)

اس میں ولی کے لئے کرامت پر قدرت کا ثبوت ہے۔

(۷) ان کے گھر کی گواہی نانوتوی صاحب نے لکھا ہے "یہی وجہ ہوئی

کہ معجزہ خاص جو ہر نبی کو مثل پروانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہے اور بنظر ضرورت ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے۔ مثل عنایات خاصہ گہ و بیگاہ کا قبضہ نہیں ہوتا۔" (تحذیر الناس ص۷)

اس مسئلہ پر مؤلف فیضی نے ایک مستقل کتاب کی بنیاد ڈالی ہوئی ہے۔ جس کا نام ہے۔ الحق الجلی فی بیان ان الخوارق مقدورۃ للنبی والولی۔ المعروف نشان ہدایت۔ اس میں آپ کو اس مسئلہ کا ثبوت آیات قرآنیہ کثیرہ اور احادیث نبویہ وغیرہ اور اقوال آئمہ کرام کے سمندروں سے روز روشن کی طرح ملے گا اور معترضین کے دندان شکن جوابات اس میں ملیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ۔

۱۹۸: آذان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم پاک کو سن کر انگوٹھے اور شہادت کی انگلیوں کو بوسہ دیکر آنکھوں پہ ملنا موجب شفاعت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور سبب دخول جنت ہے۔ اور باعث کفارہ گناہاں ہے۔ اور نور بصر کی حفاظت کا علاج ہے۔

(عن الصدیق والحسن والخضر علیہم السلام۔ مقاصد[1] حسنہ للسخاوی جامع[2] الرموز۔ شرح[3] نقایہ۔ مختصر الوقایہ۔ فتاوی[4] صوفیہ۔ کنز[5] العباد قوت[6] القلوب۔ مضمرات[7]۔ ہامش[8] جلالین شریف ص۳۵۷ س۱۳۔ تفسیر[9] روح البیان ج۴ ص۶۴۸۔

طبع قدیم زیر آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی۔ کتاب مسند الفردوس للدیلمی۔ حواشی البحر للرملی۔ رد المحتار ج۱ ص۲۹۳۔ حاشیہ الطحطاوی

علی مراقی الفلاح صـ ۱۲۲ مطبوعہ مصر تکملہ مجمع بحار الانوار - فتاویٰ شیخ جمال بن عبداللہ مکی حنفی - موضوعات علی قاری صـ ۷۳ - تذکرۃ الموضوعات للفتنی صـ ۳۴ - منہیہ علی الرد للتھانوی - اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی اس مسئلہ پر دو بے نظیر کتابیں ہیں "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" "نہج السلامۃ فی حکم تقبیل الابہامین فی الاقامۃ" تفصیل ان میں دیکھو جن میں آسمان تحقیق کا سورج چمکتا نظر آتا ہے - مطلقاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک چومنا - خصائص کبریٰ ج ۱ صـ ۱۶ انیس الجلیس صـ ۲۲۱ کلاہما للسیوطی -

شعر
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالےٰ تیرا

شعر
نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

شعر
ندانم کدامے سخن گویمت
تو بالا تری زانچہ من گویمت

صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ
فِىْ كُلِّ حِيْنٍ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِ اللهِ

باب دوم

باب سوم

نبی کی ادنی توہین کفر ہے۔ بے ادب کافر ہے۔ مستحق قتل ہے
اس میں تین فصل ہیں۔ فصل۱ اول آیات قرآنیہ۔ فصل۲ دوم احادیث نبویہ
فصل۳ سوم اقوال آئمہ۔

فصل اوّل

آیات قرآنیہ سے اس بات کا ثبوت کہ گستاخ و بے ادب و شاتم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کافر ہے، اسے قتل کرو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

۱ پ۱۰ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ط قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ط	اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو ستاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں (یعنی کان کے کچے ہیں ان سے جو کہدیا جائے سن کر مان لیتے ہیں) تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦١﴾
يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ
لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ج
وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ
اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ
كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾
اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ
يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ
خَالِدًا فِيْهَا ط ذٰلِكَ
الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٣﴾
(پ ۱۰ التوبۃ ع ۸ ۶۱/۶۲ ۶۳)

کان ہیں۔ اللہ پر ایمان لاتے ہیں
اور مسلمانوں کی باتوں پر یقین کرتے
ہیں۔ اور جو تم میں مسلمان ہیں انکے
واسطے رحمت ہیں۔ اور جو رسول اللہ
کو ایذا دیتے ہیں۔ ان کے لئے درد
ناک عذاب ہے۔ تمہارے سامنے
اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی
کرلیں اور اللہ ورسول کا حق زائد
تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان
رکھتے تھے۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ
جو خلاف کرے اللہ اور اس کے
رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ
ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ یہی
بڑی رسوائی ہے۔

عہ ۱ (عذاب الیم) فی الدارین (احق ان یرضوہ) انما وحد الضمیر
لانہ لا تتفاوت بین رضاء اللہ ورضاء رسول اللہ فکان فی حکم شئ واحد
مدارک ج ۲ ص ۲۳۸ تفسیر مظہری ج ۴ ص ۲۵۵ ۱۲ منہ۔ عہ ۲ (یحاد اللہ ورسولہ) ای
یحارب اللہ ورسولہ ویعاند اللہ ورسولہ۔ تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۳۸ ۱۲ منہ

ان آیات کے خط کشیدہ الفاظ سے درج ذیل مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) نبی کا موذی منہم میں داخل یعنی پکا منافق و کافر ہے۔ (۲) جب کان کے کچے کہنے میں توہین وایذاء نبی ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے شیطان کا علم بڑھانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، کے علم کی طرح بتانا کتنا سخت ایذاء و بے ادبی ہے۔ (جیسا کہ گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی نے اس کا ارتکاب کیا)

(۳) رسول اللہ کے موذی اور بے ادب کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(۴) ایمان کا تقاضا یہ ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرے اور جو حضور کو راضی نہ کرے بلکہ سبّ و شتم اور بے ادبی کر کے ناراض کرے وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ پکا کافر ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے مخالفت و دشمنی کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ کی آگ میں جلنا ہے۔

مفسر قرآن علامہ ابوسعود حنفی فرماتے ہیں۔

(رسول اللہ) وایرادہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعنوان الرسالۃ مضافا الی الاسم الجلیل لغایۃ التعظیم والتنبیہ علی ان اذیتہ

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنوان رسالت سے اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف مضاف کر کے وارد کرنا انتہائی تعظیم کے لئے ہے۔ اور اس بات پر تنبیہ کرنے کیلئے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

راجعة الی جنابہٖ عزوجل موجبة لکمال السخط والغضب	کی اذیت اللہ کی طرف راجع ہے ۔ جو سخت ناراضگی اور غضب خداوندی کا موجب ہے ۔

(تفسیر ابی سعود ج ۴ ص ۶۷۲)

نیز ان آیات قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا (توہین کرنا ۔ گستاخی کرنا ۔ بے ادبی کرنا ۔ سب و شتم کرنا) اللہ اور اس کے رسول سے محادۃ (مخالفت ۔ دشمنی ۔ جنگ عناد) ہے ۔ کیونکہ ذکرِ ایذا نے محادۃ کے ذکر کا تقاضا کیا تو واجب ہوا کہ ایذائے رسول ۔ اللہ و رسول کی محادۃ میں داخل ہو ورنہ کلام میں ربط نہ ہوگا ۔ کیونکہ یہ کہنا ممکن ہوگا کہ رسول اللہ کا موذی ۔ اللہ و رسول کا دشمن نہیں ۔ اور ہمارے مولیٰ کریم کے اس کلام پاک سے ثابت ہوا کہ حضور کو ایذا دینا اور حضور سے دشمنی کفر ہے ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ موذی رسول اور دشمن رسول ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ (ھی جزاؤہ) کہ جہنم اس کی جزا ہے ۔ حالانکہ دونوں کلاموں میں فرق ہے بلکہ محادۃ ۔ یہ دشمنی اور یکطرفی ہے ۔ تو محادۃ میں کفر بھی ہے ۔ اور جنگ بھی ہے ۔ تو محادۃ کفر محض سے زیادہ غلیظ و بری چیز ہے ۔ اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ کا موذی کافر ہے ۔ اللہ و رسول کا دشمن ہے ۔ اور اللہ و رسول سے جنگ کرنے والا ہے ۔

حدیث پاک میں ہے ۔ کہ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کرتا تھا تو آپ نے فرمایا۔

من یکفینی عدوی (الصارم لابن تیمیہ ص۲۷)	میرے دشمن کو کون میری طرف سے کفایت کرتا ہے ۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے ادب اور حضور کو سب وشتم کرنے والا حضور کا دشمن ہے ۔ اور اس کو قتل کرنا حلال ہے۔

۴ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗۤ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ (۲۰) پ۲۸ المجادلۃ ع۳)	بیشک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت (اور ان سے دشمنی) کرتے ہیں ۔ وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں ۔

اگر محاد رسول ، مخالف رسول ، دشمن رسول ، مومن محفوظ و معصوم الدم ہوتا تو سب سے زیادہ ذلیلوں میں نہ ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ ۔	اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کیلئے ہے

پ۲۸ المنٰفقون ع ۸

تو ثابت ہوا کہ دشمن (وساب) رسول کافر ہے۔

۵ نیز اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلھم وقد انزلنا ایٰتٍ بینٰت ط وللکٰفرین عذاب مھین ۔
(پ ۲۸ المجادلۃ ع ۱)

بیشک وہ جو مخالفت (دشمنی) کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

اور مومن ہرگز ایسا ذلیل نہیں کیا جاتا جیسا کہ رسولوں کے جھٹلانے والے ذلیل کیے گئے۔ تو ثابت ہوا کہ محادّ (دشمن و موذی رسول) مومن ہی نہیں۔ نیز اسی آیت کا اخیری جملہ "وللکٰفرین عذاب مھین" بھی اسی طرف مشیر ہے کہ محادّ رسول کافر ہے۔

۶ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد مقدس ہے۔

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حادّ اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم ۔
(پ ۲۸ المجادلۃ ع ۳ ۲۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور روز قیامت پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت (دشمنی) کی اگرچہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

جب دشمن و موذی رسول سے دوستی کرنے والا مومن نہیں تو خود دشمن و موذی رسول کیسے مومن ہوگا۔ اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ابو قحافہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ یا یہ کہ ابن ابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص و بے ادبی کی تو اس کے بیٹے نے والد کو قتل کرنے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت مانگی۔ تو ثابت ہوا کہ موذیِ رسول، دشمنِ رسول، کافر ہے۔ اس کا خون بہانا۔ اسے قتل کرنا حلال ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے۔

ولولا ان کتب اللہ علیہم الجلاء لعذبھم فی الدنیا ط ولھم فی الاٰخرۃ عذاب النار ۵ ذلک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ ومن یشاق اللہ فان اللہ شدید العقاب (پ۲۸ الحشر ع ۳)

اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا۔ تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا اور ان کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے یہ اس لئے کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے مخالف رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالف رہے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

لہ (۰۰۰ ومن یشاق اللہ) ورسولہ "تفسیر مدارک علی ہامش لباب التاویل ج۴ ص۲۴۲ ۱۲ الفیضی عنہ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مخالفت اللہ و مخالفت رسول کو دنیا میں ان کے مستحقِ عذاب ہونے اور آخرت میں عذاب دوزخ کا سبب بنایا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والا اللہ و رسول کا مخالف ہے۔ اللہ و رسول کا دشمن ہے۔ جیسا کہ گذرا

ع۳ ہمارے مولیٰ عز وجل کا ارشاد مبارک ہے۔

واذ یوحی ربک الی الملٰئکۃ انی معکم فثبتوا الذین آمنوا ط سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان ٥ ذلک بانھم شاقوا اللہ ورسولہٗ ومن یشاقق اللہ و رسولہ فان اللہ شدید العقاب ٥

جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے

(پ۹ انفال ع۲ ۱۲/۱۳)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے دلوں میں رعب ڈالنے

اوران کو قتل کرنے کے حکم کا سبب یہ بتایا کہ وہ چونکہ اللہ و رسول سے مخالفت اور دشمنی کرتے ہیں ۔ تو ثابت ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موذی ، و مخالف ، و دشمن ہے ۔ وہ اس سزائے قتل کا مستحق ہے ۔

ع۹ اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے ۔

ولئن سالتہم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب قل اباللہِ و آیاتہٖ ورسولہ کنتم تستھزءون لاتعتذروا قد کفرتم بعد[1] ایمانکم

اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے ۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو ۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر

(پ۱۰ التوبہ ع $\frac{65}{66}$)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے ۔ جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں ۔ (تفسیر خزائن العرفان) یہ آیات اس بات کے نص ہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے استہزأ (ہنسی ، کھیل ٹھٹا کرنا) کفر ہے ۔ تو ارادے سے سبّ و شتم کرنا بطریق اولیٰ کفر ہے ۔

---

[1] قد کفرتم ای اظہرتم الکفر بایذاء الرسول والطعن فیہ

تفسیر مظہری ج ۴ ص ۲۶۱ ۔ تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۵۴۲ ۱۲ ف

نیز اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرے چاہے تحقیقی طور پر یا یوں ہی ٹھٹھا مسخری کرتے ہوئے بہر صورت وہ کافر ہے۔ اس آیت کا ایک شان نزول یہ بھی ہے کہ امام ابوبکر بن ابی شیبہ (استاذ امام بخاری و مسلم وغیرہ آئمہ محدثین) اپنے مصنف وابن المنذر وابن ابی حاتم و ابو الشیخ وابن جریر اپنی اپنی تفاسیر میں امام مجاہد شاگرد خاص حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا۔

فی قولہ "ولئن سالتھم لیقولون انما کنا نخوض ونلعب" قال قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا فی یوم کذا وکذا ومایدریہ بالغیب

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس پر ایک منافق بولا کہ محمد[1] غیب کیا جانیں۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے بولنے سے کافر ہو گئے۔

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ۱۲ ف

تفسیر در منثور للامام السیوطی ج ۳ ص ۲۵۴ ۔ تفسیر امام ابن جریر طبری ج ۱۰ ص ۱۰۵
الصارم المسلول لابن تیمیہ وہو منہم ص ۳۳ ۔ تفسیر حسینی ص ۳۹۹ ۔
خالص الاعتقاد لسیدنا اعلیحضرت ص ۲۸ ۔ وقعات السنان الی
حلق المسماۃ بسط البنان لمولانا مصطفے رضا خاں ص ۲۹ ۔

اس مستند شان نزول کو ذہن میں رکھتے ہوئے آیت سے درج ذیل مسائل ثابت ہوئے ۔ (۱) اس مرد کا طعن تو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت علمی پہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو یوں بیان فرمایا کہ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا ہے ۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنا پیار ہے ۔ کہ اپنے حبیب کے طعن و ٹھٹھے و تنقیص و مسخری و کھیل ہنسی کو اپنی اور اپنی آیات سے منسوب فرمایا ہے تو حضور کا موذی رب کا موذی حضور سے استہزا کرنے والا رب سے استہزاء کرنے والا ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے ادب اللہ تعالیٰ کا بے ادب ۔ حضور کا مخالف و دشمن رب عزوجل کا مخالف و دشمن ہوا ۔ جب اللہ تعالیٰ کو سب کرنے والا کافر ہے ۔ تو حضور کا بے ادب اور حضور کو سب کرنے والا بھی کافر ہے ۔ (۲) دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا منکر کافر ہے ۔ جب حضور کے علم شریف کا منکر کافر ہوا ۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پاک کو شیطان کے علم سے کم بتانے والا " یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے متعلق یہ کہنے والا کہ ایسا علم تو زید، عمر، پاگل، بچے

اور جانوروں کو بھی حاصل ہے"۔ کتنا بڑا گستاخ وبے ادب اور کتنا بڑی سخت گالی دینے والا ہو کر کتنا بڑا کافر ہوا۔

عنا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ومنهم من يلمزك في الصدقات (پ۱ توبہ ع ۵۸)	اور ان (کفار و منافقین) میں کوئی وہ ہے کہ صدقے تقسیم کرنے میں تم پہ طعن کرتا ہے۔ (عیب لگاتا ہے)

یہ آیت رئیس الخوارج۔ اصل الوہابیہ[1] ذو الخویصرہ تمیمی کے حق میں نازل ہوئی۔ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقسیم پہ طعن کیا تھا۔ حضور نے فرمایا اس کی نسل سے ایک قوم ہوگی۔ کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھوگے۔ وہ قرآن پڑھیں گے۔ اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے۔ جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان خارجیوں (وہابیوں) کو تمام مخلوق خدا سے شریر جانتے تھے۔ اور فرماتے یہ (خارجی) ان آیتوں کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ مسلمانوں پہ چسپاں کرتے ہیں[2]۔)

---

[1] وہابی وخارجی متحد ہیں دیکھو فقیر کی کتاب "ابن تیمیہ اور اس کے ہمنواؤں کا تعارف" صـ۱۲ ۱۲ اقت

[2] وكان ابن عمر يراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الى آيات نزلت في الكفار فجعلوها على المؤمنين۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) باب قتال الخوارج الخ کتاب استتابۃ المعاندین الخ۔

خارجی و وہابی احادیث و آثار کے آئینہ میں۔ عن ابی سعید بعث علی الی النبی

صلی اللہ علیہ وسلم بذُهَيبة فقسمها بين الاربعة (الاربعۃ) الاقرع بن حابس

الحنظلی ثم المجاشعی وعینیۃ بن بدر الفزاری وزید الطائی ثم احد بنی نبہان

وعلقمۃ بن علاثۃ العامری ثم احد بنی کلاب فغضبت قریش والانصار

فقالوا یعطی (ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم) صنادید اهل نجد (رؤساءهم)

ویدعنا قال (صلی اللہ علیہ وسلم) انما اتالفهم فاقبل رجل غائر العینین

(ای داخلتین فی الراس) مشرف الوجنتین (ای غلیظهما) ناتی الجبین

(ای مرتفعه) کث اللحیۃ محلوق (ای محلوق شعر الراس) فقال اتق اللہ

یا محمد فقال من یطیع اللہ اذا عصیت ایامننی اللہ علی اهل الارض

فلا تامنونی فساله رجل قتله احسبه خالد بن الولید فمنعه فلما ولی

قال ان من ضئضئ هذا (ای من نسله) او فی عقب هذا قوما یقرؤن

القرآن لا یجاوز حناجرهم یمرقون من الدین مروق السهم من الرمیۃ

یقتلون اهل الاسلام ویدعون اهل الاوثان لئن انا ادرکتهم لاقتلنهم قتل عاد

(صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۴۷۲ باب قول اللہ والی عاد اخاهم هودا الخ کتاب الانبیاء)

وفی روایۃ عنہ "اتاہ ذوالخویصرۃ وهو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ

اعدل فقال ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت

ان لم اکن اعدل فقال عمر یا رسول اللہ ائذن لی فیه اضرب عنقه فقال

له دعه فان له اصحابا یحقر احدکم صلاته مع صلاتهم (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وصیامہ مع صیامھم یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ۔ الحدیث (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۹) وفی روایۃ عنہ" فقال رجل غائر العینین مشرف الوجنتین ناشز الجبھۃ کث اللحیۃ محلوق الراس مشمر الازار فقال یارسول اللہ اتق اللہ قال ویلک اولست احق اھل الارض ان یتقی اللہ قال ثم ولی الرجل قال خالد بن الولید یا رسول اللہ الا اضرب عنقہ قال لا لعلہ ان یکون یصلی فقال خالد وکم من مصل یقول بلسانہ مالیس فی قلبہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لم اومر ان انقب عن قلوب الناس ولا اشق بطونھم قال ثم نظر الیہ وھو مقفی (اے مول قفاہ) فقال انہ یخرج من ضئضئی ھذا قوم یتلون کتاب اللہ رطبا لایجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ واظنہ قال لئن ادرکتھم لا قتلنھم قتل ثمود اھ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۲۳ باب بعث علی ابن ابی طالب الخ کتاب المغازی) وفی روایۃ عنہ" انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یخرج فیکم قوم تحقرون صلاتکم مع صلاتھم وصیامکم مع صیامھم وعملکم مع عملھم ویقرؤن القرآن لایجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ الحدیث۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۵۶ باب من رایا بالقرآن الخ کتاب فضائل القرآن۔ وفی روایۃ عنہ وفیہ "فنزلت فیہ (اے فی ذی الخویصرۃ التمیمی الحروری) ومنھم من یلمزک فی الصدقات" صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

((واخرجہ النسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ عنہ" تفسیر درمنثور للسیوطی ج ۳ ص ۲۵۰ وفی التفسیر المظہری روی ابن اسحق عن ابن عمر والشیخان واحمد عن جابر والبیہقی عن ابی سعید نحوہ وفیہ نزلت الآیۃ فی ذی الخویصرۃ التمیمی ... . واسمہ حرقوص بن زہیر اصل الخوارج، ج ۴ ص ۲۲۹/۲۳۰ وفی تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۶۳ قال قتادۃ فی قولہ "ومنہم من یلمزک فی الصدقات"..... ثم قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احذروا ھذا (ای ذا الخویصرۃ) واشباھہ فان فی امتی اشباہ ھذا یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم فاذا خرجوا فاقتلوھم ثم اذا خرجوا فاقتلوھم" وذکر لنا ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول" والذی نفسی بیدہ ما اعطیکم شیئاً ولا امنعکموہ انما انا خازن اھ)) وایضاً رواہ البخاری فی صحیحہ نحوہ عنہ ج ۲ ص ۱۱۰۵۔ وعن ابی سعید الخدری ـــ نحوہ ـــ رواہ الشیخان، مشکوۃ شریف ج ۲ ص ۵۳۴/۵۳۵ باب فی المعجزات فصل اول۔ وعن ابی سعید الخدری وانس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقۃ قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین مروق السہم من الرمیۃ لا یرجعون (ای الی الدین لاصرارھم علی بطلانہم۔ مرقات ج ۴ ص ۵۲۔

قال المجدد البریلوی ؎

یہ عبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے ∴ اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب ∴ تو نہ ان کا ہے نہ تھا پھر تجھ کو کیا

لا یعودون[1] آگے ہوگا بھی نہیں۔ تو الگ ہے دائما پھر تجھ کو کیا) حتی یرتد السہم علی فوقہ (الفوق موضع الوتر من السہم (تیر کا وہ سوراخ جو تیر میں (جس طرف سے کمان میں رکھتے ہیں) اس جانب سے ہوتا ہے) وھو من التعلیق بالمحال۔ مرقات ج ۴ ص ۵۲) ھم شر الخلق (الناس) والخلیقۃ (البہائم وقیل یرید بہما جمیع الخلائق) طوبی لمن قتلہم وقتلوہ ید عون الی کتاب اللہ (اے الی ظاہرہ وزاد علی القاری فیہ ہذہ الالفاظ "ویترکون سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" وقال وقد قال علی کرم اللہ وجہہ عنہ[2] لابن عباس جادلہم بالحدیث، مرقات ج ۴ ص ۵۲ ۔ واخرج ابن سعد من طریق عکرمۃ عن ابن عباس ان علی بن ابی طالب ارسلہ الی الخوارج فقال اذھب الیہم فخاصمہم ولا تحاجہم بالقرآن فانہ ذو وجوہ ولکن خاصمہم بالسنۃ۔ واخرج من وجہ آخر ان ابن عباس قال لہ یا امیر المومنین فانا اعلم بکتاب اللہ منہم فی بیوتنا نزل قال صدقت ولکن القرآن حمال ذو وجوہ تقول ویقولون ولکن خاصمہم بالسنن (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ)

---

[1] وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من قبل المشرق ویقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ لا یعودون فیہ حتی یعود السہم الی فوقہ سیماھم التحلیق اھ الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ لمفتی الخاص والعام بالمسجد الحرام السید احمد بن زینی دحلان ص ۵۵ ۔ [2] ھکذا فی الاصل ۱۲ ف

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فانہم لم یجدوا عنہا محیصا فخرج الیہم فخصمہم بالسنن فلم تبق بایدیہم حجۃ اھ الاتقان فی علوم القرآن لخاتم الحفاظ الامام السیوطی ج ۱ ص ۲۴۱ نوع ۳۹ ـ اخرج احمد وغیرہ عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالی فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ قال ہم الخوارج وفی قولہ تعالی یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ قال ہم الخوارج ـ الاتقان ج ۲ ص ۳۲۸ نوع ۸۰ ـ اخرجہ عبد الرزاق واحمد وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی سننہ " تفسیر در منثور للسیوطی ج ۲ ص ۵ وتفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۴۶ ـ تفسیر مظہری ج ۲ ص ۹ ـ واخرج الدارمی (ج ۱ ص ۴۹) .... عن عمر بن الخطاب قال انہ سیاتیکم ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ ـ در منثور للسیوطی ج ۲ ص ۸ .... رواہ الدارمی ونصر المقدسی فی الحجۃ واللالکائی فی السنۃ وابن عبد البر فی العلم وابن ابی زمنین فی اصول السنۃ والدارقطنی والاصبہانی فی الحجۃ وابن النجار کنز العمال ج ۱ ص ۳۳۶ حدیث ۱۶۳۵ ـ ہامش تفسیر مظہری ج ۲ ص ۱۰)

ولیسوا منا فی شیء من قاتلہم کان اولی باللہ منہم (ای من باقی امتی)

قالوا یا رسول اللہ ما سیماہم (ای علامتہم) قال التحلیق رواہ ابوداؤد مشکوۃ شریف ص ۳۰۷/۳۰۸ باب قتل اہل الردۃ فصل ثانی ـ قال الامام الہمام مفتی الخاص والعام وشیخ الاسلام (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بالمسجد الحرام السید احمد بن زینی دحلان جعل اللہ مقرہ الجنان" وفی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم سیماهم التحلیق تنصیص علی هؤلاء القوم الخارجین من المشرق التابعین لابن عبد الوهاب فیما ابتدعه لانهم کانوا یامرون من یتبعهم ان یحلق راسه ولا یترکونه یفارق مجلسهم اذا تبعهم حتی یحلقوا راسه ولم یقع مثل ذلک قط من احد من الفرق الضالة التی مضت قبلهم فالحدیث صریح فیهم وکان السید عبد الرحمان الاهدل مفتی زبید یقول لا یحتاج ان یؤلف احد تالیفا للرد علی ابن عبد الوهاب بل یکفی فی الرد علیه قوله صلی اللہ علیه وسلم سیماهم التحلیق فانه لم یفعله احد من المبتدعة غیرهم۔ وکان ابن عبد الوهاب یامر ایضا بحلق رؤس النساء التی یتبعنه اھ الدرر السنیة فی الرد علی الوهابیة للامام احمد بن زینی دحلان ص۵۶ وعن علی کرم اللہ تعالی وجهه قال "سمعت النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم یقول یاتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الاسنان (کنایة عن الشباب واول العمر) سفهاء الاحلام (ای ضعفاء العقول) یقولون من خیر قول البریة (ای یقولون قولا هو خیر من قول الخلق ای هو بعض من کلام اللہ او هو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کذا فی خیر البخاری قال ابن حجر یقولون من قول خیر البریة وهو من المقلوب والمراد من قول خیر البریة ای من قول اللہ اھ هامش صحیح البخاری) یمرقون من الاسلام (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کما یمرق السہم من الرمیۃ لایجاوز
ایمانہم حناجرہم فاینما لقیتموہم فاقتلوہم فان قتلہم اجر لمن قتلہم یوم القیمۃ
صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۵۶ باب من رایا بقراءۃ القرآن الخ کتاب
فضائل القرآن - وصحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴ باب قتال الخوارج -
رواہ الشیخان عن علی، مشکوۃ شریف ص ۳۰۷ باب قتل اہل الردۃ
فصل اول - وعن عبداللہ بن عمر وذکر الحروریۃ (ہم الخوارج
ومنہم الوہابیۃ بتصریح الائمۃ کالامام ابن زینی دحلان فی الدرر
السنیۃ والعارف الصاوی فی تفسیرہ والشامی فی الرد والعارف
الکامل سیدنا ومولانا عبید اللہ الملتانی فی کتبہ) فقال قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمرقون من الاسلام مروق السہم من
الرمیۃ اھ صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴ باب قتال الخوارج - وعن
ابی برزۃ الاسلمی نحو روایۃ ابی سعید التی فیہ ذکر طعن ذی
الخویصرۃ علی تقسیمہ علیہ الصلوۃ والسلام وفیہ "ثم قال علیہ الصلوۃ
والسلام یخرج فی آخر الزمان قوم کان ہذا منہم یقرؤن القرآن
لایجاوز تراقیہم یمرقون من الاسلام کما یمرق السہم من الرمیۃ
سیماہم التحلیق لایزالون یخرجون حتی یخرج آخرہم مع المسیح
الدجال فاذا لقیتموہم ہم شر الخلق والخلیقۃ رواہ النسائی -
مشکوۃ شریف ص $\frac{۳۰۹}{۳۰۸}$ باب قتل اہل الردۃ فصل ۳ -
وعن ابی غالب رای ابوامامۃ رؤسا منصوبۃ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) علی درج دمشق روی عن ابی امامۃ ان المراد بہم الخوارج) فقال ابو امامۃ کلاب النار شر قتلی تحت ادیم السماء خیر قتلی من قتلوہ ثم قرء یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ الآیۃ قیل لابی امامۃ انت سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لو لم اسمعہ الا مرۃ او مرتین او ثلاثا حتی عد سبعاً ما حدثتکموہ رواہ الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن۔ مشکوۃ ص ۳۰۹۔ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا قال قالوا وفی نجدنا قال قال اللہم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا قالوا وفی نجدنا قال ھنالک الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطان اھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۱ باب ما قیل فی الزلازل قبیل ابواب الکسوف۔ وصحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۱ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفتنۃ من قبل المشرق۔ مشکوۃ شریف ج ۲ ص ۵۸۲ باب ذکر الیمن والشام ونحوہ فی صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۳/۳۹۴ والمراد بقرن الشیطان ابن عبد الوہاب النجدی التمیمی کما فی الدرر السنیۃ وغیرہ۔ وفی روایۃ سیظہر من نجد شیطان تتزلزل جزیرۃ العرب من فتنتہ" الدرر السنیۃ ص ۵۲ والتفصیل فیہ وفی غیرہ ھذا ھذا قصیر من کثیر حفظنا وذریتنا من الخوارج والوہابیۃ الظلمۃ الولی القدیر بحرمۃ السراج المنیر علیہ صلوۃ السمیع وسلام البصیر ۱۲ کتبہ محمد شریف الشہیر بمنظور احمد الفیضی عفی عنہ

ع۱۱ :- ارشاد باری تعالیٰ ہے ومنہم الذین یوذون النبی (پ۱۰ توبہ ع ۱۶)	اور ان منافقین وکفار) میں سے وہ ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دیتے ہیں ۔

آیت ع۱۰ وع۱۱ سے ثابت ہوا کہ جس نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ عیب لگایا اور طعن کیا ۔ یا حضور کو ایذا دی (کان منہم الصارم لابن تیمیہ) تو وہ ان سے ہوگا ۔ یعنی منافقین اور کفار سے ہوگا ۔ کیونکہ الذین اور من دونوں اسم موصول ہیں ۔ اور یہ دونوں عموم کے صیغوں سے ہیں ۔ اگرچہ شان نزول خاص ہے حکم عام رہے گا ۔ نیز ایسے شخص کا منہم سے ہونا حکم ہے ۔ جس کا تعلق لفظ مشتق "لمز" اور "اذی" سے ہے ۔ تو مادہ اشتقاق (یعنی طعن وایذا ، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس حکم (کہ وہ منافق و کافر ہے) کے لئے علت ہوگا ۔ تو جہاں علت (طعن وایذاء) موجود حکم منہم فوراً موجود ہوگا ۔ یعنی طاعن وموذی رسول منافق ہے ۔ اور قرآن شریف کفر منافقین کا شاہد ہے ۔ اور قرآن کریم نے منافقین کا حال کفار سے بھی برا بتایا ۔ وانہم فی الدرک الاسفل من النار (یعنی منافقین جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے ۔ وغیرہ ذلک ۔

ع۱۲ فرمان خداوندی ۔ فلا وربک لا یومنون	تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم

حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ﴿۶۵﴾
(پ ۵ النسآء ع ۹)

وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے تعلق سے اپنی ذات کی قسم اٹھا کر یہ اعلان فرمایا کہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے خصومات میں حضور کو حاکم نہ مانیں یعنی دولت ایمان اس وقت ہاتھ آئے گی۔ جبکہ حضور کو حاکم مانیں پھر ظاہراً باطناً دل و جان سے حضور کے فیصلہ کو تسلیم کر لیں۔ اور حضور کے فیصلہ کی وجہ سے دل میں تنگی نہ ہو۔ ورنہ ایمان نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ گستاخ نبی بطریق اولیٰ و اعلیٰ دولت ایمان سے فارغ ہے۔ اس آیت کے شان نزول میں درج ذیل واقعہ کئی وجوہ سے منقول ہے۔

"ضمرہ سے روایت ہے۔ کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا حضور کی بارگاہ میں پیش کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مبطل کے خلاف حق والے کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ مبطل نے کہا میں اس فیصلہ سے راضی نہیں تو اس کے ساتھی نے کہا کیا ارادہ ہے کہنے لگا کہ ابوبکر صدیق کے پاس چلتے ہیں تو وہ دونوں حضرت ابوبکر صدیق کے پاس چلے گئے حق والے نے جا کے کہا کہ ہم دونوں اپنا جھگڑا حضور کے پاس لے گئے۔ حضور نے میرے حق

ہیں فیصلہ فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا تمہارا فیصلہ وہی ہے جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کیا۔ باطل والا کہنے لگا میں اس سے بھی راضی نہیں اور کہنے لگا عمر بن خطاب کے پاس چلتے ہیں۔ تو ان کے پاس آئے تو حق والے نے کہا کہ ہمارا جھگڑا حضور کے سامنے پیش ہوا۔ حضور نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا یہ اس فیصلہ سے منکر ہے اس پر راضی نہیں ہوتا۔ تو حضرت عمر نے اس سے پوچھا تو اس نے بھی اسی طرح بتایا یہ سنکر حضرت عمر گھر چلے گئے باہر نکلے تو تلوار ان کے ہاتھ میں تھی۔ تلوار کو میان سے نکالا اور منکر فیصلہ نبوی کی گردن اڑا دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری۔ رواہ ابو اسحق وغیرہ الصارم ص $\frac{۳۸}{۳۹}$ - لابن تیمیہ - اخرجہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ من طریق ابن لھیعۃ عن ابی الاسود واخرجہ الحافظ دحیم فی تفسیرہ عن عتبۃ بن ضمرۃ عن ابیہ واخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن مکحول تفسیر در منثور ج ۲ ص $\frac{۱۸۰}{۱۸۱}$

۱۳۷ - اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

الم تر الی الذین یزعمون انھم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور ان

الی الطاغوت[۱] وقد امروا ان یکفروا بہ ط ویرید الشیطان ان یضلکم ضلالاً بعیدا ﴿۶۰﴾ واذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنفقین یصدون عنک صدودا ﴿۶۱﴾

کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکاوے۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے۔ کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

(پ۵ النساء ع۹)

اس میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جس شخص کو فیصلہ کیلئے قرآن کریم اور رسول کریم کی طرف بلایا جائے تو وہ رسول کریم کے فیصلہ سے روگردانی کرے وہ منافق ہے۔ جب فیصلہ نبوی سے روگردانی کرنے والا منافق ہے۔ تو گستاخ نبی کا کیا حشر ہوگا۔ بے ادبی تو روگردانی سے بدرجہا بدتر ہے۔

۱۳:- نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَیَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ

اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور حکم مانا پھر کچھ ان

[۱] نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو حاکم ماننا مدار ایمان اور طاغوت کو حاکم ماننا خروج عن الایمان پھر کتنی لغو بات ہے یہ کہ انبیاء و اولیاء کو طاغوت بولنا جائز ہے کما فی بلغۃ الحیران نعوذ باللہ ۱۲ ق

يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ وَمَآ اُولٰٓئِكَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا
دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٨﴾
وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا
اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿٤٩﴾ اَفِيْ
قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا
اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٥٠﴾
اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا
دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ
بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥١﴾

ہیں کے اس کے بعد پھر جاتے ہیں
اور وہ مسلمان نہیں اور جب بلاتے
جائیں ۔ اللہ اور اس کے رسول
کی طرف کہ رسول ان میں فیصلہ
فرمائے تو جبھی ان کا ایک فریق
منہ پھیر جاتا ہے ۔ اور اگر ان کی
ڈگری ہو تو اس کی طرف آئیں
مانتے ہوئے کیا ان کے دلوں
میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں
یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان
پر ظلم کریں گے بلکہ وہ خود ہی ظالم
ہیں ۔ مسلمانوں کی بات یہی ہے
جب اللہ و رسول کی طرف بلائے
جائیں ۔ کہ رسول ان میں فیصلہ
فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا
اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے

(پ۱۸ النور ع۶ و ع)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جو شخص حضور کی طاعت
سے منہ پھیرے اور حضور کے حکم سے اعراض کرے تو وہ منافقوں سے

ہے۔ وہ مومن نہیں۔ اور مومن وہی ہے۔ جو کہے سمعنا واطعنا
کہ ہم نے سنا اور فرمانبرداری کی۔ جب محض حکم رسول سے اعراض
اور غیر کی طرف تحاکم کرنے کا ارادہ کرنے سے ایمان زائل اور نفاق
ثابت ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ترک محض ہے۔ اور کبھی اس کا سبب
قوت شہوت ہوتی ہے۔ تو تنقیص رسول وسب نبی یا اس جیسی دوسری
چیز کی وجہ سے کیسے ایمان رہے گا۔ اور وہ کیسے منافق نہ ہوگا۔ بلکہ
موذی رسول بطریق اولی منافق و دائرۂ ایمان سے خارج ہوگا۔

(ملخصاً عن ابن تیمیۃ اتماما للحجۃ)

۱۵ :- نیز حاکم حقیقی مولی کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ	اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو

(پ ۲۲ الاحزاب ع ۵۳)

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں۔

فیھا تحریم اذاہ صلی اللہ علیہ وسلم بسائر وجوہ الاذیٰ (الاکلیل ص۱۷۹ مطبوعہ مصر)	یعنی اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینا حرام ہے۔ جس قسم کا ایذا ہو سب حرام ہے۔
۱۶ :- ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ	بیشک جو ایذا دیتے اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت

فی الدنیا والاٰخرۃ
واعدلھم عذابًا
مھینا والذین یؤذون
المؤمنین والمؤمنات
بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا
بھتانا واثما مبینا

ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ
نے ان کے لئے ذلت کا عذاب
تیار کر رکھا ہے اور جو ایمان والے
مردوں اور عورتوں کو بے کئے
ستاتے ہیں۔ انہوں نے بہتان
اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

(پ ۲۲ الاحزاب ع ۵۷/۵۸)

مفسرین کرام فرماتے ہیں۔ کہ یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ اور آپ کے مرتبہ کے بتانے کے لئے کہ حضور کو ایذا دینا اللہ کو ایذا دینا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے موذی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دارین کا لعنتی بیان فرما کر یہ بیان فرمایا کہ وہ (گستاخ رسول) دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ہر رحمت سے مطرود و محروم ہے۔ دنیا میں تو رحمت ایمان سے محروم رہ کر اور آخرت میں ہمیشہ عذاب دوزخ میں رہ کر معذب فی النار اللہ تعالیٰ کی خیر کا امیدوار ہو سکتا ہے۔ لیکن دارین کا لعنتی ایسا رحمت سے دور ہے کہ امید بھی نہیں رکھ سکتا۔

وذکر اللہ للتعظیم لہ۔ تفسیر بیضاوی ص ۲۷ مطبوعہ مصر۔

وذکر اسم اللہ للتشریف (لعنھم اللہ الخ) طردھم عن رحمتہ فی الدارین۔ مدارک ج ۳ ص ۴۷۸

وذکر الله عزوجل لتعظیمه والایذان بجلالة مقداره
عنده تعالیٰ وان ایذاءه علیه الصلوٰة والسلام ایذاء
له سبحانه (لعنهم الله الخ) طردهم وابعدهم من رحمته ....
بحیث لایکادون ینالون فیها شیئا منها - تفسیر ابوسعود
ج ۶ ص ۸۰۱ علی هامش الکبیر - اللعن اشد المحن وذالک
لان البعد من الله لایرجیٰ معه خیر بخلاف التعذیب
بالنار وغیره .... وقوله فی الدنیا والآخرة اشارة الی بعد
لارجاء للقرب معه لان المبعد فی الدنیا یرجوا القربة فی
الآخرة فقد خاب وخسر لان الله اذا ابعده وطرده
فمن الذی یقربه یوم القیمة ثم انه لم یحصر جزاءه فی الابعاد
بل اوعده بالعذاب بقوله واعدلهم عذابا مهینا -
تفسیر کبیر ج ۶ ص ۷۹۲ - وایذاء رسوله بعیب ونقص
.... والظاهر ان الآیة عامة فی کل من آذاه بشیء ومن
آذاه فقد آذی الله - تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۷ -
(لعنهم الله فی الدنیا) ای حجبهم عن الطاعة والتوحید وقوله
والآخرة ای بتخلیدهم فی العذاب الالیم - تفسیر صاوی
ج ۳ ص ۲۳۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی اسی آیت کی تفسیر میں
رقمطراز ہیں -

وعند الجمهور معناه
ان الذين يرتكبون
ما يكرهه الله ورسوله
وجاز ان يكون معنى
الآية الذين يؤذون
رسول الله وذكر الله
لتعظيم الرسول
كان من
اذى الرسول
فقد اذى الله ......
عن انس و
ابي هريرة عن
النبي صلى الله
عليه وسلم انه قال
قال الله تعالى
من اهان ويروى
من عادى وليا
فقد بارزني بالمحاربة
.... رواه البخاري

یعنی جمہور کے نزدیک اس آیت
کا معنیٰ یہ ہے "کہ بے شک وہ
لوگ جو اس چیز کا ارتکاب کرتے
ہیں۔ کہ جسے اللہ اور اس کا رسول
مکروہ جانتے ہیں"۔ اور جائز ہے
کہ اس آیت کا معنی یہ ہو کہ" وہ
لوگ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں
"اور ذکر اللہ تعظیم رسول کیلئے
ہو گویا کہ جس نے رسول کو ایذا دی
پس تحقیق اس نے اللہ کو ایذا دی
حضرت انس و ابوہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ "جس نے کسی ولی اللہ کی
توہین (بے ادبی) کی اور یہ روایت
بھی ہے کہ" جس نے کسی ولی اللہ
سے دشمنی کی تو اس نے میرے
ساتھ جنگ کی (بخاری) اور

عن ابی هریرة
قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم
ان الله تعالیٰ یقول
یا ابن آدم مرضت
فلم تعدنی قال یارب
کیف اعودك وانت
رب العالمین قال اما
علمت ان عبدی
فلان مرض فلم تعده
اما علمت انك لو عدته
لوجدتنی عنده
یا ابن آدم
استطعمتك فلم تطعمنی
الحدیث نحوه رواه مسلم
قلت ولا شك ان معاداة
الاولیاء لما کان معاداة
ومحاربة مع الله تعالیٰ
واسند الله سبحانه

اور حضرت ابوہریرہ سے روایت
ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ
فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار رہا
تو نے میری طبع پرسی نہ کی انسان
عرض کرے گا اے رب میں تیری
کیسے طبع پرسی کرتا حالانکہ تو تو
رب العالمین ہے ۔ اللہ تعالےٰ
فرمائے گا کیا تجھے علم نہ ہوا کہ بیشک
میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا۔ اور
تو نے اس کی عیادت نہ کی کیا تجھے
خبر نہیں بیشک تو اگر اس کی طبع پرسی
کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا۔
اے ابن آدم میں نے تجھ سے طعام
مانگا تو نے مجھے طعام نہ دیا (الحدیث
اسی طرح مسلم نے روایت کی)
قاضی صاحب کہتے ہیں کہ میں کہتا
ہوں جب اولیاء اللہ کی دشمنی
خود اللہ تعالیٰ کی دشمنی ہے اور اس

مرض اولیائہ
الی نفسہ تعالیٰ
عن ذلک علوا
کبیرا لاجل وصل
غیر متکیف فاسناد
ایذاء الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم
الی اللہ تعالیٰ اولیٰ....
مسئلۃ من اذی
رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم
بطعن فی شخصہ
او دینہ او نسبہ
او صفۃ من
صفاتہ او بوجہ
من وجوہ الشین
فیہ صراحۃ او
کنایۃ او تعریضا
او اشارۃ

سے جنگ ہے اور اللہ تعالیٰ نے
اپنے اولیاء کی مرض کو اپنی ذات
کی طرف منسوب کیا (حالانکہ وہ
مرض سے مبرا و منزہ ہے) بوجہ
وصل غیر متکیف کے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذا کو اللہ
تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا بطریق
اولیٰ ثابت
"مسئلہ" جس نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
ذات میں طعنہ کرکے یا آپ کے
دین میں طعنہ کرکے یا آپ کے
نسب پاک میں طعنہ کرکے یا
آپ کی صفتوں میں سے کسی صفت
میں طعنہ کرکے یا آپ کو عیوب کی
قسموں سے کسی قسم کا عیب لگا کر
صراحۃً (کھلم کھلا کہنا) یا کنایۃً
(غیر صریح طور پر کہنا) یا تعریضاً
(ڈھال کے طور پر) یا اشارۃً

كفر ولعنه الله
فى الدنيا والآخرة
واعد له عذاب
جهنم وهل
يقبل توبته
قال ابن همام عه
كل من البغض
رسول الله صلى الله
عليه وسلم
بقلبه كان مرتدًا
فالسباب بالطريق
الاولى ويقتل
عندنا حدًا
فلا تقبل توبته
فى اسقاط القتل
قالوا هذا مذهب

ایذا دی وہ کافر ہوگیا دنیا اور
آخرت میں اس پر اللہ تعالیٰ نے
لعنت کی اور اس کے لئے عذاب
جہنم تیار کیا۔ کیا اس موذی
رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی توبہ قبول کی جائے گی۔ امام
ابن ہمام نے فرمایا کہ جس نے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو دل سے مبغوض جانا وہ مرتد ہے
تو آپ کو سب وشتم اور گالی دینے
والا بطریق اولیٰ مرتد ہوا (اس
کا حکم یہ ہے کہ) وہ ہمارے
(آئمہ احناف کے) نزدیک بطور
حد قتل کیا جائے گا۔ (اس کا قتل
کرنا حاکم و والی اسلام کے ذمہ
ہے۔ الفیضی) تو قتل کے ساقط

عہ فی فتح القدیر قبیل اختتام باب احکام المرتدین ج۴ ص۴۰۷
الی قولہ" فی اسقاط قتلہ ۱۲ منہ

اهل الكوفة
ومالك ونقل
عن ابی
بکر الصدیق
رضی الله
تعالیٰ عنه
ولا فرق بین
ان یجیٔ
تائبا بنفسه
او شهدوا
علیه بذلك
بخلاف غیره
من موجبات
الكفر فان
الانکار فیها
توبة ولا تعمل
الشهادة معه
حتی قالوا
یقتل ان سبّ

کرتے ہیں اس کی توبہ نامقبول ہوگی۔ علماء کرام نے فرمایا یہ اہل کوفہ اور امام مالک کا مذہب ہے اور یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ اس میں اس بات کا کوئی فرق نہیں کہ وہ گستاخ رسول خود بخود توبہ کرتا ہوا پیش ہو یا اس کی توبہ پہ گواہی دیں۔ بہر صورت وہ قتل کیا جائے گا۔ اس کی توبہ اسے قتل ہونے سے نہ بچائے گی۔ بخلاف اور موجبات کفر کے کہ اس میں اس کا انکار خود توبہ قرار پائیگا۔ اس کے ساتھ شہادت مفید نہ ہوگی یہاں آئمہ کرام نے فرمایا کہ اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ جس نے سکر (مستی، بے ہوشی، نشہ) میں آپکو سب بکا اور اسے معاف نہ کیا جائیگا قاضی صاحب نے کہا اس کو مقید کرنا

سکران ولا
یعفی عنه
ولابد من
تقییده بما
اذا کان سکره
بسبب محظور
باشره باختیاره
بلا اکراه
والا فهو کالمجنون
وقال الخطابی[۱] لا اعلم
احدا خالف فی
وجوب قتله واما قتله
فی حق من حقوق الله تعالٰی
فتعمل توبته فی اسقاط
قتله، ولا یحکم بارتداد من اتی
بکلمة الکفر سکران فی غیر
سباب النبی صلی الله علیه وسلم الخ ملخصا بلفظه (تفسیر مظہری ج ۷ ص ۱۵/۴۱۶ھ و ص ۴۱۷ھ)

چاہیئے اس صورت سے جبکہ اس کا
نشہ کسی ممنوعہ چیز کے اختیاری طور
پر ارتکاب کی وجہ سے ہوا اور بلا
اجبار وہ ارتکاب ہوا ہو ورنہ وہ
مجنون (پاگل) کی طرح ہوگا۔ امام
خطابی فرماتے ہیں۔ میں نہیں جانتا
کہ کسی نے اس گستاخ نبی کے وجوب
قتل میں خلاف کیا ہو بلکہ سب کے
سب اس کے وجوب قتل پر
متفق ہیں [۱] اور کسی کا حقوق اللہ
میں سے کسی حق میں قتل کیا جاتا تو
اس کی توبہ اسقاط قتل میں مفید
ہوگی۔ اور جس نے مستی کی حالت
میں کلمہ کفر کہا اسکے مرتد ہونے کا
حکم نہ دیا جائے گا۔ سوائے شاتم
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔

۱؎ قال الامام النووی فیه "الامام ابو سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم الخطابی البستی الفقیه الادیب الشافعی المحقق" نووی شرح مسلم ج۱ ص ۲۵ ۱۲ الفیضی عفی عنه

علامہ عارف اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

یجوز ان یکون المراد بایذاء اللہ ورسولہ ایذاء رسول اللہ خاصۃ بطریق الحقیقۃ وذکر اللہ لتعظیمہ والایذان بجلالۃ مقدارہ عندہ وان ایذاءہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایذاء لہ تعالیٰ لانہ لما قال من یطع الرسول فقد اطاع اللہ فمن آذی رسولہ فقد اذی اللہ ....

.... ولا یجوز القول فی الانبیاء علیہم السلام بشیٔ یؤدی

یعنی یہ جائز ہے کہ ایذاء اللہ اور ایذاء رسول سے مراد صرف ایذاء رسول ہو اور ذکر اللہ آپ کی تعظیم کے لئے اور اللہ کے ہاں آپ کی جلالت مقدار کے اعلام کیلئے ہو اور بیشک حضور کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی" تو جس نے اس کے رسول کو ایذا دی بےشک اس نے اللہ کو ایذا دی۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اور ان کے حق میں کہ جن کا تعلق انبیاء سے ہو۔ ایسا قول جائز نہیں جو عیب و نقصان کی طرف مؤدی ہو۔

الی العیب والنقصان ولا فیما یتعلق بہم ...... یتاذی من الاذیۃ الایذ کواسمہ الشریف بالتعظیم والصلوٰۃ والتسلیم۔۔

لعنہم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ) ..... فلعنۃ الدنیا ھی الطرد عن الحضرۃ والحرمان من الایمان ولعنۃ الاٰخرۃ الخلود فی النیران والحرمان من الجنان....

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف کو تعظیم اور درود وسلام سے ذکر نہ کرنا بھی ایذا سے ہے۔

(موذیان رسول پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے) حاضری سے دور بھگانا اور ایمان سے محروم رکھنا یہ دنیا کی لعنت ہے۔ اور جہنم کی آگ میں ہمیشگی اور جنت سے محرومی یہ آخرت کی لعنت ہے

لہ اقول وباللہ التوفیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی رسول، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف کے بعد مکمل درود وسلام کے بجائے صلعم، صللم، ؐ، عم وغیرہ الفاظ مخفف مہملہ کو لکھنا علماء کرام نے ناجائز بتایا۔ مکروہ لکھا موجب حرمان فرمایا اگر قصد تخفیف شان ہو تو کفر کا فتویٰ دیا۔ بقول امام سیوطی پہلا وہ شخص کہ جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ طحطاوی علی الدر میں فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول ہے، من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ تخفیف وتخفیف الانبیاء کفر" اسی طرح رضؓ اور رحؒ لکھنا بھی مکروہ اور باعث محرومی ہے، قال الطحطاوی یکرہ الرمز بالترضی بالکتابۃ بل یکتب ذٰلک کلہ بکمالہ قال النووی فی مقدمۃ صحیح مسلم "ومن اغفل ہذا حرم خیراً عظیماً وفوت فضلاً جسیماً" ج ۱ ص ۲۰ فتاویٰ افریقیہ ص ۵۴، ۵۶ بہار شریعت ج ۳ ص ۸۷ سعادت دارین للنبہانی ص ۱۳۱ صلاۃ الصفا للنور المصطفیٰ ص ۹ کوثر النبی ص ۷ وغیرہ ۱۲ منہ

يحرم اذى النبى صلى الله عليه وسلم بالقول والفعل بالاتفاق ..... من سبه والعياذ بالله من المسلمين فقال ابوحنيفة والشافعى هو كفر... وقال مالك واحمد يقتل ولا تقبل توبته اه

بالاتفاق قول و فعل سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینا حرام ہے مسلمانوں سے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکا (اللہ کی پناہ) تو امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی نے فرمایا یہ کفر ہے اور امام مالک و امام احمد نے فرمایا اسے قتل کیا جائے گا۔ اور اس کی توبہ مقبول نہیں

(ملخصاً بلفظہ تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۶۵۶/۶۵۷)

نیز مفسر قرآن صاحب روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ زیر آیت ” فقاتلوا آئمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم “ رقمطراز ہیں۔

فالمختار ان من صدر منه ما يدل على تخفيفه عليه الصلوٰة والسلام بعمد وقصد من عامة المسلمين يجب قتله ولا تقبل توبته بمعنى الخلاص من القتل

یعنی مختار یہ ہے کہ بے شک مسلمانوں سے وہ شخص جس سے ارادۃً و قصداً ایسی چیز ظاہر ہوئی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخفیف پر دلالت کرے ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور بایں معنیٰ اس کی توبہ قبول نہ ہوگی کہ وہ قتل سے بچ جائے اگرچہ وہ کلمہ شہادت

وان اتى بكلمتى الشهادة
والرجوع والتوبة......
وعلم انه قد اجتمعت
الامة على ان
الاستخفاف بنبينا
وباىّ نبى كان من
الانبياء كفر سواء فعله
فاعل ذلك استحلالًا
ام فعله معتقدًا
بحرمته ليس بين
العلماء خلاف فى
ذلك والقصد للسب
وعدم القصد سواء
اذ لا يعذر احد
فى الكفر بالجهالة
ولا بدعوى زلل
اللسان اذا كان عقله
فى فطرته سليما فمن
قال ان النبى صلى الله عليه وسلم...

پڑھے اور رجوع وتوبہ کرے
(بہر حال اسے ضرور قتل کیا جائیگا)
اور یقین کر کہ بیشک اجماع امت
ہے۔ اس بات پر کہ ہمارے نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انبیاء کرام
میں سے جس نبی کی بھی تخفیف
(بے ادبی) ہو کفر ہے۔ عام ازیں
کہ تخفیف کا فاعل تخفیف نبی کو
حلال سمجھ کر کرے یا نبی کی عزت
کا معتقد ہو کر کرے بہر حال کفر ہے
اس مسئلہ میں علماء کرام کا خلاف
نہیں۔ سَبّ کا ارادہ ہو یا نہ ہو
اس لئے کہ کوئی بھی کفر میں بوجہ
جہالت اور بوجہ دعوی لغزش
زبانی کے معذور نہ رکھا جائے گا
جبکہ اس کی عقل فطرت میں صحیح
سالم ہے۔ تو جس نے کہا کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو طالب کے
یتیم ہیں۔ یا یہ گمان کیا کہ حضور کا

يتيم ابي طالب
او زعم ان زهده
لم يكن قصداً
بل لكمال فقره لو قدر
على الطيبات اكلها
ونحو ذلك يكفر
وكذا من عيره
برعاية الغنم او السهو
او النسيان ......
او بالميل الى
نسائه ......
وحكي عن ابي يوسف
انه كان جالسا مع
هرون الرشيد
على المائدة فروي
عن النبي صلى الله
عليه وسلم انه كان
يحب القرع فقال
حاجب من حجابه

زہد ارادۃً نہ تھا بلکہ آپ کے کمال
فقر کی وجہ سے تھا۔ اور اگر
طیبات پر قادر ہوتے تو اسے
کھاتے۔ اور اس قسم کی باتیں کیں
تو وہ کافر ہوگیا۔ اسی طرح وہ
بھی کافر ہے کہ جس نے حضور کو
بکریوں کے چرانے پر عیب لگایا
یا سہو یا نسیان کا عیب لگایا یا
ازواج مطہرات کی طرف میلان
پر عیب لگایا۔ امام ابو یوسف
سے حکایت بیان کی جاتی ہے
کہ وہ خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ
کھانوں سے پر دستر خوان پر بیٹھے
ہوئے تھے۔ تو یہ روایت بیان
کی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام
کدو کو پسند فرماتے تھے۔ تو
ہارون رشید کے دربانوں سے
ایک دربان بولا میں اسے پسند
نہیں کرتا۔ امام قاضی ابو یوسف

انالا احبه فقال لصفرون انه كفر فان تاب و سلم فيها والا فاضرب عنقه فتاب واستغفر حتى امن من القتل ذكره فى الظهيرية .... و والحاصل انه اذا استخف سنة او حديثًا من احاديثه عليه الصلوٰة والسلام يكفر - اه ملخصًا بلفظه

نے ہارون رشید سے فرمایا بے شک یہ کافر ہو چکا اگر وہ توبہ کرے اور اسلام لائے فبہا ورنہ میں اس کی گردن اڑادونگا تو اس نے توبہ کی، استغفار کی اور قتل سے بچ گیا۔ یہ حکایت ظہیریہ میں مذکور ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو جب آپ کی سنت اور آپ کی حدیثوں سے کسی حدیث شریف کی تخفیف کرے گا۔ وہ کافر ہو جائے گا

(تفسیر روح البیان جز ۲۲ ص $\frac{۱۳۸}{۱۸۴}$)

(۱) اللہ تعالیٰ نے اس آیت "ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ" میں حضور کی ایذا کو اپنی ایذا سے ملایا جیسا کہ حضور کی طاعت کو اپنی طاعت سے ملایا تو جس نے حضور کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی " جیسا کہ صاف حضور سے ثابت ہے " اور جس نے اللہ کو ایذا دی پس وہ کافر ہے۔ حلال الدم ہے۔ نیز اس چیز کی وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور اپنے رسول کی محبت، اور اپنی رضا اور اپنے رسول کی رضاء اور اپنی طاعت اور

اپنے رسول کی طاعت کو ایک شئ بتایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم
واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن
ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ۔ الآیۃ (۲۴ توبہ)
نیز (بہت جگہ) فرمایا "واطیعوا اللہ والرسول" (۱۳۲ ال عمران)
نیز فرمایا واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ" (آیت ۶۲ توبہ
یہاں ضمیر واحد کی لائے۔ نیز فرمایا "ان الذین یبایعونک انما
یبایعون اللہ" (آیت ۱۰ فتح) نیز فرمایا "قل الانفال للہ
والرسول" (۱ انفال) نیز فرمایا "من یحادد اللہ ورسولہ"۔
(۶۳ توبہ) نیز فرمایا "ومن یعص اللہ ورسولہ" ۱۴ النسا)
ان آیتوں کو نقل کرکے فریق مخالف کے سردار ابن تیمیہ نے لکھا۔

وفی ھذا وغیرہ بیان لتلازم الحقین وان جھۃ حرمۃ اللہ تعالیٰ ورسولہ جھۃ واحدۃ فمن اذی الرسول	یعنی ان آیتوں اور ان کے علاوہ اور ان آیتوں میں کہ جن میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم گرامی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام پاک سے ملایا۔ حق خدا وحق

۱؎ کما بین شیخ الاسلام والمسلمین المجدد الامام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی اول کتابہ المسمی "الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیہ" ووضعت فی ھذا الموضوع بابا مستقلا فی کتابنا انوار القرآن ۱۲ منہ

فقد اذی الله
ومن اطاعه
فقد اطاع الله
لان الامة لا
یصلون مابینهم
وبین ربهم الا
بواسطة الرسول
لیس لاحد منهم
طریق غیره و
لا سبب سواه
وقد اقامه
الله مقام نفسه
فی امره ونهیه
واخباره
وبیانه
فلا یجوز
ان یفرق
بین الله
ورسوله

رسول کے تلازم کا بیان ہے اور
اس چیز کا بیان ہے کہ حرمت
(عزت) خدا و حرمت مصطفٰے کی
جہت ایک ہی ہے۔ تو جس نے
رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا
دی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کو
ایذا دی اور جس نے آپ کی اطاعت
کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری
کی اس لیے کہ امت کو جو کچھ بھی
اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے وہ رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی واسطہ
سے ملتا ہے۔ ان میں سے کسی کیلئے
حضور کے بغیر نہ کوئی راستہ ہے اور
نہ کوئی اور سبب اور بیشک اللہ
تعالیٰ نے امر، نہی، اخبار، بیان
میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
اپنی ذات کے قائم مقام مقرر فرمایا
ہے۔ اور اپنا جانشین کیا۔ لہذا
یہ جائز نہیں کہ ان امور میں سے

فی شئ من ھذہ الامور (الصارم المسلول ص۴۱)

کسی چیز میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان فرق کیا جائے

(۲) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایذاء خدا ورسول کی سزا علیحدہ بیان کی اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی ایذا کی سزا علیحدہ بیان کی۔ جب مسلمان مردوں وعورتوں کے ایذا کی آخری سزا فسق وجلد ہے (کوڑے لگانا) تو اللہ ورسول کے ایذا کی سزا اس کے اوپر قتل وکفر ہوئی۔

(۳) اس آیت میں موذیان خدا ورسول کی سزا یہ بیان کی گئی ہے۔ "لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ الخ" کہ دنیا وآخرت میں ان پر لعنت ہے۔ لعنت کے معنی رحمت سے دور کرنا جس شخص کو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اپنی رحمت سے دور رکھے وہ کافر ہی ہوگا۔ مومن نہیں ہوسکتا اس لئے کہ مومن بعض اوقات رحمت کے قریب کیا جاتا ہے۔ لہذا وہ مباح الدم نہیں ہوگا اس لئے کہ حفاظت دم بھی اللہ کیطرف سے رحمت عظیمہ ہے۔ تو وہ موذی رسول کے حق میں ثابت نہ ہوگی۔ بلکہ موذی رسول کو قتل کرنا ہوگا۔ نیز اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔

ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیراً (۵۲ نساء)

اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار ومددگار نہ پائے گا

اور اللہ ورسول کا موذی معصوم الدم ہوتا تو مسلمانوں پہ اس کی نصرت واجب ہوتی اور اس کا نصیر ہوتا۔

(۴) موذیان خدا و رسول کی سزا میں یہ الفاظ قرآنیہ کہی ہیں۔ "واعد لھم عذابا مھینا" اور عذاب مہین کی دھمکی قرآن کریم میں صرف کفار کے حق میں آئی ہے۔ تو معلوم ہوا حضور کا موذی کافر ہے۔

"ہاں عذاب عظیم" کی دھمکی کفار سے خاص نہیں

(۵) نیز اس ذکر سزا میں اعدّ کا لفظ ہے۔ جہنم کا تیار ہونا کفار ہی کے لئے ہے۔ رب نے فرمایا اعدت للکافرین کیونکہ وہ اس میں ضرور داخل ہوں گے۔ پھر ہرگز نہ نکلیں گے۔ مومن گنہگار بعض تو بوجہ مغفرت خداوندی کے داخل ہی نہ ہوں گے۔ بعض اگر داخل ہوں گے تو اس سے نکالے جائیں گے۔

۱۷ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (ر۲ حجرات پ۲۶)

اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دو چیزوں سے منع فرمایا۔ ایک محبوب خدا کی آواز پہ آواز بلند کرنا۔ دوسری یہ کہ محبوب خدا سے چلا کے بات کرنا جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے چلاتے ہو

اور اس ممانعت کی علت بتائی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے سب اعمال ضائع وبرباد ہو جائیں۔ اور سب عملوں کا ضائع وبرباد ہونا کفر ہی سے ہوتا ہے۔ تو جب نبی کی آواز پہ آواز بلند کرنے اور ان سے چلانے سے اس بات کا خوف ہو کہ وہ بندہ بے خبری میں کافر ہو جائے اور اس کے سب عمل ضائع ہو جائیں۔ کیونکہ ایسی حرکتوں سے کفر و تضییع عمل کا ظن ہے۔ اور ایسی حرکتیں کفر و تضییع عمل کا سبب ہیں۔ تو یہ کیوں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ نبی پاک کی تعظیم، توقیر تشریف، اکرام، اجلال، لازم ہے۔ اور اس لئے ہوا کہ بعض اوقات آواز بلند کرنا اور چلانا ایذا واستخفاف نبی پہ مشتمل ہوگا۔ اگرچہ آواز بلند کرنے اور چلانے والا اس (ایذا نبی) کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو۔ جب ایذا واستخفاف نبی بے ادبی کے ضمن میں بغیر قصد وارادہ کے بھی کفر ہے تو پھر وہ ایذا یا استخفاف نبی جو قصداً ہو۔ جان بوجھ کر ہو وہ بطریق اولیٰ کفر ہوگا۔

۱۸۷ یا ایھا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم۔ پ۱ بقرہ ۱۰۴ ع۱۳	اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو تاکہ یہ عرض کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ کہ حضور توجہ فرماویں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

"شانِ نزول" جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے "راعنا یارسول اللہ" اس کے یہ معنی تھے کہ یارسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے۔ یعنی کلامِ اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقعہ دیجئے۔ یہود کی لغت میں یہ کلمہ بے ادبی کے معنیٰ رکھتا تھا۔ انہوں نے اُس نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے۔ آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سنکر فرمایا اے دشمنانِ خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا۔ یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں۔ اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔ کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں "راعنا" کہنے کی رکاوٹ فرما دی گئی۔ اور اس معنی کا دوسرا لفظ "انظر" کہنے کا حکم ہوا۔ اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔

(۱) انبیاء کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلماتِ ادب عرض کرنا فرض ہے۔ اور جس کلمہ میں ترکِ ادب کا شائبہ ہو وہ بھی زبان پر لانا ممنوع و حرام ہے۔ اگرچہ توہین کی نیت نہ ہو۔

(۲) "واسمعوا" سے معلوم ہوا کہ دربارِ نبی میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم ہے۔

(۳) "للکفرین" میں اشارہ ہے کہ انبیاءِ کرام کی جناب میں بے ادبی

ہلکا لفظ، مشترکہ کلمہ کہ جس میں بے ادبی کا ذرہ برابر شائبہ ہو۔ بولنا کفر ہے

۱۹ء من کان عدواللّٰہ وملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکل فان اللّٰہ عدو للکفرین (پ۱ بقرہ ۹۸ ع۱۲)

جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

سیدنا صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں: "اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و ملائکہ کی عداوت کفر اور غضب الٰہی کا سبب ہے۔ اور محبوبان حق سے دشمنی خدا سے دشمنی کرنا ہے"۔

امام ابوشکور سالمی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "تمہید شریف کے ص ۱۱۲ پر فرماتے ہیں۔

من ذکر نبیا او ملکا بالحقارۃ فانہ یصیر کافرا الدلیل علیہ قولہ تعالیٰ من کان عدو اللّٰہ (الآیۃ)

جو کسی نبی یا کسی فرشتہ کو حقارت سے ذکر کرے بے شک وہ کافر ہو جائے گا۔ اس پہ دلیل یہ فرمان خداوندی ہے۔ من کان عدو اللّٰہ الخ

۲۰ء اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ان شانئک ھو الابتر پ۳۰ کوثر

بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے (کنز الایمان)

اس کے علاوہ اور بہت سی آیتوں سے یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین و بے ادبی کرنے والا کافر ہے۔ مستحق قتل ہے۔ ہاں ان کے بڑے کی گواہی پیش کردوں۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے

واما الآیات الدالات علی کفر الشاتم وقتلہ او علی احدھما اذا لم یکن معاھدا وان کان مظھرا للاسلام فکثیرۃ مع ان ھذا مجمع علیہ کما تقدم حکایۃ الاجماع عن غیر واحد ۔

بہر حال وہ آیتیں بہت ہیں جو شاتم رسول کے کفر اور اس کے قتل یا ان میں سے کسی ایک پر دلالت کرتی ہیں۔ جبکہ وہ گستاخ ذمی نہ ہو اگرچہ بظاہر مسلمان کہلاتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بالکل اتفاقی واجماعی ہے۔ جیسا کہ اجماع کی نقول بہت سے افراد وآئمہ سے گذریں۔

الصارم المسلول ص ۲۶

فصل دوم

احادیث شریفہ سے اس کا ثبوت کہ نبی کا بے ادب کافر ہے مستحق قتل ہے

(۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من سبَّ الانبیاءؑ[1] قتل ومن اصحابی جلد۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ الجامع الصغیر للسیوطی ج ۲ ص ۱۷۳	جس نے انبیا کو سَبّ بکا وہ قتل کیا جائے گا۔ اور جس نے میرے صحابہ کو سب بکا اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔

فتح الکبیر ج ۳ ص ۱۹۶ - رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط والاصغر۔ (فیض القدیر ج ۶ ص ۱۴۷)

---

[1] ای سب نبیا من الانبیاء (قتل) لانہ صار مرتدا .... واذا اسلم .... قال ابوبکر الفارسی یصح اسلامہ ویقتل حداً ..... وادعی فیہ الاجماع ووافقہ القفال وصوبہ الدمیری اھ ملخصاً - السراج المنیر ج ۳ ص ۳۶۳ - قال القیصری ایذاء الانبیاء بسبب اوغیرہ کعیب شیٔ منہم کفر حتی من قال فی النبی ثوبہ وسخ یرید بذلک عیبہ قتل کفراً لاحداً ولا تقبل توبتہ عند جمع من العلماء ..... (ومن سب اصحابی جلد) تعزیرا ولا یقتل خلافاً لبعض المالکیۃ ولبعض منا فی ساب الشیخین ولبعض فیہما والحسنین - فیض القدیر ج ۶ ص ۱۴۷ . قال الامام ابن ھمام الحنفی صنا" وفی الروافض ان من فضل علیاً (بقیہ حاشیہ بر ص ۸۵۱)

ایک اور روایت میں یوں ہے۔

"من سب نبیا قتل ومن سب اصحابه جلد"

جس نے نبی کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا۔ اور جس نے اصحابِ حضور کو سب بکا اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔

(رواہ ابو محمد الخلال۔ وابو القاسم الازجی)

الصارم المسلول لابن تیمیہ ص۹۲

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)

علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فھو کافر۔ فتح القدیر ج ا ص۳۲۸ باب الامامۃ۔ وقال الشیخ العلامۃ حسن بن عمار الشرنبلالی الحنفی" شروط صحۃ الامامۃ ... ستۃ اشیاء الاسلام .... فلا تصح امامۃ منکر البعث او خلافۃ الصدیق او صحبتہ او یسب الشیخین او ینکر الشفاعۃ (کالوہابی المنکر للشفاعۃ کما قال مولانا عبد الحلیم اللکھنوی والد عبد الحی علی حاشیہ نور الانوار ص۲۴۷ حاشیہ ۱۳۔ ان کے امام اسمٰعیل نے تقویۃ الایمان کے ص۲۷ ص۹ پر سفارش وحمایت کا انکار کیا ہے۔ الفیضی) او نحو ذلک ممن یظہر الاسلام مع ظہور صفۃ المکفرۃ لہ اھ ملخصًا مراقی الفلاح علی حاشیہ الطحطاوی ص۱۷۲ طبع مصر۔ وقال العلامۃ المحقق الطحطاوی الحنفی" فلا تجوز الصلاۃ خلف من ینکر شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ..... لانہ کافر... وان انکر خلافۃ الصدیق کفر... والحق فی الفتح عمر بالصدیق فی ھذا الحکم والحق فی البرہان عثمان بہما ایضًا (بقیہ حاشیہ بر ص۸۵۲)

ایک اور روایت میں یوں ہے
"من سب نبیا فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاجلدوہ"
رواہ ابوذر الہروی - الصارم المسلول ص ٩٢/٩٣

جس نے نبی کو سب وشتم کیا تو اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابہ کو سب کیا اسے کوڑے لگاؤ۔

ولا تجوز الصلاۃ خلف منکر... صحبۃ الصدیق او من یسب الشیخین اھ ملخصاً - طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ١٨١ وسب اصحاب الرسول (ای لیس بکفر) وقیدہم المحشی بغیر الشیخین لما سیأتی فی باب المرتد ان سابہما او احدہما کافر، ونقدہ الشامی علی الملاقوہ، رد المحتار ج ا ص ١٥ م) وفی الفتح عن الخلاصۃ من انکر خلافۃ الصدیق او عمر فہو کافر اھ ولعل المراد انکار استحقاقہما الخلافۃ فہو مخالف لاجماع الصحابۃ لالانکار وجودہا لہما بحر وینبغی تقیید الکفر بانکار الخلافۃ بما اذا لم یکن عن شبہۃ کما مر عن شرح المنیۃ بخلاف انکار صحبۃ الصدیق تامل اھ رد المحتار ج ا ص ١٥م -

قطب عالم حضرت قبلہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوچی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" وہ (روافض عرب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر وعمر وعثمان واصحاب دیگر رضی اللہ عنہم اجمعین پر تفضیل دیتے ہیں۔ ان کے منکر نہیں ہیں - اور اگر منکر ہوں تو لائق قتل کے ہو جائیں گو شریف (سید) ہی کیوں نہ ہوں" جامع العلوم فی ملفوظ المخدوم ج ا ص ٢٦٥/٢٦٦ - قال الحسن بن الفضل من قال ان ابا بکر لم یکن صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو کافر لانکارہ نص القرآن وفی سائر الصحابۃ اذا انکر یکون مبتدعا لاکافراً (لاتحزن ان اللہ معنا) معیۃ غیر متکیفۃ قال الشیخ الاجل الشہید مظہر فیوض الرحمن مرزا جان جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کفی لابی بکر (بقیہ حاشیہ بر ص ٨٥٣)

ایک اور روایت میں یوں ہے۔

من سب نبیا فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاضربوہ

رواہ القاضی عیاض، شفا شریف ج۲ ص۲۱۲

جس نے کسی نبی کو سب بکا تو اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابہ کو سب کیا اسے مارو۔

ایک اور روایت میں یوں ہے۔

من شتم نبیا قتل ومن شتم اصحاب النبی حُدَّ

تمہید ابی شکور سالمی ص۱۱۲

جس نے کسی نبی کو گالی دی قتل کیا جائے گا اور جس نے اصحاب نبی کو گالی دی حد لگائی جائے گی

(۲) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی

جس نے (حضرت) علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) کو سب بکا بیشک اس نے مجھے سب بکا اور جس نے

(بقیہ حاشیہ گزشتہ ص۸۵۲) فضلاً ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبت لابی بکر معیۃ اللہ سبحانہ التی اثبتہا لنفسہ بلا تفاوت فمن انکر فضل ابی بکر انکر ھذہ الآیۃ الکریمۃ وکفر اھ تفسیر مظہری ج۴ ص۲۰۷-۲۰۸ اس کی زیادہ تحقیق اعلیحضرت مجدد بریلوی کے رسالہ "رد الرفضہ" میں ملاحظہ ہو۔ اب دیوبندیوں کی شیعوں کے ساتھ نرمی درج ذیل عبارت سے ملاحظہ ہو "اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے۔ ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ اھ

اھ فتاویٰ رشیدیہ ج۲ ص۱۴۱ ۱۲ منہ

فقد سب اللہ
رواہ الامام احمد فی مسندہ

مجھے سب بکا بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کو سب بکا

والحاکم فی مستدرکہ - حدیث صحیح، الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۴۳ - فتح الکبیر ج ۳ ص ۱۹۶

(۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من آذی شعرۃ منی فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ
رواہ ابن عساکر الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۵۸ - فتح الکبیر ج ۳ ص ۱۴۲

جس نے میرے بال کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی - تو اس پر آسمان و زمین کی مقدار کے برابر اللہ کی لعنت ہو۔

وزاد ابو نعیم والدیلمی "فعلیہ لعنۃ اللہ ملأ السماء وملأ الارض" فیض القدیر ج ۶ ص ۱۹ - قالہ وھو آخذ بشعرہ کما افادہ المناوی

(۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من لکعب بن الاشرف فانہ قد آذی اللہ ورسولہ[لہ]

کعب بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے کون تیار ہوتا ہے کیونکہ اس نے اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دی ہے

لہ قال النووی لانہ نقض عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہجاہ وسبہ" نووی شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۱۰ - قولہ ورسولہ بالحجم لہ کذا فی القسطلانی ثم ہامش بخاری ج ۲ ص ۵۷۶ ۱۲ منہ

حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اتحب ان اقتلہ	کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ میں اسے قتل کروں۔ حضور نے فرمایا ہاں

اس پر محمد بن مسلمہ نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس سے ہیرا پھیری کی بات کروں۔ (یعنی ڈھال کی بات کروں)، حضور نے فرمایا ہاں اجازت ہے۔ تو محمد بن مسلمہ کعب کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ اس مرد (مراد اس سے حضور تھے۔) انے ہم سے صدقہ مانگا ہے۔ اور ہمیں مشقت میں ڈالدیا ہے۔ اور میں تیرے پاس قرضہ مانگنے آیا ہوں۔ کعب نے کہا اللہ کی قسم تم اس (مراد حضور) سے اور بھی زیادہ ملال میں پڑ دگے۔ محمد نے کہا ہم چونکہ اس کی اتباع کر چکے ہیں۔ لہذا ہم یہ نہیں چاہتے کہ اس کو چھوڑ دیں حتی کہ دیکھیں کہ اس کا کیا انجام ہو گا۔ محمد نے کہا میں نے یہ ارادہ کیا ہے۔ کہ تو مجھے قرض دیدے کعب نے کہا کہ رہن (گروی) کیا رکھے گا۔ انہوں نے کہا تیرا کیا ارادہ ہے۔ کعب نے کہا تم اپنی عورتیں میرے ہاں گروی رکھو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تو سب عرب والوں سے زیادہ حسین ہے۔ کیا تیرے ہاں اپنی عورتیں گروی رکھیں۔ کعب نے ان سے کہا تو اپنی اولاد میرے ہاں گروی رکھو محمد نے جواب دیا کہ ہمارے بیٹوں کو یہ طعنہ دیا جائے گا۔ کہ فلاں دو وسق (عرب کا ایک پیمانہ ہے) کھجور میں گروی رکھا گیا تھا۔ تو یہ ہم پہ عار ہے۔ ہاں ہم تیرے

ہاں ہتھیار گروی رکھیں گے۔ کعب نے کہا اچھا ٹھیک ہے۔ پھر اس سے عہد باندھا کہ وہ اس کے پاس۔ حارث اور ابو عبس اور عباد بن بشیر کو بھی لیکے آئے گا۔ راوی نے کہا کہ یہ سب رات کو کعب کے پاس پہنچے اور اس کو بلایا وہ ان کی طرف اترا کعب کی بیوی نے اس سے کہا کہ میں ایسی آواز سنتی ہوں گویا کہ وہ خون بہانے والے کی آواز ہے۔ کعب نے جواب دیا کہ یہ تو محمد اور اس کا دودھ شریک بھائی ابونائلہ ہے۔ بے شک کریم کو رات کے وقت اگر نیزے کی ضرب کے لئے بھی بلایا جائے تب بھی جواب دے گا۔ محمد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب وہ آئے گا میں اپنا ہاتھ اس کے سر کی طرف بڑھاؤں گا پھر میں جب اس سے قابو پا جاؤں تو تم ہوشیاری سے اپنی تلواریں لیکر اس کو مار دینا۔ راوی نے کہا کہ جب وہ اترا اس حال میں کہ بغل سے نیچے کپڑا نکال کر کندھے پہ ڈالے ہوئے تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم تیرے سے خوشبو محسوس کرتے ہیں۔ کہنے لگا ہاں مستورات عرب سے زیادہ خوشبو والی میرے نیچے ہے۔ محمد نے کہا کیا مجھے اجازت ہے۔ کہ میں تیرے سر کو سونگھ لوں اس نے کہا ہاں تو محمد نے سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا پھر کہا کہ (دوبارہ) مجھے اجازت ہے۔ کہنے لگا ہاں پھر آپ نے سونگھا اور قابو پا گئے۔ ساتھیوں سے کہا اسے قتل کر دو تو انہوں نے قتل کر دیا۔ پھر حضور کے پاس آکر اس واقعہ کی خبر دی (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۷۶ و صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۱۰)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کو سَبّ کرنا (نعوذ باللہ) صرف حضور کو ایذا پہنچانا نہیں بلکہ اللہ کو بھی ایذا پہنچانا ہے۔ کعب نے حضور کو سب کیا لیکن حضور نے فرمایا۔ فانہ اذی اللہ تعالیٰ ورسولہ اس نے اللہ و رسول کو ایذا دی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور کا گستاخ مستحق قتل ہے۔

ع۵ حضرت براء سے روایت ہے کہ حضور نے ابو رافع کے ہاں چند انصاری نوجوانوں کو بھیج کر اسے قتل کرایا۔

کیوں اس لئے کہ

کان ابو رافع یوذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم || ابو رافع حضور کو ایذا دیتا تھا۔

صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۷۷

ع۶ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی لونڈی ام ولد تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب و شتم کرتی اندھے نے اسے روکا وہ باز نہ آئی اندھے نے اسے جھڑکا وہ نہ رکی۔ ایک رات وہ لونڈی حضور کی گستاخی و بے ادبی کرنے لگی تو اندھے نے مِغْوَل (ہلاک کرنے کا ایک ہتھیار، لمبا پیکار۔ گپتی۔ ایک قسم کی تلوار) لایا اور اس عورت کے پیٹ میں رکھا اور خود اس کے اوپر چڑھ گیا۔ اس عورت کو قتل کر دیا۔ پس جب صبح ہوئی حضور کی خدمت میں یہ واقعہ ذکر کیا گیا۔ حضور نے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا میں اس مرد کو قسم ڈالتا ہوں کہ کھڑا ہو جائے جس نے کیا جو کچھ کیا میرا اس پہ حق ہے،

دکہ میری اطاعت کرے، تو وہ اندھا کھڑا ہو گیا۔ لوگوں کو پھاندتا ہوا اس حال میں آیا کہ خوف سے کانپتا تھا۔ حتی کہ حضور کے آگے بیٹھ گیا۔ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اس لونڈی کا مالک میں ہوں اور میں نے اس کا کام تمام کیا ہے۔ وہ آپ کو گالیاں دیتی تھی میں نے اسے روکا نہ رکی میں نے اسے جھڑکا وہ باز نہ آئی اس سے میرے دو بیٹے ہیں۔ موتیوں کی طرح۔ اور وہ میری رفیقہ تھی۔ گذشتہ رات آپ کی گستاخی میں شروع ہوئی میں نے معول (تلوار) اٹھائی اور اس کو اس کے پیٹ میں رکھا اور خود اوپر چڑھ گیا۔ حتیٰ کہ میں نے اسے قتل کر دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (اے حاضرین مجلس) خبردار تم گواہ ہو جاؤ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔ (یعنی نابینا نے ٹھیک کیا موذی رسول قتل کرنے ہی کے قابل ہے۔ اس کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ اس لعین کا خون ضائع جائے گا۔) سنن ابی داؤد طبع مجیدی کانپور ج۲ ص۲۴۳۔ کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ سنن نسائی مجتبیٰ ج۲ ص۱۵۱ طبع نور محمد کتاب المحاربۃ باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۷ حضرت علی سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ حضور کی گستاخی و بے ادبی کرتی تھی تو ایک مرد نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا خون باطل کیا کہ وہ رائیگاں گیا۔ بدلہ نہ لیا جائے گا۔ سنن ابی داؤد ج۲ ص۲۴۲۔ مشکوٰۃ شریف ص۳۰۷

باب قتل اہل الردۃ فصل ثانی ۔ اس کے علاوہ بہت سی حدیثیں اس موضوع پر پیش کی جاسکتی ہیں ۔ میں انہیں پہ اس فصل کو ختم کرتا ہوں ۔

(فصل سوم)

اجماع امت واقوال آئمہ دین وملت سے اس کا ثبوت کہ حضور کا گستاخ کافر ہے مرتد ہے ۔ واجب القتل ہے ۔ اس کی توبہ منظور نہیں بایں معنی کہ وہ قتل سے بچ جائے ۔

ع۱ امام قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ ارقام فرماتے ہیں ۔

اجمعت الامۃ علی قتل متنقصہ من المسلمین وسابہ	مسلمانوں سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تنقیص کرنے والے اور گالی دینے والے کے قتل کرنے پر ہماری امت کا اجماع واتفاق ہے ۔

شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۴ قسم رابع نسیم الریاض ج ص شرح شفا لعلی القاری ج ص الصارم المسلول ص ۳

ع۲ نیز امام قاضی عیاض اداما اللہ تعالیٰ فی الریاض نے ارشاد فرمایا ہے

ان جمیع من
سب[۱] النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
او عابہ[۲] او الحق
بہ نقصا فی
نفسہ[۳]
او نسبہ[۴]
او دینہ[۵]
او خصلۃ
من خصالہ[۶]
او عرض[۷] بہ
او شبہہ

یعنی بے شک ہر وہ شخص کہ جس
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بکا
یا آپ کو عیب لگایا (عیب لگانا
سب سے عام ہے۔ بیشک وہ
کہ جس نے کہا کہ فلاں حضور علیہ السلام
سے زیادہ علم والا ہے۔ تحقیق اس
نے حضور کو عیب لگایا اور آپ
کی تنقیص کی حالانکہ یہ سب نہیں)
یا آپ کی ذات میں یا آپ کی صفات
میں یا آپ کے نسب میں یا آپ کے
دین اور سیرت اور حکومت میں
یا آپ کی خصلتوں میں سے کسی
خصلت میں نقص لاحق کیا۔

[۱] ای شتمہ ۱۲ ق [۲] ھو اعم من السب فان من قال فلان
اعلم منہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد عابہ ونقصہ ولم یسبہ۔ نسیم۔

[۳] ای ذاتہ او صفاتہ ۱۲ ق واذا مما یتعلق بخلقہ وخلقتہ۔ نسیم۔

[۴] کان یفضل احدا علی قومہ واصولہ۔ نسیم۔

[۵] ای شریعتہ وسیرتہ وحکوماتہ ق۔ [۶] ای حالۃ من حالاتہ او کلمۃ
من مقالاتہ۔ ق وصفۃ من صفاتہ کشجاعتہ وکرمہ۔ نسیم۔ سواء صرح بہ۔ ق
[۷] ای قال فی حقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مالا یلیق تعریضا لا تصریحا۔ نسیم۔

بشیء[8] علی طریق السب له او الازراء علیه[9] او التصغیر لشانه[10] او الغض منه[11] والعیب له فهو ساب له[12] والحکم فیه حکم الساب یقتل[13] .... تصریحا کان[14] او تلویحا

ان چیزوں کی تصریح کی یا اشارہ سے کہا یا بطریق سب آپ کو کسی غیر حسن چیز سے تشبیہ دی یا آپ کے حق میں تحقیر اور استخفاف کیا یا آپ کی قدر و منزلت و شان میں تحقیر و تصغیر و کمی کی یا آپ کی اقل تنقیص کی نقص قلیل لاحق کیا اور آپ کی طرف عیب منسوب کیا تو وہ بھی ساب (گالی دینے والا) ہے ۔ اور اس پہ بھی ساب کا حکم جاری ہوگا وہ یہ کہ اس کو قتل کیا جائے گا آپ کی شان میں

[8] غیر حسن ۔ نسیم ۔ [9] ای احتقارا به واستخفافا بحقه ۔ ق ای التنقیص له وان لم یکن قصد السب ۔ نسیم ۔ [10] ای الاحتقار لعظیم قدره ق ۔ ای تحقیره کتصغیر اسمه او صفة من صفاته ۔ نسیم ۔ [11] بمعنی اقل تنقیص .... فاریدبه مطلق النقص القلیل ۔ نسیم ۔ [12] بکل واحد مما ذکر ق ۱۲ ق سے مراد ملا علی قاری شرح شفا کی تفسیر ہے ۔ اور نسیم سے مراد نسیم الریاض شرح شفا عیاض ہے ۔ الفیضی بقلمه ۔ [13] ای اجماعا ۔ ق ۱۲ [14] السب ۔ نسیم ۱۲ ۔

وکذلک[1] من لعنہ اودعا علیہ او تمنی مضرۃ لہ اونسب الیہ مالا یلیق بمنصبہ[1] علی طریق الذم اوعبث[2] فی جہتہ العزیزۃ بسخف[3] من الکلام وہجر[4] ومنکر من القول وزور او عیرہ[5] بشیٔ مما جری

سب بکنا صراحۃً ہو یا اشارۃً (بہر صورت قائل کو قتل کیا جائے گا۔) اور یہی حکم اس کا ہے جو آپ پر لعنت کرے (اللہ اللہ اللہ کی پناہ معاذاللہ العیاذ باللہ نعوذ باللہ) یا آپ پر بددعا کرے (معاذاللہ، العیاذ باللہ) یا آپ کے نقصان کی تمنا کرے یا بطریق ذم اس چیز کو آپ کی طرف منسوب کرے جو آپ کے منصب کے لائق نہ ہو، یا رذیل کلام اور قبیح ومنکر وجھوٹے قول سے آپ کی متعلق چیز سے عبث (کھیل کود، مذاق) کرے۔ یا ان چیزوں میں سے کسی چیز سے

[1] ای بمقامہ الشریف ومکانہ المنیف۔ ق ۱۲ - [2] ای بشیٔ لہ تعلق بجانبہ الشریف۔ نسیم ۱۲ [3] ای رذل نسیم ۱۲ -
[4] فحش وقبح ۱۲ - [5] عابہ۔ ق ۱۲

من البلاء والمحنة[۱] عليه او غمصه[۲] ببعض العوارض البشرية الجائزة[۳] عليه المعهودة[۴] لديه وهذا كله[۵] اجماع من العلماء وائمة الفتوىٰ[۶] من لدن الصحابة رضوان الله عليهم الى هلم جرا[۷]

آپ پر عیب لگائے جو آزمائشوں اور محنتوں سے آپ پر جاری ہوئیں جیسے فقر اختیاری ہوا اور دانتوں کے کناروں کا شہید ہونا وغیرہما، یا بعض عوارض بشریہ جائزہ کی وجہ سے آپ کی تحقیر و تنقیص کرے۔ اس سب کے سب پر (یعنی مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کے مرتکب پر کفر و قتل کے فتویٰ پر تمام علماء مفسرین و محدثین اور ائمہ فتویٰ صحابہ کرام سے لیکر اس وقت تک سب کا اجماع و اتفاق ہے

شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۶/۲۰۷ طبع قدیم ″ الصارم المسلول ص ۵۲۵

---

[۱] كالفقر والكسر وغيرهما ق ۱۲ - [۲] اے حقرہ - ق اے نقص من قدرہ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم - نسيم ۱۲ [۳] كالامراض - نسيم ۱۲ -

[۴] الذى ذكرنا - ق - غير جائز موجب للعقاب فى الدارين - نسيم ۱۲

[۵] من المفسرين والمحدثين - ق ۱۲ - [۶] من فقهاء المذاهب معرفين متواتر بلينهم - نسيم ۱۲

[۷] استمرا لاجماع واتصل من عصرهم الى الآن - ق : وزاد الخفاجى بعده اے الى آخر الزمان والقضية الله وراث عصرا بعد عصر وقرنا بعد قرن بلا خلاف فيه .... ثم قال بعد ... ان هذه العبارة منقولة عن الائمة كلهم كما فى "السيف المسلول على من سب الرسول" للسبكى نسيم الرياض ج ۴ ص ۳۵۷ طبع مصر

۳ امام ابوبکر بن المنذر محمد بن ابراہیم النیسابوری نے فرمایا ۔

اجمع عوام اھل العلم (ای کلھم ۔ ق) علی من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقتل (مطلقا نسیم) وممن قال ذلک مالک بن انس واللیث واحمد واسحٰق وھو مذھب الشافعی .... (وھو مقتضی قول ابی بکر ۔ ھذا کلام القاضی) ..... ولا تقبل توبتہ عند ھؤلاء وبمثلہ (ای بمثل قول ھؤلاء بوجوب القتل نسیم) قال ابوحنیفۃ (ای نصا منہ ۔ ق) واصحابہ (محمد وابویوسف وزفر واھل مذھبہ نسیم) والثوری واھل الکوفۃ (ای جمیعھم ۔ ق) والاوزاعی فی المسلمین

یعنی سب اہل علم کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا۔ جنہوں نے یہ فتویٰ دیا۔ ان میں سے امام مالک اور لیث اور امام احمد اور اسحاق ہیں۔ اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا اور یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا مقتضی ہے۔ اور ان آئمہ کے نزدیک اس (گستاخ نبی) کی توبہ مقبول نہیں۔ اور اسی طرح فرمایا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب (امام محمد و ابویوسف وزفر اور ان کے اہل مذہب)، اور ثوری اور سب اہل کوفہ اور امام اوزاعی نے (جبکہ مسلمانوں سے کوئی مسلمان اس جرم کا مرتکب ہو)

لکنہم قالوا هی ردة	لیکن یہ حضرات فرماتے ہیں یہ (سب نبی) ارتداد ہے، مرتد بنتا ہے

شفا شریف للامام القاضی عیاض ج ۲ ص ۲۰۷ واللفظ لہ۔ الصارم المسلول ص ۳۔ رد المحتار ج ۳ ص ۳۱۸ للشامی الحنفی۔

عہ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لا نعلم خلافا فی استباحة دمه بین علماء الامصار وسلف الامة وقد ذکر غیر واحد الاجماع علی قتله وتکفیره	یعنی گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباح الدم (یعنی اس کا قتل کرنا جائز ہے۔) ہونے میں علماء زمانہ اور سلف امت میں سے کسی کا خلاف نہیں اور بہت سے اماموں نے اس موذی نبی کے قتل و تکفیر پر اجماع ذکر کیا ہے۔

شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۷

عہ امام محمد بن امام سحنون مالکی المحدث متوفی ۲۶۵ھ نے فرمایا

اجمع العلماء (ای علماء الاعصار فی جمیع الامصار۔ ق) علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم	یعنی سب علماء کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا، آپ کی تنقیص (بے ادبی) کرنے والا کافر ہے

والمتنقص له کافر
والوعید جار جائز
علیه بعذاب الله
له وحکمه عند الامة
القتل ومن شك في كفره
وعذابه کفر (لان الرضی بالکفر کفر)

اور عذاب الٰہی کی وعید (دھمکی)
اس پر جاری ہے اور ساری امت
کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔
(یعنی اسے قتل کردو) اور جو اس
(گستاخ نبی) کے کفر میں شک
کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا

نسیم الریاض۔) شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۸۔ نسیم الریاض وشرح
شفا للقاری ج ۴ ص ۳۳۸۔ اکفار الملحدین لکشمیری ومنہم ص ۵۱۔
الصارم المسلول ص ۴۔

۶ امام ابو سلیمن خطابی[1] ممدوح امام نووی متوفی سنہ ۳۸۸ھ فرماتے ہیں

لا اعلم احدا
من المسلمین
اختلف في وجوب
قتله اذا کان مسلما

یعنی گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
جبکہ مسلمان ہو تو اس کے وجوب
قتل میں مسلمانوں سے کوئی مسلمان
بھی مختلف نہیں۔

شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۸۔ نقله في الصارم المسلول الی قتله ص ۴۔
فتح القدیر ج ۴ ص ۴۰۷۔

۷ امام ابن قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "العتبیة" میں امام مالک سے نقل فرمایا

[1] وهو امام جلیل۔ نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۴۰ ۱۲ منه

من سبه او شتمه او عابه
او تنقصه (اے نسب الیه
نقصا وان لم یکن شتما
کقوله غیره اعلم منه
او اعقل کما مر نسیم)
فانه یقتل وحکمه
عند الامة (اے فی
اعتقاد جمیع المسلمین نسیم)
القتل (وجوبا بلا تردد نسیم)
کالزندیق۔

شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۸

یعنی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو سب بکا یا گالی دی
یا آپ کو عیب لگایا یا آپ کی
تنقیص کی (جیسا کہ یہ کہا کہ حضور
سے تو فلاں زیادہ علم والا ہے
یا زیادہ عقل والا ہے) بے شک
وہ قتل کیا جائے گا۔ تمام امت
کے نزدیک سب مسلمانوں کے
اعتقاد میں زندیق کی طرح اس
کا بلا تردد قتل کرنا واجب ہے

۔ الصارم المسلول ص ۵۲۶)

۸۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قال بعض علمائنا
اجمع العلماء علی ان
من دعا علی نبی
من الانبیاء بالویل
او بشیء من المکروہ
انہ یقتل بلا استتابۃ

شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۹

یعنی ہمارے بعض علماء نے فرمایا
کہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع
و اتفاق ہے۔ کہ جس نے انبیاء
کرام میں سے کسی نبی پر ہلاکت
یا کسی مکروہ چیز کی دعا کی وہ
بلا طلب توبہ قتل کیا جائے گا۔

۔ الصارم المسلول ص ۵۲۶

۹ امام ابن عتاب مالکی نے فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

الکتاب والسنۃ موجبان ان من قصد النبی صلی اللہ علیہ وسلم باذی اونقص معرضا ومصرحا وان قل فقتلہ واجب فھذا الباب کلہ مما عدہ العلماء سبا اوتنقصا یجب قتل قائلہ لم یختلف فی ذلک متقدمھم ولامتاخرھم الخ

قرآن وحدیث اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایذا کا ارادہ کرے اور آپ کی تنقیص کرے اشارۃً یا صراحۃً اگرچہ وہ توہین تھوڑی سی کیوں نہ ہو تو اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ اس باب میں جن جن چیزوں کو علماء کرام نے سب اور تنقیص میں شمار کیا۔ بالاتفاق اس کے قائل کا قتل واجب ہے۔

شفا شریف ج ۲ ص ۲۱۱ (الصارم المسلول ص ۵۲۷ آخری جملے

۱۰ وقد حکی ابوبکر الفارسی من اصحاب الشافعی اجماع المسلمین علی ان حد من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم القتل کما ان حد من سب

یعنی بے شک اصحاب شافعی سے امام ابوبکر فارسی نے اس بات پر اجماع مسلمین کی حکایت کی ہے کہ ساب نبی کی حد قتل ہے۔ جیسا کہ غیر نبی کے ساب کی حد کوڑے لگانا ہے۔ یہ جس

غیرہ الجلد ۔ وھذا الاجماع الذی حکاہ هذا محمول علی اجماع الصدر الاول من الصحابۃ والتابعین او انہ اراد اجماعھم علی ان ساب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجب قتلہ اذا کان مسلماً ...... وکذالک حکی عن غیر واحد الاجماع علی قتلہ وتکفیرہ۔

ع‌‌ا‌ا وقال الامام اسحق بن راھویہ احد الائمۃ الاعلام اجمع المسلمون علی ان من سب اللہ او سب رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم او دفع شیئاً مما انزل اللہ عزوجل او قتل نبیاً من انبیاء اللہ عزوجل انہ کافر بذالک وان کان مقرا بکل ما انزل اللہ اھ (الصارم المسلول ص۳)

اجماع کی حکایت نقل کر رہے ہیں یہ اجماع صدر اول یعنی صحابہ وتابعین کے اجماع پر محمول ہے یا انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ساب نبی اگر مسلمان ہو تو اس کے قتل کے وجوب پر اجماع ہے۔ اور اسی طرح بہت سے آئمہ وعلماء نے گستاخ نبی کے قتل وتکفیر پر اجماع نقل کیا ہے۔

الصارم المسلول لابن تیمیہ ص۳

یعنی امام اسحق بن راہویہ (جو آئمہ اعلام سے ہیں) نے فرمایا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس نے اللہ کو یا اس کے رسول کو سب بکا، یا اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے سے کسی چیز کو دفع کیا یا انبیاء سے کسی نبی کو قتل کیا وہ کافر ہے۔ اگرچہ وہ تمام اللہ کے نازل کئے ہوئے کا اقراری ہو

۱۲۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔
ان الساب ان
کان مسلما فانه
یکفر ویقتل
بغیر خلاف
وهو مذهب الائمة
الاربعة
وغیرهم
الصارم المسلول ص۴

۱۳۔ واما اجماع الصحابة
فلان ذلك
نقل عنهم فی قضایا
متعددة ینتشر
مثلها ویستفیض
ولم ینکرها احد
منهم فصارت اجماعا

یعنی بے شک اگر نبی علیہ الصلوۃ والسلام
کو سب بکنے والا مسلمان کہلاتا
ہو وہ اس سب کی وجہ سے کافر
ہو جائے گا۔ اور بلا اختلاف اس
کو قتل کیا جائے گا۔ یہی آئمہ اربعہ
(امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام
شافعی، امام احمد) وغیرہم کا
مذہب ہے۔

یعنی اس مسئلہ پر اجماع صحابہ کا
ثبوت یہ ہے کہ ان سے بہت
سے فیصلوں میں منقول ہے۔
اور ایسی بات منتشر اور مشہور
ہو جاتی ہے۔ لہذا ان صحابہ میں
سے کسی نے بھی اس پہ انکار نہ کیا
لہذا یہ اجماع ہو گیا۔

الصارم المسلول ص۲۰۰

یہاں تک تو اس مسئلہ پر اجماع کی عبارات تھیں۔ اگر چہ ان کے
ضمن میں، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، سب آ گئے پھر وضاحت سے

آئمہ اربعہ" امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب بھی نقل ہو چکا۔ لیکن مزید وضاحت کے لئے صرف آئمہ و علماءِ احناف کی نقول سے اس مسئلہ پر اور روشنی ڈالتا ہوں۔

ع ۱۴/۱ قاضی الشرق والغرب صاحب ابی حنیفۃ الامام الحافظ الحجۃ قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متولد ۱۱۳ھ متوفی ۱۸۲ھ ارشاد فرماتے ہیں۔

ایمارجل مسلم سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ وبانت منہ زوجتہ

جس مسلمان نے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکا یا آپ کی تکذیب کی یا آپ کو عیب لگایا یا آپ کی تنقیص (بے ادبی) کی تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

کتاب الخراج (ص ۱۸۲) للقاضی ابی یوسف فصل فی الحکم فی المرتد عن الاسلام۔ ردالمحتار ج ۳ ص ۳۱۹۔ تمہید الایمان لسیدنا اعلیحضرت حسام الحرمین ص ۲۷

ع ۱۵/۲ محرر مذہب صاحب ابی حنیفۃ الامام الحافظ محمد بن الحسن الشیبانی متولد ۱۳۲ھ (۱۳۵) متوفی ۱۸۹ھ صاحب "مبسوط"

وذکر فی الاصل (المبسوط) ان شتم النبی کفر

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینا کفر ہے

شرح شفا للقاری ج ۴ ص ۳۲۸ ۔

۱۶/۳ امام کبیر، مجتہد بے نظیر، فخر الدین ابو المفاخر والو المحاسن حسن بن منصور المعروف قاضی خاں حنفی متوفی ۵۹۲ھ نے فرمایا ۔

(اذا) عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شیٔ کان کافرا وکذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی شعیر فقد کفر وعن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشعرۃ من شعراتہ الکریمۃ فقد کفر وذکر فی الاصل ان شتم النبی کفر ولو قال جوۃ النبی ذکر فی نوادر الصلوٰۃ انہ کفر نوٹ

اگر کسی مرد نے کسی چیز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیب لگایا وہ کافر ہو جائے گا ۔ اور اسیطرح بعض علمائے نے فرمایا کہ اگر حضور کے بال کو بطریق تصغیر شُعَیر کہا تو کافر ہو گیا ۔ امام ابو حفص کبیر سے منقول ہے کہ جس نے حضور کے مبارک بالوں سے کسی بال کو عیب لگایا ۔ وہ بیشک کافر ہو گیا مبسوط میں مذکور ہے ۔ کہ حضور کو گالی دینا کفر ہے ۔ نوادر الصلوٰۃ میں مذکور ہے کہ جس نے کہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ جنون طاری ہوا بیشک وہ کافر ہو گیا

فتاویٰ قاضی خاں ج ۴ ص ۸۸۲ طبع نولکشور ۔ شرح شفا للقاری ج ۴ ص ۳۲۸ نقلت عنہ ۔

۱۷ چھٹی صدی کے امام مجتہد برہان الدین محمود بن صدر السعید حنفی صاحب "محیط" ۶۱۶ھ

وفی المحیط من شتم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او اھانہ او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم من امتہ او غیرھا وسواء کان من اھل الکتاب او غیرہ ذمیا کان او حربیا سواء کان الشتم او الاھانۃ او العیب صادرا عنہ عمدا او سہوا او غفلۃ

یعنی محیط میں ہے۔ کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی یا آپ کی توہین (بے ادبی) کی یا آپ کو امور دینیہ میں عیب لگایا یا حضور کی ذات میں عیب لگایا یا اوصاف ذات میں سے کسی وصف میں عیب نکالا عام ازیں کہ گالی دینے والا آپ کی امت (اجابت) سے ہو یا نہ ہو اور عام اس سے کہ وہ اہل کتاب (یہود، نصاریٰ) سے ہو یا ذمی (اسلامی حکومت میں پناہ گیر کافر) ہو یا حربی (حکومت کفار میں ساکن کافر) ہو برابر ہے۔ کہ گالی یا توہین یا عیب اس سے جان بوجھ کر ظاہر ہو یا بطور سہو یا بطور غفلت یا کھری

اوجدا اوهن لافقد کفر خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبته ابداً لا عند اللہ ولا عند الناس وحکمہ فی الشریعة المطہرة عند المتاخرین المجتہدین اجماعا وعند اکثر المتقدمین القتل قطعا ولا یداھن السلطان ونائبہ فی حکم قتلہ۔

کلام میں یا مذاقیہ انداز میں (بہر صورت تحقیق وہ ابدی، دائمی کافر ہو گیا اس طرح کہ اگر وہ توبہ کرے تو ہمیشہ ہمیشہ اس کی توبہ نہ عند اللہ مقبول ہوگی۔ اور نہ عند الناس مقبول ہوگی۔ شریعت مطہرہ میں متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعاً اور اکثر متقدمین کے نزدیک اس کا حکم یقیناً اس کو قتل کرنا ہے بادشاہ اور اس کا نائب اس کے اس کے حکم قتل میں دخل اندازی نہ کرے۔

خلاصة الفتاوی ج ۲ ص ۵۴۸۔ سیف النبی علی ساب النبی مطبوعہ لاہور ص ۳۰

ع ۱۸/۵ قال فی الدرر الاحکام اذ سبہ او واحدا من الانبیاء صلوٰة اللہ وسلامہ علیہم اجمعین مسلم فانہ یقتل حدا ولا توبة لہ اصلا

یعنی درر الاحکام میں فرمایا جب (کوئی) مسلمان آنحضرت کو سب بکے یا انبیاء میں سے کسی ایک کو تو اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور بالکل اس کی توبہ نامقبول ہوگی عام اس سے کہ اس کی توبہ اس

سواء بعد القدرة عليه والشهادة او جاء تائبا من قبل نفسه كالزنديق لانه حد واجب فلا يسقط بالتوبة ولا يتصور فيه خلاف لاحد لانه حد تعلق به حق العبد فلا يسقط بالتوبة كسائر حقوق الآدميين وكحد القذف لا يزول بالتوبة بخلاف ارتداد فانه معنى ينفرد به المرتد وهذا مذهب ابی بکر الصدیق والامام الاعظم والثوري واهل الكوفة (سيف النبي على ساب النبي)

گواہی مل جانے اور اس پہ قدرت پا جانے کے بعد ہو یا وہ خود بخود توبہ کرتا ہوا حاضر ہو۔ وہ زندیق کی طرح ہے۔ قتل سے معافی اس لئے نہیں ملے گی۔ کہ وہ قتل حد ہے واجب تو وہ حد توبہ سے ساقط نہ ہوگی اور اس میں کسی کا خلاف متصور ہی نہیں۔ اس لئے کہ یہ قتل حد ہے۔ اس سے حق العبد متعلق ہے۔ تو دیگر حقوق عباد کی طرح یہ بھی توبہ سے ساقط نہ ہوگا۔ جس طرح حد قذف توبہ سے زائل نہیں ہوتی۔ بخلاف ارتداد (مرتد ہونے) کے کیونکہ وہ ایک ایسا معنی ومفہوم ہے جس سے مرتد منفرد ہوتا ہے یہی حضرت ابوبکر اور امام اعظم اور ثوری اور اہل کوفہ کا مذہب ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

عہ ۱۹/۶ اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر

تمام مسلمانوں کا اس پہ اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا کافر ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

شفا شریف صــ مر۔ بزازیہ صــ درر وغرر صــ فتاوی خیریہ صــ وغیرہا۔ تمہید الایمان شریف (صـ۲۸)
مع حسام الحرمین شریف لشیخ الاسلام مجدد الانام الامام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عہ ۲۰/۷ والکافر بسب نبی[1] من الانبیاء فانہ یقتل حدا لا تقبل توبتہ مطلقا ولو سب اللہ تعالی قبلت لانہ حق اللہ تعالی والاول حق عبد

یعنی انبیاء کرام میں سے کسی نبی کے سب کی وجہ سے جو کافر ہوا اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور ہر گز ہر گز اس کی توبہ مقبول نہیں اور اگر اللہ کو سب کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ کا حق ہے اور پہلا عبدِ مقدس

[1] "تنویر الابصار" میں ہے "وکل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الا الکافر بسب نبی" ھامش ردالمحتار ج ۳ صـ۳۱۷ ۱۲ منہ۔

لایزال بالتوبۃ)
ومن شک فی عذابہ
وکفرہ کفر

کا حق ہے وہ توبہ سے زائل نہ ہوگا)
اور جو اس کے عذاب وکفر میں
شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہر ص، درمختار ۲ ص علی ہامش ردالمحتار ج ۳ ص ۳۱۷
واللفظ لہ۔ درر ص۔ بزازیہ ص۔ تمہید الایمان ص ۲۸۔

ع ۲۱/۸ فی الدرر.... نقلا
عن البزازیۃ وقال
ابن سحنون المالکی
اجمع المسلمون ان شاتمہ
کافر وحکمہ القتل ومن
شک فی عذابہ وکفرہ کفر
(ردالمحتار ملخصاً ج ۳ ص ۳۱۷) وہٰذا ایضامر
ع ۲۲/۹ وکذالو ابغضہ
بالقلب

درر میں بزازیہ سے منقول ہے
کہ ابن سحنون مالکی نے فرمایا کہ مسلمانوں
کا اس پہ اجماع ہے کہ حضور کو
گالی دینے والا کافر ہے اور اس
کا حکم قتل ہے اور جو اس کے عذاب
اور کفر میں شک کرے وہ خود
کافر ہے۔
اسی طرح وہ بھی کافر و مرتد ہے
جو آنحضرت سے قلبی بغض رکھے

فتح القدیر[۱] ج ۴ ص ۴۰۷، اشباہ ص، درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۳ ص ۳۱۷
واللفظ منہ

---

[۱] لفظہ۔ کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقلبہ کان مرتداً فالسباب
بطریق اولیٰ ثم یقتل حداً عندنا فلا تعمل توبتہ فی اسقاط القتل قالوا ھذا مذھب
اھل الکوفۃ ومالک ونقل عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ الخ ومر عن نقل المظہری ۱۲ منہ

(۲۳/۱۰) وفی فتاوی المصنف (اے صاحب تنویر الابصار۔ الفیضی)

ویجب الحاق الاستہزاء والاستخفاف بہ لتعلق حقہ ایضاً

(درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۳ ص ۳۱۷)

یعنی اور واجب ہے ٹھٹھے اور استخفاف آنحضرت کو اس (سابقہ حکم) سے لاحق کرنا کیونکہ اس میں بھی حضور کا حق متعلق ہے

(۲۴/۱۱) واذا کفر بسبہ لا توبۃ لہ علی ماذکرہ البزازی

جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے سب کی وجہ سے کافر ہوا تو اس کی توبہ نامنظور ہے۔ جیسا کہ بزازی نے ذکر کیا ہے۔

(فتاوی مصنف تنویر الابصار ص ــــ)

(درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۳ ص ۳۱۸)

(۲۵/۱۲) من نقص مقام الرسالۃ بقولہ بان سبہ او بفعلہ بان بغضہ بقلبہ قتل حداً

جس نے مقام رسالت کی تنقیص کی اپنے قول سے بایں طور کہ آنحضرت کو سب بکا یا اپنے فعل سے اس طرح کہ ان کو دل سے مبغوض جانا تو وہ بطور حد قتل کیا جائے گا۔

فتاوی مصنف تنویر الابصار ص ــــ۔ درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۳ ص ۳۱۸۔

٢٦/١٣ وقد صرح في النتف ومعين الحكام وشرح الطحاوي وحاوي الزاهدي وغيرها بان حكمه كالمرتد ولفظ النتف من سب الرسول صلى الله عليه وسلم فانه مرتد وحكمه حكم المرتد ويفعل به مايفعل بالمرتد

یعنی نتف اور معین الحکام اور شرح الطحاوی وحاوی الزاہدی وغیرہا میں اس کی تصریح ہے کہ ساب نبی کا حکم مرتد کی طرح ہے۔ نتف میں ہے کہ جس نے رسول کو سب لکا بے شک وہ مرتد ہے اور اس کا حکم مرتد کے حکم کیطرح ہے۔ اور اس کے ساتھ وہ کیا جائے گا جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۳ ص ۳۱۹ وھکذا نقل الخیر الرملی رد ج ۳ ص ۳۱۹ لہ۔

حنفیوں کی کتابوں سے ذمی (اسلامی مملکت میں پناہ گزیں کافر) شاتم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم۔

لہ قال ابن الہمام وبالجملۃ فقد ضم الی تحقق الایمان اثبات امور الاخلال بہا اخلال بالایمان اتفاقاً کترک السجود لصنم وقتل نبی اوالاستخفاف بہ اوبالمصحف اوالکعبۃ وکذا المخالفۃ مااجمع علیہ۔
شرح فقہ اکبر ص ۱۸۶ ۱۲ منہ

عہ ۲۷/۱۴ ویؤدب الذمی ویعاقب علی سبہ دین الاسلام او القرآن او النبی صلی اللہ علیہ وسلم ..... قال العینی واختیاری فی السب ان یقتل اھ وتبعہ ابن الھمام قلت وبہ افتی شیخنا الخیر الرملی ۔ درمختار ۔ ونقل المقدسی ما قالہ العینی ثم قال وھو مما یمیل الیہ کل مسلم ۔ رد المحتار ..... وبہ افتی المفتی ابو سعود مفتی الروم بل افتی بہ اکثر الحنفیۃ ..... والحق انہ یقتل عندنا اذا اعلن بشتمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔

یعنی ذمی اگر دین اسلام یا قرآن یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکے تو اسے عقاب دیا جائے گا ۔ زدو کوب کیا جائے گا ۔ امام عینی نے فرمایا بصورت سب میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ اس ذمی کو قتل کیا جائے ۔ امام ابن ہمام نے بھی ان کا اتباع کیا ۔

صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ خیر رملی نے بھی یہی فتویٰ دیا کہ وہ قتل ہو ا مقدسی نے امام عینی کا قول نقل کر کے فرمایا کہ یہ (حکم قتل) ایسی بات ہے کہ ہر مسلمان اسی کی طرف میلان کرے گا ۔ مفتی ابو سعود مفتی روم بلکہ اکثر حنفیوں نے اسی پر فتوی دیا اور ہمارے نزدیک حق یہی ہے کہ اس (ذمی) کو قتل کیا جائے جبکہ وہ علی الاعلان آنحضرت کو سب

صرح به فی سیر
الذخیرۃ حیث قال
واستدل محمد لبیان
قتل المراۃ اذا اعلنت
بشتم الرسول بما روی
ان عمر بن عدی لما
سمع عصماء بنت مروان
توذی الرسول فقتلها
لیلا مدحه صلی اللہ علیہ وسلم
علی ذلک انتہی فلیحفظ
درر۔ ذکرہ (الامام محمد)
فی السیر الکبیر فیدل
علی جواز قتل الذمی
المنہی عن قتله بعہدۃ
الذمۃ اذا اعلن بالشتم
ایضاً واستدل لذلک
فی شرح السیر الکبیر
بعدۃ احادیث منہا الخ
درمختار و ردالمحتار ملخصاً ج۳ ص۳۰۵، ۳۰۶

وشتم کرتا ہو۔ سیر الذخیرہ میں بھی
اس کی تصریح کی ہے اس طرح
کہ فرمایا۔ امام محمد نے اس عورت
کے قتل کے بیان میں جو علی الاعلان
حضور کو گالی دے اس روایت
سے استدلال کیا کہ عمر بن عدی
نے جب عصماء سے حضور کی ایذا
کو سنا تو اسے رات کو قتل کر دیا
حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس
پر اس کی تعریف کی۔ اس کو
امام محمد نے سیر کبیر میں ذکر فرمایا
اس میں اس بات پر دلالت ہے
کہ ذمی (جسکو بوجہ عہد ذمہ کے قتل
سے امان مل چکی) جب علی الاعلان
بانی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام
کو سب وشتم کرے اس کا قتل
کرنا جائز ہے اور شرح سیر کبیر میں
اس کے قتل کے جواز پر بہت سی
حدیثوں سے استدلال کیا۔

ع ۲۸/۱۵ فلو اعلن (الذمی) بشتمہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام
او اعتادہ قتل ولو
امرأۃ بہ یفتی الیوم۔ در منتقی
رد المحتار ج ۳ صفحہ ۳۰۶

یعنی پس اگر ذمی علی الاعلان حضور
کو گالی دے یا اس گالی دینے کو
عادت بنائے تو اسے قتل کیا جائے
گا۔ اگرچہ عورت ہی کیوں نہ ہوں
آج کل اسی پہ فتویٰ ہے۔

(ع ۲۹/۱۶) امام محقق ابن الہمام نے ارقام فرمایا۔

والذی عندی ان
سبہ صلی اللہ علیہ وسلم
او نسب مالا ینبغی الی اللہ
تعالیٰ ان کان مما لا یعتقدونہ
کنسبۃ الولد الی اللہ
تعالیٰ وتقدس
عن ذلک اذا اظہرہ
یقتل بہ وینتقض عہدہ
فتح القدیر ج ۴ صفحہ ۳۸۱۔ تفسیر مظہری ج ۴ صفحہ ۱۹۱

یعنی میرے نزدیک مختار یہ ہے
کہ ذمی نے اگر حضور کو سب بکا
یا غیر مناسب چیز کو اللہ کیطرف
منسوب کیا۔ اگر وہ ان کے معتقدات
سے خارج ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ
کیطرف ولد کی نسبت۔ جب
ایسی چیزوں کو ظاہر کرے گا تو
وہ اس وجہ سے قتل کیا جائے گا
اور اس کا عہد ٹوٹ جائے گا۔

(ع ۳۰/۱۷) وفی الفتاوی من
مذہب ابی حنیفۃ ان من
سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقتل ولا یقبل توبتہ سواء کان

یعنی مذہب ابی حنیفہ کے فتاویٰ
میں ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو سب بکا وہ قتل کیا
جائے گا۔ اور اس کی توبہ مقبول

مؤمنا او کافرا وبھذا یظھر انہ ینتقض عھدہ ویؤیدہ ماروی ابو یوسف عن حفص بن عبد اللہ بن عمر ان رجلا قال لہ سمعت راھبا سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ لو سمعتہ لقتلتہ انا لم نعطھم العھود علی ھذا ''

تفسیر مظہری ج ۴ ص ۱۹۱، فتح القدیر ج ۴ ص ۳۸۱

نہیں۔ برابر ہے کہ وہ مومن ہو یا کافر ہو۔ اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ بوجہ سب نبی ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام ابو یوسف حضرت حفص سے راوی کہ ایک مرد نے ان سے کہا میں نے ایک راہب سے سنا کہ وہ حضور کو گالی دیتا تھا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا اگر میں اس سے آقا کے حق میں گالی سنتا تو میں اسے قتل کر دیتا ہم نے ان (ذمیوں) کو اس بات پر عہد و امان نہ عطا کی وہ سب بکتے رہیں۔

گستاخ نبی پہ یہ فتویٰ کفر عام ہے۔ کسے باشد زید، عمر، خالد بکر، محمود، عالم، جاہل، مولوی، پیر، مدرس، بانی دار العلوم، کثرت طلبا والا، کثرت مریدین والا، جس سے بھی نبی کی بے ادبی گستاخی و تنقیص تقریراً تحریراً صادر ہو وہ کافر ہے۔ مرتد ہے دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ واجب القتل ہے۔ بعض لوگ اس شرعی فتویٰ کو اپنے

گستاخ و بے ادب مولویوں سے ٹالتے ہیں۔ یا توہینی عبارات کو سینہ زوری سے توہینی نہیں سمجھتے۔ یا صریح توہینی عبارتوں میں تاویلیں کرتے ہیں۔ لہذا آئمہ عظام کی بطور نمونہ چند عبارتیں پیش کرتا ہوں۔ جن سے پتہ چلے گا کہ گذشتہ مسلمان اس فتوی میں تفریق نہ کرتے تھے۔ بلکہ جن عالموں، فقیہوں، سے ایسے کلمات ایسی بکواس ظاہر ہوتی فوراً شرعی حکم نافذ کرتے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ کن کن باتوں تک یہ فتوی تکفیر نافذ ہوا۔ آج کل ہر منہ پھٹ بکواسی شان نبوت میں دن رات کلمات کفریہ بک دیتا ہے۔ ؎

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

اور آئمہ کی عبارات۔ توہینی و تنقیصی کلمات کا نمونہ۔

ع ۳۱/۱۸ قال الامام احمد کل من شتم النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اوتنقصہ مسلما کان اوکافرا فعلیہ القتل[1] واری ان یقتل ولا یستتاب۔
الصارم المسلول صـ ۵۲۵

امام احمد نے فرمایا ہر وہ شخص کہ جس نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دی یا آپ کی تنقیص کی مسلمان ہو یا کافر اس کا قتل کرنا لازم ہے اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ قتل کیا جائے اور اس کی توبہ مقبول نہ ہو۔

[1] اجراء ھذا الحکم علی الولاۃ لا علی العوام نعم من سمع باذنیہ من فم المتنقص تنقیصا فی جنابہ علیہ الصلوۃ والسلام فلم یصبر وقتلہ یکون ماجورا عند اللہ ورسولہ ۱۲ فیضی عفی عنہ

۳۲ ع/۱۹ وقال ابن القاسم عن مالک، من سب النبی صلے اللہ علیہ وسلم قتل ولم یستتب	ابن القاسم امام مالک سے راوی کہ آپ نے فرمایا جس نے حضور کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ نامقبول ہوگی۔
قال ابن القاسم اوشتمہ اوعابہ اوتنقصہ فانہ یقتل کالزندیق وقد فرض اللہ توقیرہ	ابن قاسم نے فرمایا حضور کو گالی دی یا عیب لگایا، یا تنقیص کی بے شک وہ قتل کیا جائے گا۔ زندیق کی طرح۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور کی توقیر تعظیم (ہم پر) فرض کی ہے۔
الصارم المسلول ص۵۲۶ شفا شریف ج۲ ص۲۰۸	
۳۳ ع/۲۲ وکذلک قال مالک فی روایۃ المدینین عنہ من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوشتمہ اوعابہ اوتنقصہ قتل مسلما کان اوکافرا ولا یستتاب	یعنی اسی طرح فرمایا امام مالک نے بروایت مدینین۔ کہ جس نے حضور کو سب کیا یا آپ کو گالی دی یا عیب لگایا یا آپ کی تنقیص کی وہ قتل کیا جائے گا۔ مسلمان ہو یا کافر اور اس کی توبہ نامنظور ہے

الصارم المسلول ص۵۲۶ شفا شریف ج۲ ص۲۰۸

۳۴ ع/۲۱ وروی ابن وھب عن مالک من قال	ابن وہب نے امام مالک سے روایت کی کہ فرمایا جس نے کہا

ان رداء النبی صلے اللہ علیہ وسلم وروی - بردہ" وسخ واراد بہ عیبہ قتل[2]	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر (یہی حکم ہے حضور کے ہر کپڑے اور ہر عضو کا -) میلی ہے - اور اس سے حضور کے عیب کا ارادہ کیا وہ قتل کیا جائے گا -

الصارم المسلول ص ۵۲۶ شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۹

علامہ خفاجی حنفی نے فرمایا کہ اگر عیب کا ارادہ نہ ہو تب بھی

لا ینبغی ذکر مثلہ وروایتہ عند العوام ولھذا افتی بعض علماء العصر فیمن قال انہ کان یدھن حتی	اس جیسی چیزوں کا ذکر کرنا اور عوام کے سامنے ان کا روایت کرنا درست نہیں اس لئے بعض علمائے زمانہ نے اس شخص کے حق میں فتویٰ (کفر، قتل) دیا کہ جس نے کہا کہ حضور اتنا تیل لگاتے تھے کہ ان کے

[1] ویروی " ذر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

[2] وکذا حکم ازارہ وسائر دثارہ وشعارہ واعضائہ والبشارۃ

شرح الشفا للقاری ۱۲ منہ

كان شيابه ثياب
زيات، مع انه مروى فى الشمائل
نسيم الرياض ج ۴ ص ۳۴۱

۳۵/۲۲ وكذلك قال ابوحنيفة
واصحابه فيمن تنقصه رأے
نسب له صلى الله عليه وسلم
نقصا دون السب - ن -
بشئ ينقصه - ق) اوبرئ منه
(اے تبرأ منه بان قطع مودته
ومحبته عليه الصلوة والسلام ق)
اوكذبه انه مرتد وكذلك
قال اصحاب الشافعى كل من
تعرض رسول الله صلى الله
عليه وسلم بمافيه استهانه فهو
كالسب الصريح فان
الاستهانة بالنبى كفر

کپڑے تیلی کے کپڑوں کی طرح ہوتے
باوجود اس کے کہ یہ حضور کے
شمائل میں مروی ہے ۔

اور اسی طرح فرمایا امام ابوحنیفہؒ اور
آپ کے اصحاب نے اس شخص کے
بارہ میں جس نے حضور کی تنقیص
کی کسی قسم کا نقص آپ کی طرف
منسوب کیا یا (آپ کی مودت اور
محبت سے) بری ہوا یا آپ کے
کسی قول کی تکذیب کی کہ بے شک
وہ مرتد ہے ۔ اور اسیطرح اصحاب
شافعی نے فرمایا کہ ہر وہ کہ جس نے
تعریضاً (اشارۃ) ایسی بات کی
کہ جس میں حضور کی توہین ہے تو وہ
سب صریح کی طرح ہے کیونکہ نبی
کی توہین کفر ہے ۔

الصارم المسلول ص ۵۲۷، وفى الشفا وشرحيه حكى الطبرانى الخ ۔
شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۷ ۔ نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۳۷ ۔ وروى الطبرانى
مثله عن ابى حنيفة واصحابه الخ ردالمحتار ج ۳ ص ۳۱۸

ع ۳۶/۲۳ وفی المبسوط عن عثمان بن کنانۃ من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المسلمین قتل او صلب حیا ولم یستتب والامام مخیر فی صلبہ حیا او قتلہ

مبسوط میں عثمان بن کنانہ سے مروی ہے۔ کہ جس نے مسلمانوں سے حضور کو گالی دی وہ قتل کیا جائے گا یا زندہ سولی دیا جائے گا اور اس کی توبہ نامسموع ہوگی اور امام کو اس کی سولی دینے اور قتل کرنے میں اختیار ہے جو چاہے کرے

شفا شریف ج۲ ص۲۰۸

ع ۳۷/۲۴ وفی کتاب محمد اخبرنا اصحاب مالک انہ قال من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او غیرہ من النبیین من مسلم او کافر قتل ولم یستتب۔

امام محمد کی کتاب میں ہے کہ ہمیں اصحاب امام مالک نے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے حضور کو یا کسی نبی کو گالی دی مسلمان ہو یا کافر ہو وہ بغیر طلب توبہ کے قتل کیا جائے گا

شفا شریف ج۲ ص۲۰۸

ع ۳۸/۲۵ وقال اصبغ (المالکی الامام المعروف۔ نسیم۔) یقتل علی کل حال اسر ذلک او اظہرہ ولا یستتاب لان توبتہ لاتعرف

شفا شریف ج۲ ص۲۰۹

یعنی امام اصبغ مالکی نے فرمایا (وہ گستاخ نبی) بہر حال قتل کیا جائیگا چاہے اس گستاخی کو چھپائے یا ظاہر کرے۔ اس سے توبہ نہ طلب کیجائے کیونکہ اس کی توبہ غیر معتبر ہے۔

عـ ۳۹/۲۶ وقال عبد اللہ بن عبد الحکم (الفقیہ المصری ثقۃ نسیم) من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مسلم او کافر قتل ولم یستتب ۔	حضرت عبداللہ فقیہ مصری نے فرمایا کہ جس نے حضور کو گالی دی مسلمان ہو یا کافر وہ بغیر طلب توبہ کے قتل کیا جائے گا ۔ شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۹
عـ ۴۰/۲۷ مذھب مالک واصحابہ ان من قال فیہ مافیہ نقص قتل دون استتابۃ ۔ شفا شریف ج ۲ ص ۲۱۱	امام مالک اور ان کے اصحاب کا مذہب اس شخص کے بارہ میں کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں وہ بات کی کہ جس میں نقص ہے بغیر طلب توبہ کے قتل کرنا ہے ۔

اتمام حجت کیلئے فریق مخالف کے معتمد ترین ابن تیمیہ کی گواہی

عـ ۴۱/۲۸ وقد اتفقت نصوص العلماء من جمیع الطوائف علی ان التنقص لہ کفر مبیح للدم ۔	ہر گروہ کے علماء کی نصوص اس پہ متفق ہیں کہ حضور کی تنقیص کفر ہے ۔ اور اس کے خون بہانے کو حلال کرنے والی ہے ۔

الصارم المسلول ص ۵۲۷

عـ ۴۲ ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مسلم او کافر فانہ یجب قتلہ	مسلمان یا کافر جس نے بھی حضور کو سب بکا تو اس کو قتل کرنا واجب ہے

(الصارم المسلول ص۳ -)

عہ ۴۳ ان جرم الطاعن علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الساب له اعظم من جرم المرتد

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ طعنہ کرنے والے اور آپ کو سب کرنے والے کا جرم مرتد کے جرم سے بہت بڑا ہے۔

الصارم المسلول ص۱۱۷

عہ ۴۴ قال الزرکشی کالسبکی انه لا یجوز ان یقال له علیه الصلوٰۃ والسلام فقیرا او مسکین وھو اغنی الناس باللہ

امام زرکشی نے امام سبکی کی طرح فرمایا کہ یہ جائز نہیں کہ حضور کو فقیر یا مسکین کہا جائے۔ حالانکہ آپ بہت بڑے غنی ہیں۔

نسیم الریاض ج۴ ص۳۳۶

عہ ۴۵ روی ان ابا یوسف ذکر انه علیه الصلوٰۃ والسلام

امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ انہوں نے ذکر کیا کہ حضور کدو کو

۱ے قال العارف الفاضل العلام عبد العزیز الفراروی "مسئلہ من الاحادیث ما یخفی عن بعض الناس .... ومنها ما کان علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الفقر الاختیاری والعیش الخشن وما اصابه من اذی الکفار سیما یوم احد اھ۔

کوثر النبی ص۵۸ ۱۲ منہ

كان يحب الدباء
فقال رجل انا
ما احبها فحكم بارتداده
شرح فقه اكبر ص ١٨٦ ومرهذا

ع ۴٦/٣٣ واحتج ابراهيم بن حسين
بن خالد الفقيه في مثل
هذا اى بتنقصه
عليه الصلوة والسلام - ق)
بقتل خالد بن الوليد رضي الله عنه
مالك بن نويرة لقوله عن النبي
صلى الله عليه وسلم صاحبكم
شفا شريف

۴٧/٣٣ وافتى ابو الحسن قابسي
(شيخ المحدث .... الزاهد العابد
صاحب التصانيف الجليلة في الفقه
والاصول عديم النظير توفي
٤٠٣ھ نسيم ج ۴ ص ٣٤٢) فيمن قال
في النبي صلى الله عليه وسلم الحمال يتيم
ابي طالب بالقتل (لما فيه من الاستخفاف والتحقير - نسيم ج ۴ ص ٣٤٢ - شفا شريف ج ٢ ص ٢٠٩)

پسند فرماتے تھے - تو ایک مرد نے
کہا میں اسے پسند نہیں کرتا اس پر
امام ابو یوسف نے یہ حکم دیا کہ وہ
مرتد ہو گیا -

حضرت ابراہیم فقیہ نے (گستاخ
نبی کے کفر و قتل پر) اس بات سے
استدلال کیا کہ حضرت خالد بن
ولید نے مالک بن نویرہ کو محض
اس لئے قتل کر دیا کہ اس نے نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمہارے
صاحب کہا -
ج ٢ ص ٢٠٨ - نسیم الریاض ج ۴ ص ٣٣٨

شیخ المحدیث امام زاہد عابد عدیم
النظیر امام ابو الحسن قابسی نے
اس شخص کے قتل کرنے کا فتویٰ
دیا کہ جس نے حضور کو حمال (بوجھ
اٹھانے والا) کیونکہ اس میں
استخفاف اور تحقیر ہے -)

ابوطالب کے یتیم
[illegible]

(ع ۴۸/۳۵) وافتی ابو محمد بن ابی زید بقتل رجل سمع قوما یتذاکرون صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ مر بہم رجل قبیح الوجہ واللحیۃ فقال لہم تریدون ان تعرفون صفتہ ھی فی صفة ھذا المار فی خلقتہ ولحیتہ قال ولا تقبل توبتہ وقد کذب لعنہ اللہ ولیس یخرج من قلب سلیم الایمان

شفا شریف
ج ۲ ص ۲۰۹

(ع ۹/۳۶) ہمت قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اسود یقتل

شفا شریف

امام ابو محمد بن ابی زید نے اس مرد کے قتل کرنے کا فتویٰ دیا کہ جو اس قوم کی باتیں سننے لگا جو حضور کی صفت بیان کرتے تھے۔ اچانک ایک قبیح چہرے اور داڑھی والا ان پہ گذرا تو وہ مرد ان سے کہنے لگا کیا تم حضور کی صفت کی معرفت کا ارادہ رکھتے ہو۔ (انہوں نے کہا ہاں تو اس مرد نے کہا) کہ حضور کی صفت (صورت خلقت اور داڑھی میں اس گذرنے والے کی صفت میں ہے۔ نیز اسی امام نے فرمایا اس کی توبہ مقبول نہیں اس لعنتی نے حضور کی صورت کو گذرنے والے کی صورت کی طرح بتا کر جھوٹ بکا۔ اور ایسی بات سلیم الایمان کے دل سے نہیں نکل سکتی۔

جس نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیاہ تھے وہ قتل کیا جائے گا۔

شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۹

(ع ۵۰/۳۷) ایک ظالم عشر وصول کرنے والے نے ایک مرد کو ستایا کہ ٹیکس دے اور کہا بے شک میرے ظلم کی شکایت حضور سے کر دینا اور یہ بھی کہا کہ میں نے اگر سوال کیا ہے یا جاہل رہا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی (بعض امور سے بے خبر) جاہل رہے اور انہوں نے بھی سوال کیا۔ اس پر امام ابو عبداللہ بن عتاب نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ شفا شریف ج۲ ص۲۱۰

(ع ۵۱/۳۸) فقہاء اندلس نے ابن حاتم فقیہہ مولوی طلیلی کے قتل کرنے اور اسے سولی دینے کا حکم دیا اس لئے کہ اس نے مناظرہ کے دوران حضور کو یتیم کہا اور حیدر کا سسر کہا اور یہ گمان کیا کہ"

ان زهده لم يكن قصدا ولو قدر على الطيبات اكلها	حضور کا زہد اختیاری نہیں تھا بلکہ اضطراری تھا اور اگر طیبات پر قدرت رکھتے کھاتے ۔

شفا شریف ج۲ ص۲۱۰

(اس سے اس ملعون کا ارادہ زہد حضور میں طعنہ کرنا تھا۔ ورنہ حضور کی قدرت وطاقت تو یہ تھی کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارادہ کرتے اور چاہتے کہ مکہ کے پہاڑ سونا بن جائیں تو ہو جاتے ۔ ھکذا قال القاری والخفاجی الحنفیین ۔ نسیم ج۴ ص۳۴۵)

ع ۵۲/۳۹ ابراہیم فزاری ماہر علوم کثیرہ کو بھی گستاخی وبے ادبی کی وجہ سے فقہاء قیروان نے شرعی حکم کی وجہ سے سولی پہ لٹکوایا اس کے پیٹ کو چھری سے چاک کرایا پھر اس کی نعش کو جلا دیا ۔

مورخوں نے بیان کیا کہ لکڑی گھومی اور اس کا رخ قبلہ سے پھیر دیا یہ سب کے لئے نشانی تھی۔ تو سب نے اللہ اکبر کہا پھر فوراً کتا اس کے خون کو چاٹنے لگا یحییٰ بن عمر نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ فرمایا ہے کہ کتا مسلمان کا خون نہیں چاٹے گا۔ (شفا شریف ج ۲ ص ۲۱۰)

(ع ۵۳) جس نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شکست دیئے گئے اسے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرے تو خیر ورنہ وہ قتل کیا جائے گا۔

(شفا شریف ج ۲ ص ۲۱۰)

(ع ۵۴/۴۱) وکذلک اقول حکم من غمصه او عيره برعاية الغنم او السهو او النسيان او السحر او ما اصابه من جرح او هزيمة لبعض جيوشه او اذى من عدوه او شدة من زمنه او بالميل الى نسائه فحكم هذا كله لمن قصد به نقصه القتل

اور اس طرح اس کا حکم بھی قتل کرنا ہے کہ جس نے حضور کو بکریوں کے چرانے یا سہو یا نسیان یا جادو یا آپ کو جو زخم پہنچے یا آپ کے بعض لشکر کو جو شکست پہنچی۔ یا آپ کے دشمن کی طرف سے ایذا پہ یا شدت زمن کی وجہ سے یا ازواج مطہرات کی طرف میلان کی وجہ سے، آپ پر عیب لگایا اور ان چیزوں سے حضور کے نقص کا ارادہ کیا۔

شفا شریف ج ۲ ص ۲۱۱

(ع ۵۵/۴۲) من شتم ملكا او

جس نے کسی فرشتہ کو گالی دی یا

ابغضه فانه يصير
كافرا كما في الانبياء
ومن ذكر الانبياء
او ملكا بالحقارة
فانه يصير كافراً
(تمہید ابی شکور سالمی ص ۱۱۲)

اس سے بغض رکھا بے شک وہ
کافر ہو جائے گا جیسا کہ انبیاء کرام
کے حق میں اس طرح کرنے سے
کافر ہو جاتا ہے۔ جس نے انبیاء
یا فرشتہ کا ذکر حقارت سے کیا وہ
بھی کافر ہو جائے گا۔

صاف وصریح گستاخانہ کلمات میں تاویل ہیرا پھیری نا مقبول ہے۔

ع ۵۶/۳۴۳ ادعاء التاويل في
لفظ صراح لا يقبل

صاف وصریح لفظ میں تاویل
کا دعویٰ قبول نہ کیا جائے گا۔

شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۹/۲۱۰ ۔ الصارم المسلول ص ۵۲۷ ۔ اکفار الملحدین للکشمیری ص ۲ ۔ بحوالہ الحق المبین ۱۵ھ لسیدی وشیخی شیخ الحدیث رازی وقت حضرت قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دام فیضہ

ع ۵۷/۳۴۴ هو مردود عند
قواعد الشريعة
شرح شفا للقاری ج ۴ ص ۳۴۳

یعنی قواعد شرعیہ کی روشنی میں صاف
وصریح لفظ (توہین) میں تاویل
کرنا مردود ہے۔

(ع ۵۸/۳۴۵) لا يلتفت لمثله
ويعد هذيانا
نسیم الریاض
للخفاجی الحنفی ج ۴ ص ۳۴۳

یعنی صاف توہینی) لفظ میں تاویل
وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کیجاتی
اور اس تاویل کو بکواس شمار کیا
جاتا ہے۔

عـ ۵۹/۴۶ والتاویل فی ضروریات الدین لایدفع الکفر	ضروریات دین میں تاویل کفر کو دفع نہ کرے گی ۔

خیالی صـ ۱۴۸ مع حاشیۃ ۔ لشمس الدین احمد خیالی متوفی ۸۷۰ھ

وعبد الحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ

(عـ ۶۰/۴۷) وہٰکذا قال شیخ الصوفیۃ الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی المتوفی ۶۳۸ھ الفتوحات الملکیۃ ج ۲ صـ ۸۵۷

(عـ ۶۱/۴۸) ان لتاویل فی القطعیات لایمنع الکفر	قطعیات میں تاویل کفر کو منع نہیں کرتی ۔

اتحاف ج ۲ صـ ۱۳ لوزیر یمانی

عـ ۶۲/۴۹ التاویل فی ضروریات الدین لایقبل ویکفر المتاول فیھا ۔	ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں اور ان میں تاویل کرنے والا کافر ہو جائے گا ۔

اکفار الملحدین صـ ۵۷ للکشمیری وہو منہم

(عـ ۶۳/۵۰) التاویل الفاسد کالکفر	فاسد تاویل کفر کی طرح ہے ۔

اکفار الملحدین صـ ۶۱

(عـ ۶۴/۵۱) المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر ولانظر للمقصود والنیات ولانظر لقرائن حالہ	یعنی حکم کفر کا دار و مدار ظواہر پر ہوتا ہے ۔ یہاں نہ نیت و ارادہ درکار ہے اور نہ قرائن حال کا اعتبار

اکفار الملحدین صـ ۲۳

ع ۶۵/۵۲ وقد ذکر العلماء ان التہور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر	علما نے فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری کفر ہے۔ اگرچہ توہین کا ارادہ نہ ہو

(اکفار الملحدین ص۱۷)

(ع ۶۶/۵۳) قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام مے برم یکفر۔ فصول عمادیہ	جس نے کہا میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہاں میں پیغمبر ہوں اور اس سے ارادہ یہ کرے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں ۔ وہ کافر ہوگیا۔

فتاوی خلاصہ ۔ جامع الفصولین ۔ فتاوی ہندیہ ۔ واللفظ للاول

تمہید الایمان شریف لسیدنا اعلیحضرت ص۳۷

(ع ۶۷/۵۴) امام احمد بن ابی سلیمان سے کسی نے سوال کیا کہ ایک شخص نے کہا ہے" فعل اللہ برسول اللہ کذا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ سے ایسے ایسے کیا۔ برا کلام ذکر کیا۔ تو اس کو ڈانٹا گیا کہ کیا کہتا ہے۔ پھر اس نے پہلے سے بھی سخت کلام کیا۔ اور کہا میں نے رسول اللہ سے مراد بچھو لیا تھا۔ کیونکہ وہ لغوی معنی سے اللہ کا بھیجا ہوا ہے"۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے علامہ امام احمد نے فرمایا تو اس گواہی پر قائم رہ میں اس کو قتل کرنے اور اس کے ثواب میں تیرا شریک ہوں۔ حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ صریح لفظ میں ہیرا پھیرا نہیں سنی جاتی بلکہ ظاہر پر حکم لگے گا (شفا شریف ج ۲ ص ۲۰۹ وشرحہ للقاری والخفاجی ج ۴ ص ۳۴۳)

اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کا مطلب۔

اصطلاح آئمہ میں اہل قبلہ وہ ہے۔ کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر و مرتد ہے۔ ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے۔ خود کافر ہے۔

فی المواقف لا یکفر اهل القبلة الا فیما فیه انکار ما علم مجیئه بالضرورة او المجمع علیه کاستحلال المحرمات اھ۔ ولا یخفی ان المراد بقول علمائنا لا یجوز تکفیر اهل القبلة بذنب لیس مجرد التوجه الی القبلة فان الغلاة من الروافض الذین یدعون ان جبریل علیه الصلوة والسلام غلط فی الوحی فان الله تعالیٰ ارسله الی علی رضی الله تعالیٰ عنه وبعضهم قالوا انه الله وان

یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے مگر جب ضروریات دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علما جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر روا نہیں اس سے نرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں کہ جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام کو وحی میں دھوکا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مولی علی کرم اللہ وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولی علی کو خدا کہتے ہیں یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی

صلوا الی القبلة لیس بمؤمنین وھذا ھو المراد بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک مسلم اھ مختصر

یہی مراد ہے جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ یعنی جب تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نکرے

شرح فقہ اکبر لعلی القاری ص ۱۹۹ والتفصیل فی التمہید للمجدد البریلوی ص ۲۸/۲۹ ص ۳۷/۳۸ ص ۳۹

نبی کی توہین وگستاخی کا کفر ہونا ایسا اجماعی مسئلہ ہے کہ جس کی تقریباً ۱۳ عبارات اس فصل کے اول میں مذکور ہو چکی ہیں۔ لہٰذا گستاخ نبی قبلہ کی طرف رخ کرنے سے کفر وقتل سے نہ بچ سکے گا۔ کیونکہ وہ اصطلاح آئمہ میں اہل قبلہ ہی نہیں ۹۹ وجہ کفر کی اور ایک اسلام کی اس کے مطلب کی وضاحت۔

فقہاء کرام کے اس ارشاد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی تو وہ مسلمان ہوگا۔ ورنہ یہود ونصاریٰ تو بڑے بھاری مسلمان ٹھہریں کیونکہ ایک بات (بلکہ کئی باتیں) ان کی تو ضرور اسلامی ہے۔ وجود خدا کے قائل ہیں۔ بہت سے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت حشر حساب ثواب وعذاب وغیرہ بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔ فقہاء کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے

کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کا صرف احتمال ہو کفر صریح نہ ہو۔ اسے کافر نہ کہیں گے[1] لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو۔ اس میں تو تاویل غیر مقبول ہے۔ کما مر۔ نیز توہین کا تعلق عرف عام اور محاورات اہل زبان سے ہوتا ہے۔ نیت کا عذر قابل قبول نہیں ہوتا۔ جیسا ع ۶۴ وغیرہ کی عبارات میں گذرا۔

خلاصۂ کلام۔ اس باب کی آیات و احادیث و اقوال و فتاوی آئمہ، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد وغیرہم فقہا سے یہ بات روشن ہو چکی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادنی سے ادنی قلیل سے قلیل توہین تنقیص گستاخی بے ادبی کفر ہے۔ ارتداد ہے۔ توہین کرنے والے کو قتل کرنا واجب ہے۔ اس کے لئے دارین کی لعنت و عذاب ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس شرعی فتوی میں عالم اور غیر عالم کا فرق نہیں۔ سب کو شامل ہے۔ اگرچہ کوئی کتنا بڑا عالم کہلاتا ہو۔ توہین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اس کی سب عبادتیں نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ پڑھنا پڑھانا سب برباد ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صریح صاف توہینی اور بے ادبی کی عبارتوں میں ہیرا پھیری نہیں ہو سکتی، تاویل نہیں ہو سکتی اور نہ وہ تاویل سنی جائے گی۔ جو گستاخ بارگاہ نبوت و الوہیت جہنم رسید ہو چکے ہیں۔ وہ تو جہنم میں پہنچ چکے۔ جو اس زمانہ کے برائے

---

[1] شرح فقہ اکبر ص ۱۹۹ ۱۲ منہ

نام مسلمان منہ پھٹ بے باک نڈر گستاخ و بے ادب ہیں۔ وہ اس بے ادبی کا انجام سوچیں اور نبی کی گستاخی سے باز آئیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ مولی کریم بطفیل نبی رحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم مجھے اور میرے متعلقین کو بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واہل بیتہ وسلم کی ساری امت کو اپنی اور اپنے حبیب پاک کی بے ادبی سے بچائے ادب، تعظیم و تعریف کی توفیق عطا فرماوے۔ اور ہمارے قلوب کو اپنی اور اپنے پیارے حبیب کی محبت سے مالا مال فرماوے۔ اور ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو۔

استغفراللہ[1] من کل ذنب واتوب الیک

---

[1] وینبغی التعوذ بھذا الدعاء صباحا ومساء (قال الشامی لم ار فی الحدیث ذکر صباحا ومساء بل فیہ ذکر ثلاثا۔) فانہ سبب العصمۃ من الکفر بوعد الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم "اللھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم انک انت علام الغیوب" (در مختار) وقال الشامی رواہ الحکیم الترمذی فی النوادر ورواہ نحوہ احمد والطبرانی۔

رد المحتار ج ۳ ص ۳۱۶ ۱۲ منہ

باب چہارم

رحمۃ للعالمین ۔ نذیر للعالمین ۔ شفیع المذنبین سید المرسلین محبوب خدا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہ وسلم کی محبت کے لزوم اور فوائد کا بیان ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہر مسلمان پر ضروری ہے ۔ لازمی ہے فرض ہے بلکہ حضور کی محبت اصل ایمان ہے ۔ روح وجان ایمان واسلام ہے یہ ہے تو ایمان ہے ورنہ ایمان ہی نہیں ۔

علامہ امام قسطلانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا ۔

اعلم ان المحبۃ (اللام عوض عن المضاف الیہ اے محبۃ المصطفےٰ علیہ التحیۃ والصلوٰۃ والسلام والثنا ۔ زرقانی) کما قال صاحب المدارج (اے مدارج السالکین اسم لشرح ابن قیم علی کتاب

یعنی یقین کر کہ بے شک مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت (جیسا کہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں کہا ہے ۔) ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے میں سبقت سے حاصل کرتے ہیں ۔ سبقت سے حاصل کرنے والے اور اس کے

منازل السائرین لشیخ الاسلام
عبد اللہ بن محمد بن
علی الانصاری المتوفی ۴۸۱ھ
زرقانی) ھی المنزلۃ (الرتبۃ
العلیۃ) التی یتنافس فیہا
المتنافسون والیہا یشخص
العاملون والی علمہا شمر
السابقون وعلیہا تفانی
المحبون وبروح نسیمہا
تروح العابدون فہی
قوت القلوب وغذاء
الارواح وقرۃ العیون
وھی الحیاۃ التی من حرمہا
فہو جملۃ الاموات
والنور الذی من فقدہ
فہو فی بحار الظلمات والشفا
الذی من عدمہ حلت
بقلبہ جمیع الاسقام
واللذۃ التی من لم یظفر

حاصل کرنے میں عاملین مجتہدین
اپنی نظریں اٹھاتے ہیں اور اس
کی معرفت کے لئے سابقین
کوشش کرتے ہیں۔ اور اسی
حب مصطفی کے عالی رتبہ کے
حاصل کرتے ہیں عشاقان سید
عالم ایک دوسرے سے غلبہ
چاہتے ہیں۔ اور اسی حب نبوی
کی نسیم کی راحت سے عابد لوگ
راحت پاتے ہیں۔ تو یہ حب
سید عالم دلوں کی خوراک وطعام
ہے۔ اور روحوں کی غذا ہے۔
اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔
اور یہ حب محبوب خدا وہ حیات
ہے۔ جو اس سے محروم ہے۔ وہ
مُردوں میں شمار ہے اور یہ
وہ نور ہے کہ جس کے پاس یہ
مفقود ہے۔ تو وہ تاریکیوں
(ظلمات) کے سمندروں میں غرق ہے

بها فعيشه كله
هموم وآلام وهي
روح الايمان.
والاعمال والمقامات
والاحوال التي
متى خلت (تلك
الاربعة - زرقاني)
منها فهي كالجسد
الذي لا روح
فيه تحمل اثقال
السائرين
الى بلد لم
يكونوا الا
بشق الانفس
بالغيه وتوصلهم
الى منازل
لم يكونوا
بدونها ابدا
واصليها وتبوؤهم

اور یہ وہ شفا ہے جس کے پاس
یہ معدوم ہے۔ تو اس کے دل
میں تمام امراض طویلہ داخل ہو
گئیں اور یہ وہ لذت ہے جو
اس سے محروم رہا تو اس کا سب عیش
غموں اور دردوں والا ہوا
اور یہ حب حبیب خدا ایمان
اعمال (صالحہ) مقامات (علیہ)
حالات (رفیعہ) کی وہ روح
ہے۔ جب یہ چاروں اس حب
نبی سے خالی ہوں تو یہ چاروں
چیزیں اس جثہ کی طرح ہیں کہ
جس میں روح نہ ہو۔ یہ حب
سرکار مدینہ بلد محبوب حقیقی کی
طرف سیر کرنے والوں کے بوجھ
اٹھاتی ہے۔ جس تک وہ بغیر
مشقت نفسوں کے نہ پہنچ
سکتے۔ اور یہ حب نبی ان کو ایسے
منازل عالیہ و مقامات رفیعہ تک

من مقاعد الصدق
الی مقامات
لم یکونوا لولا
ھی داخلیھا
(وفیہ تلمیح لمعنی
ان المتقین
فی جنات ونھر
فی مقعد صدق
والتقوی بالایات
لاتکون الا
مع محبۃ الرسول
زرقانی) وھی مطایا القوم
التی سراھم فی
ظھورھا دائما الی الحبیب
وطریقھم الاقوم الذی
یبلغھم الی منازلھم
الاولی التی کانوا
بھا فی صلب آدم
وھی الجنۃ) من

پہنچا دیتی ہے کہ اس حب رسول
کے بغیر وہ کبھی ان منازل تک نہ
پہنچ سکتے اور یہ حب محبوب خدا
ان کو ملیک مقتدر کے حریم قدس
میں مجالس صدق کے ایسے مقامات
میں بٹھاتی ہے۔ کہ وہ واصلین
حضرت الوہیت اس حب
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
بغیر کبھی اس میں داخل نہ ہو سکتے
اور یہ حب مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ
والسلام قوم واصلین الی اللہ
کی وہ سواری ہے۔ کہ ان کو اپنے
ظہور اور نورانیت میں رات کے
اول اور درمیانے اور آخری
حصہ میں ہمیشہ محبوب حقیقی کے
میدان قرب میں سیر کراتی ہے
اور یہ وہ مضبوط راستہ ہے کہ
ان کو پہلی منزل یعنی بہشت میں
عنقریب بغیر دخول عذاب کے

قریب ربد ون عذاب قبل دخولها للمحبۃ) تاللہ لقد ذھب اھلھا (المحبۃ) بشرف الدنیا والآخرۃ اذلہم من معیۃ محبوبہم (المشار لہا بقولہ انت مع من احببت۔) اوفر نصیب۔ الخ

پہنچا دے گا۔ اللہ کی قسم محبین وعشاقان سید عالم دارین کا شرف لے گئے اس لئے ان کو حب حبیب خدا کی وجہ سے معیت محبوب سے وافر حصہ ملا اگرچہ بظاہر دور ہیں. بباطن ہر وقت پیش حضور ہیں)

اللھم ارزقنی حب حبیبک بحرمۃ حبیبک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

المواہب اللدنیہ ج ۲ مقصد سابع فصل اول

زرقانی علی المواہب ج ۶ صفحہ ۲۸۰ صفحہ ۲۸۱

ع جان لو ایمان کی ہے جان حب مصطفٰے
اور بجز ذکر نبی مردود ہے ذکر خدا

ع لم یخلق الرحمن آدم والذی
من نسلہ الا لحب محمد

ع نبی کی محبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

ع شراب عشق احمد کی عجب پرکیف مستی ہے ٭ کہ جان دیگر اگر اک بوند مل جائے تو سستی ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

قل ان کان آباؤکم
وابناءکم واخوانکم
وازواجکم وعشیرتکم
واموال ن اقترفتموھا
وتجارۃ تخشون کسادھا
ومسٰکن ترضونھا
احب الیکم من اللہ
ورسولہ وجہاد فی
سبیلہ فتربصوا حتی
یأتی اللہ بامرہٖ ط
واللہ لایھدی
القوم الفٰسقین
(۲۴) پ۱۰ توبہ ع۳ له

اے نبی تم فرمادو کہ اے لوگو اگر تمہارے
باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی
تمہاری بیویاں تمہارا کنبہ تمہاری
کمائی کے مال اور وہ سوداگری
جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ
ہے۔ اور تمہاری پسند کے مکان
ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ
اور اللہ کے رسول اور اس کی
راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ
محبوب ہے تو انتظار کرو یہاں
تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے
اور اللہ تعالیٰ بے حکموں کو راہ
نہیں دیتا۔

له قال القاضی عیاض بعد نقل ھذہ الآیۃ "فکفی بھذا حضا وتنبیھا ودلالۃ وحجۃ علی الزام محبتہ ووجوب فرضھا وعظم خطرھا (ای قدرھا وفائدتھا نسیم) واستحقاقہ لھا صلی اللہ علیہ وسلم اذ قرع تعالی من کان لہ ماله واھلہ وولدہ احب الیہ من اللہ ورسولہ واوعدھم بقولہ تعالیٰ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہٖ ثم فسقھم بتمام الآیۃ واعلمھم انھم ممن ضل ولم یھدہ اللہ" (شفا شریف ج۲ ص۱۵ باب۲ قسم۲) ۱۲ منہ

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز کوئی عزیز کوئی مال کوئی چیز اللہ ورسول سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہ الٰہی سے مردود ہے۔ اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا۔ اسے عذاب الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیئے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

(۱) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہٖ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ	قسم ہے اس ذات کی کہ میری جان جس کے ید قدرت میں ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہوں

صحیح بخاری ج ۱ ص ۷ وایضا رواہ احمد فی مسندہٖ والنسائی الفتح الکبیر ج ۳ ص ۲۹۹ عن الزیادات وابویعلی فی مسندہٖ وابوداؤد ایضا، کنزالعمال طبع جدید ج ۱ ص ۳۱ ص ۳۲ حدیث ۷۱۔

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب	تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے

الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین	والد اور اس کی اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب (پیارا) نہ ہوں۔

صحیح بخاری ج۱ ص۷، متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف ج۱ ص۱۲۔
وفی روایۃ مسلم بتقدیم "ولدہ" علی "والدہ" صحیح مسلم ج۱ ص۴۹
ورواہ احمد فی مسندہ والشیخان والنسائی وابن ماجۃ الجامع الصغیر للسیوطی ج۲ ص۲۰۴، کنز العمال طبع جدید دکن ص۳۱ حدیث ۱۰۷ ج۱ الفتح الکبیر ج۳ ص۳۵۱۔ شفا شریف ج۲ ص۱۵۔ وفی روایۃ مسلم عن انس۔

لا یؤمن عبد وفی حدیث عبدالوارث الرجل حتی اکون احب الیہ من اھلہ ومالہ والناس اجمعین (صحیح مسلم ج۱ ص۴۹)	(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) کوئی عبد، کوئی مرد مسلمان نہ ہوگا۔ جب تک میں اسے اس کے اہل (گھر والوں) سے اور اس کے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اس حدیث نے بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عزیز کسی کو رکھے ہرگز مسلمان نہیں۔ ثابت ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھنا مدار ایمان ومدار نجات ہے۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلث من کن فیہ وجد حلاوة الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ	تین چیزیں جس میں ہوں اس نے ایمان کی چاشنی کو پایا یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے اسے زیادہ محبوب ہوں۔ اور یہ کہ کسی مرد سے محض اللہ ہی کیلئے محبت رکھے۔
وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار	اور یہ کہ کفر میں لوٹنے کو اسی طرح ناپسند جانے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند جانتا ہے

صحیح بخاری ج۱ ص۸ و ج۲ ص۸۹۲۔ متفق علیہ صحیح مسلم ج۱ ص۴۹۔ مشکوٰۃ ص۱۲۔ شفا شریف ج۲ ص۱۵۔ وایضا رواہ احمد فی مسندہ والترمذی والنسائی وابن ماجۃ۔ الجامع الصغیر للسیوطی ج۱ ص۱۳۵۔ وسمویہ والطبرانی فی الکبیر۔ کنز العمال ج۱ ص۳۲ حدیث ۲۰۰۔

(۴) ابو رزین العقیلی۔ (اسمہ لقیط، صحابی مشہور، تقریب ج۲ ص۱۳۸) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ

ایمان کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان تشہد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ وان یکون اللّٰہ ورسولہ احب الیک مما سواھما وان تحترق بالنار احب الیک من ان تشرک باللّٰہ وان تحب ذالنسب لا تحبہ الا للّٰہ فاذا کنت کذلک فقد دخل حب الایمان فی قلبک کما دخل حب الماء للظمآن فی الیوم القائظ

یہ کہ گواہی دے تو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اس کے سواء کوئی معبود نہیں۔ اور بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے عبد (مقدس) اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ اور اس کا رسول تجھے ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ تجھے آگ ہی جلنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کفر و) شرک کرنے سے زیادہ پسند ہو۔ اور یہ کہ تو کسی نسب والے سے محبت نہ کرے مگر اللہ تعالےٰ کے لئے جب تو اس طرح ہوا تو تیرے دل میں ایمان کی محبت اسی طرح داخل ہو گی۔ جیسے سخت گرمی کے دن میں پیاسے کے لئے (دل میں) پانی کی محبت داخل ہوتی ہے۔

رواہ الامام احمد فی مسندہٖ ۔ کنز العمال ج ۱ ص ۲۸/۲۹ حدیث ۸۹ طبع جدید

(۵) فاطمہ بنت عتبہ سے روایت ہے رضی اللہ عنہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

واللہ لا یکون احد کم مومنا حتی اکون احب الیہ من ولدہٖ ووالدہٖ	اللہ کی قسم تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے اس کی اولاد اور اس کے ماں باپ سے زیادہ پیارا نہ ہوں

رواہ الحاکم فی مستدرکہ ۔ کنز العمال ج ۱ ص ۳۴ طبع جدید حدیث ۹۱

(۶) عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من نفسہٖ ۔	تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا ۔ جب تک میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہوں ۔

رواہ الامام احمد فی مسندہٖ ۔ کنز العمال طبع جدید ج ۱ ص ۳۴ حدیث ۹۲

(۷) عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے راوی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ۔

لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من نفسہٖ واھلی احب الیہ	تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور جب

من اھلہ وعترتی احب الیہ من عترتہٖ وذریتی احب الیہ من ذریتہٖ	تک میرا کنبہ اسے اپنے کنبہ سے زیادہ پیارا نہ ہو، اور جب تک میری اولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو اور جب تک میری نسل اسے اپنی نسل سے زیادہ پیاری نہ ہو۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی شعب الایمان۔ کنز العمال ج۱ صـ۳۴ حدیث ۹۳۔

(۸) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا۔

لن یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہٖ	تم میں سے ہرگز کوئی مسلمان نہ ہوگا۔ جب تک میں اسے اس کی ذات سے زیادہ محبوب (پیارا) نہ ہوں۔

(شفا شریف ج۲ صـ۱۵) رواہ البخاری
شرح الشفا للقاری والخفاجی ج۳ صـ۳۴۶۔

(۹) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

زر غبا تزدد حبا	چند دن کے بعد زیارت کر محبت بڑھتا

ایمان کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان تشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہٗ ورسولہ وان یکون اللّٰہ ورسولہ احب الیک مما سواھما وان تحترق بالنار احب الیک من ان تشرک باللّٰہ وان تحب ذا النسب لا تحبہ الا للّٰہ فاذا کنت کذلک فقد دخل حب الایمان فی قلبک کما دخل حب الماء للظمآن فی الیوم القائظ

یہ کہ گواہی دے تو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اس کے سواء کوئی معبود نہیں۔ اور بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے عبد (مقدس) اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ اور اس کا رسول تجھے ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ تجھے آگ میں جلنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کفر و شرک کرنے سے زیادہ پسند ہو۔ اور یہ کہ تو کسی نسب والے سے محبت نہ کرے مگر اللہ تعالےٰ کے لئے جب تو اس طرح ہوا تو تیرے دل میں ایمان کی محبت اس طرح داخل ہو گی۔ جیسے سخت گرمی کے دن میں پیاسے کے لئے (دل میں) پانی کی محبت داخل ہوتی ہے۔

ولکنی احب اللہ ورسولہ قال انت مع من احببت	ہاں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں حضور نے فرمایا تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا

صحیح بخاری ج۲ ص $\frac{۹۱۱}{۱۰۵۹}$ - شفا شریف ج۲ ص ۱۶ - صحیح مسلم ج۲

(۱۶) حضرت صفوان ہجرت کر کے حضور کے پاس پہنچے عرض کی یا رسول اللہ اپنا ہاتھ دیں میں آپ سے بیعت ہوتا ہوں - صفوان نے کہا کہ حضور نے اپنا ہاتھ مبارک مجھے دیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ

انی احبک (قال) المرء مع من احب	میں آپ سے محبت رکھتا ہوں فرمایا محب محبوب کے ساتھ ہوگا

شفا شریف ج۲ ص ۱۶ - رواہ الترمذی والنسائی شرح الشفا للقاری والخفاجی ج۳ ص ۳۴۸ -

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ

محبان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوب خدا کے ساتھ ہوں گے -

(۱۷) حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا -

من احبنی کان معی فی الجنۃ	جسے میرے ساتھ محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا

رواہ الترمذی - مشکوٰۃ شریف ج۱ ص ۳۰ - باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ - شفا شریف ج۲ ص ۱۷ - رواہ الاصفہانی فی ترغیبہ

واخرجہ القاضی عیاض ۔ شرح شفا للقاری والخفاجی ۔ ج ۳ ص ۳۵۰ ۔

(۱۸) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم وحب اھل بیتہٖ وقراۃ القرآن	اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دو (۱) اپنے نبی کی محبت ۔ (۲) نبی کے اہل بیت کی محبت (۳) تلاوت قرآن ۔

رواہ ابو نصر الشیرازی فی فوائدہٖ والدیلمی فی مسند الفردوس وابن النجار جامع صغیر ج ۱ ص ۱۴ ۔

(۱۹) حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ۔

المرء مع من احب	محب محبوب کے ساتھ ہوگا

رواہ البخاری فی صحیحہ کتاب الادب باب علامۃ الحب فی اللہ ج ۲ ص ۹۱۱ ۔

نیز حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک مرد حضور کی بارگاہ میں آیا ۔ پس عرض کی یارسول اللہ آپ اس شخص کے حق میں کس طرح فرماتے ہیں کہ جس نے کسی قوم کو محبوب جانا لیکن (عمل و فضیلت میں) ان سے نہ مل سکا ۔ حضور نے فرمایا ۔

المرء مع من احب	محب محبوب کے ساتھ ہوگا ۔

صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱۱

احب الصالحین ولست منہم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

گرچہ من ناپاک ہستم دل بپاکاں بستہ ام

(۲۰) حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا اس شخص کے بارہ میں جو ایک قوم کو محبوب رکھتا ہے۔ اور (اعمال میں) ان سے ملا ہوا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔

المرء مع من احب — ہر مرد اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱۱)

وفی الجامع الصغیر (ج ۲ ص ۱۸۵) المرء مع من احب رواہ احمد والشیخان وابوداؤد والترمذی۔ والنسائی عن انس وفی الصحیحین عن ابن مسعود، شرح شفا للقاری ج ۳ ص ۳۴۸۔ وروی ہذا اللفظ (یعنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم المرء مع من احب۔ نسیم) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲۱/۲۲) عبداللہ بن مسعود وابوموسیٰ وانس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

وعن ابی ذر بمعناہ (شفا شریف ج ۳ ص ۱۶۔ وشرحہ للخفاجی والقاری ج ۳ ص ۳۴۸)

(۲۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

اخذ بید حسن وحسین فقال من احبنی و احب ھذین وابا ھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ

نے (حضرت) حسن اور (حضرت) حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کو مجھ سے محبت ہے اور ان دو اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت ہے وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا

شفا شریف ج ۲ ص ۱۴ طبع قدیم مصر۔ رواہ الترمذی ؎

شرح شفا للقاری والخفاجی ج ۳ ص ۳۴۹۔ رواہ احمد والترمذی عن علی - کنز العمال ... والطبرانی عنہ ...

۲۴/۲۵ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ لانت احب الی من اھلی ومالی وانی لاذکرک فما اصبر حتی اجیئ فانظر الیک وانی ذکرت

یعنی بے شک ایک مرد ؎ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ پیارے ہیں۔ بے شک میں آپ کو یاد کرتا ہوں۔ تو مجھ سے نہیں رہا جاتا تو آکے آپ کی زیارت کرتا ہوں۔ اور میں جب)

؎ امام بغوی نے اپنی تفسیر میں فرمایا وہ حضور کا غلام "ثوبان" تھا اور بعض نے کہا وہ عبداللہ بن زید تھا۔ شرح الشفا للخفاجی والقاری ج ۳ ص ۳۴۹ ۱۲ منہ

موتی وموتك
فعرفت اتك
اذا دخلت الجنة
رفعت مع النبيين
وان دخلتها لا اراك
فانزل الله تعالیٰ
"ومن يطع الله
والرسول فاولئك
مع الذين انعم الله
عليهم من النبيين
والصديقين والشهدآء
والصالحين وحسن
اولئك رفيقا"
فدعا به
فقراءها عليه

اپنی موت اور آپ کی پردہ پوشی کو یاد کرتا ہوں پس یہ سوچتا ہوں کہ آپ جب بہشت میں نبیوں کے ساتھ اعلیٰ مقام میں ہوں گے اگر میں بہشت میں داخل ہوا بھی تو میں آپ کو نہ دیکھوں گا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "جو اللہ ورسول کی اطاعت کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن پر اللہ کا انعام ہے وہ انعام والے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ان کی رفاقت کتنا ہی اچھی ہے" حضور نے اس کو بلایا اور یہ آیت تسلی کے لئے، پڑھ کر سنائی۔

شفا شریف ج ۲ ص ۱۴/۱۷۔ رواہ الطبرانی وابن مردویہ۔ شرح الشفا للقاری والخفاجی ج ۳ ص ۳۴۹۔

علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ تفسیر قرطبی میں ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اس عاشق نے اللہ تعالیٰ سے

دعا مانگی کہ اے اللہ اسے اندھا کر دے تاکہ وہ دنیا میں حضور کے سوا اور تو کسی کو نہ دیکھے تو وہ فوراً اسی وقت نابینا ہو گیا (نسیم الریاض جز ۳ صفحہ ۵)

بسریت کہ جز سر زلف تو بسودم سرے دگرے نہ شد
بلا مت کہ جز در کوئے تو بدرِ دگر گذرے نہ شد
بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نہ شد
کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد
با یار بہ گلزار شدم رہ گذری
بر گل نظرے فگندم از بیخبری
دلدار بطعنہ گفت شرمت بادا
رخسار من اینجاست تو در گل نگری

(۲۶) وفی حدیث
آخر کان رجل عند
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ینظر الیہ لا یطرف
فقال ما بالک
قال بابی انت
وامی اتمتع من النظر
الیک فاذا
کان یوم القیامۃ

یعنی ایک اور حدیث میں ہے کہ کوئی مرد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں آپ کو ٹکٹکی باندھ کے دیکھ رہا تھا پل جھپکنے کے برابر بھی ادھر ادھر نہ دیکھتا تو حضور نے فرمایا تیرا کیا حال ہے کہا میرے ماں باپ حضور پہ قربان ہوں آپ کے دیدار سے نفع اٹھا رہا ہوں جب قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ آپ کو فضیلت

ب فعلک اللّٰہ بتفضیلہ فانزل اللّٰہ الآیۃ شفا شریف ج ۲ ص ۱۷	دیتے ہوتے اعلیٰ درجہ میں رکھے گا۔ (تو اس وقت دیدار سے محروم ہوں گا۔) تو اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے مع الذین انعم اللّٰہ علیھم والی آیت اتاری ۔

(۲۷) حضرت ابوہریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم نے فرمایا۔

من اشد امتی لی حبا ناس یکونون بعدی یود احدھم لو رآنی باھلہ ومالہ	میری پردہ پوشی کے بعد میری امت سے ایسے لوگ ہوں گے جو میرے ساتھ سخت محبت رکھنے والے ہونگے ان میں کا ہر ایک یہ آرزو کرے گا کہ کاش وہ اپنے اہل وعیال فدا وقربان کر کے مجھے دیکھ لیتا ۔

ومثلہ عن ابی ذر ۔ اخرجہ القاضی عیاض فی الشفا ج ۲ ص ۱۷)

(۲۸) حضرت عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں ۔ شفا ج ۲ ص ۱۷

(۲۹) حضرت عمرو بن عاص رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مجھے خدا کی تمام مخلوق سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ پیارا کوئی نہیں ۔ (شفا ج ۲ ص ۱۸)

(۳۰) خالد بن معدان کی لڑکی حضرت عبدۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

ما کان خالد یأوی	یعنی میرے والد حضرت خالد بچھونے

الی فراش الا وھو یذکر من شوقہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی اصحابہ من المہاجرین والانصار یسمیہم ویقول ھم اصلی وفصلی والیہم یحن قلبی طال شوقی الیہم فعجل رب قبضی الیک حتی یغلبہ النوم
شفا شریف ج ۲ ص ۱۸

بستر پر نہ لیٹتے مگر وہ شوق و محبت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب مہاجرین وانصار میں سے ایک ایک کا نام لیکر ذکر کرتے رہتے اور فرماتے وہ اصول دین میں میری اصل ہیں اور فروع مجتہدین میں میری فرع ہیں یا وہ میرا حسب ونسب ہیں میرا دل انہیں کا مشتاق ہے۔ ان کی ملاقات و دیدار کا شوق لمبا ہو چکا اے اللہ اب مجھے جلد دنیا سے اٹھا لے۔ بس یہی کہتے کہتے ان کو نیند آجاتی

[illegible] سعادۃ الدارین ص ۴۳

گیا رول راول وچ روہی راوے
نہ یار ملا نہ موت آوے

نیز سلطان العاشقین غواص بحر توحید غبیط اہل تجرید حضرت خواجہ غلام فرید ادامہ المجید فی لقاء الحمید فرماتے ہیں۔

گئے وقت ویلے یار وچھڑے ٭ ڈو گھڑے ڈکھی تے کیتے ڈیر
شالہ ڈہاڑے بھیوم تھلیرے ٭ پاڑے گذاروں سجنیں دے گھر دے

(۳۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدِ مکرم حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ معلی میں عرض کی

والذی بعثک بالحق لاسلام ابی طالب[1] کان اقر لعینی من اسلامہ ......

وذلک ان اسلام ابی طالب کان اقر لعینک (شفا شریف ج۲ ص۱۵) رواہ ابن عساکر[1] فی تاریخہ ۔ واحمد[2] وابن اسحٰق[3] وابو حاتم ۔ شرح الشفا للقاری والخفاجی ج۳ ص۳۵۲ ۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا البتہ ابو طالب کے اسلام لانے میں میری آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ تھی بنسبت میرے باپ کے اسلام لانے کے یہ اس لئے کہ ابو طالب کے اسلام لانے میں آپ کی آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ ہے ۔

[1] ابو طالب کے متعلق علماء و آئمہ اہلسنت کے تین قول ہیں بعض ان کے کفر کے قائل ہیں ۔ اور بعض ان کے ایمان و اسلام کے قائل ہیں ۔ یا قبل از وفات آخر وقت میں وہ مسلمان ہو گئے یا فوت گئی تو کفر پر ہوئی بعدہٗ حضور نے ان کو زندہ کر کے دولت ایمان و اسلام سے مشرف فرمایا جیسا کہ امام قرطبی نے تذکرہ میں اور امام شعرانی نے مختصر تذکرہ قرطبی میں اس کی تصریح کی ہے اور اخبار الاخیار للشیخ المحقق میں ہے اور ہامش نبراس میں ہے اور امام سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ نے تو اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے ۔ جس کا نام ہے " اسنی المطالب فی نجات ابی طالب " وغیرہ یہ حضرات احادیث کفر کو قبل از اسلام پہ محمول کرتے ہیں (بقیہ بر صـ ۹۲۴)

علامہ خفاجی رحمۃ الباری نے فرمایا" کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح مکہ کے دن مسجد میں داخل ہوتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کو پکڑ کر (کیونکہ وہ نابینا ہو چکے تھے)۔ حضور کی بارگاہ میں پیش کیا۔ حضرت ابوبکر سے حضور نے فرمایا اس شیخ کو اپنے گھر رہنے دیتے

(بقیہ حاشیہ از ص ۸۲۳) اور یہاں حضرت صدیق کا قول بھی قبل از اسلام پہ محمول ہوگا۔ باقی رہی آیت انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء تو یہ نہ ابوطالب کے کفر پہ دلالت کرتی ہے (کما قال الرازی فی تفسیرہ مفاتیح الغیب) اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار و ہدایت دے سکنے کی نفی پہ لقولہ تعالیٰ وانک لتھدی الی صراط المستقیم (پ ۲۵ شوریٰ ۵۲) ولقولہ تعالیٰ لکل قوم ھاد وجعلنا منھم آئمۃ یھدون بامرنا" وغیرہ ذلک من الآیات انک لا تھدی کا یہ ترجمہ نہایت ہی غلط ہے۔ کہ تم ہدایت نہیں دے سکتے" ورنہ" واللہ لا یھدی القوم الظلمین (پ ۳ البقرہ ۲۵۸) وغیرہ ذلک مثلہ کا ترجمہ بھی یہی ہوگا کہ" اللہ قوم ظلمین کو ہدایت نہیں دے سکتا" کیونکہ حضور کے حق میں لا تھدی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حق میں بھی لا یھدی بنے۔ دراصل بات یہ ہے کہ رضا احب اور مشیت میں فرق ہے۔ یعنی پسندیدگی اور ارادہ میں فرق ہے۔ ہدایت دینا مشیت پہ موقوف ہے نہ حب و رضا پہ جس طرح حضور کو ابوطالب کا ایمان و اسلام پسند تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندوں کا اسلام پسند ہے نہ کفر کما قال تعالیٰ ان اللہ لا یرضیٰ عن عبادہ الکفر ( )۔ یہی وجہ ہے کہ یوں فرمایا انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء یعنی اللہ تعالیٰ (بقیہ پر ص ۹۲۵)

میں خود وہاں آجاتا حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ یہ (والد صاحب) اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ چل کر آپ کے پاس آئیں۔ تو حضور نے ان کے والد کو اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا مسلمان ہو جا تو وہ مسلمان ہو گئے ۔.... جب حضور نے ابوبکر کے

(بقیہ حاشیہ از صد ۹۲۴) نے اپنی ہدایت کا ثبوت تو مشیت سے بیان فرمایا اور لاتھدی کو احببت سے۔ اس طرح نہ فرمایا کہ انک لاتھدی من تشاء ولکن اللہ یھدی من یشا اور یوں بھی نہ فرمایا انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یحب۔ حضور کی مشیت چونکہ مشیت ایزدی کے تابع ہے۔ لہذا جہاں وہ ہدایت نہیں چاہتا وہاں حضور بھی ہدایت نہیں چاہتے یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندوں سے اسلام پسند ہے۔ اور حضور کو بھی ان کا اسلام پسند ہے۔ لیکن ہدایت کا ملنا پسندیدگی پہ نہیں بلکہ وہ مشیت پہ ہوتا ہے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ حضور کسی کی ہدایت چاہیں۔ اور حضور کا چاہا پورا نہ ہو اور وہ ہدایت یافتہ نہ ہو القولہ تعالیٰ والذی جاء بالصدق (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وصدق بہ اولئک ھم المتقون لھم مایشاؤن عند ربھم۔ ولقول ام المومنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا "ما اری ربک الا یسارع فی ھواک" رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ وقال الامام السبکی فی شفاء السقام صہ ۱۷۸ تحت آیت انک لا تھدی "ولیس علیک خلق ھدایتہ اھ آیت کی یہ توضیح علماء کرام کے ارشادات عالیہ سے مطابق ہے اور عرفاء عظام کچھ اور ہی ارشاد فرماتے ہیں وہ یہ کہ میں نے آقائے نعمت مصدر رأفت سلطان المدبرین امام الواصلین (بقیہ بر صہ ۹۲۶)

والد کے اسلام لاتے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس پر حضرت ابوبکر نے عرض کی کہ اگر ابوطالب اسلام لاتے تو مجھے اپنے والد کے اسلام لانے سے زیادہ خوشی تھی۔ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۵۲)

(بقیہ حاشیہ از ص ۹۲۵) غرق بحر مشاہدہ حضرت سیدی خواجہ غلام لیٹس دام رضاہ علی لامعۃ سجادہ نشین بارگاہ عالیہ فیضیہ شاہجمالیہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میرے والد مکرم مجمع البحرین جامع الطریقین قطب وقت غوث زمانہ محقق یگانہ عاشق رسول عارف مقبول حضرت قبلہ خواجہ سیدنا ومولانا فیض محمد شاہجمالی قدس سرہ العالی مجھے فلاں (جس کا نام فقیر فیضی کو بھول گیا۔) نحو کی کتاب پڑھا رہے تھے اس میں ہدایت کا مسئلہ چلا آپ نے فرمایا انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء کا مطلب عرفا کے قول کے مطابق یہ ہے۔ کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی ہدایت کو اپنی ہدایت بتا رہا ہے یعنی اے محبوب جس کو آپ ہدایت دیتے ہیں آپ نہیں دیتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔ آپ کا ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا ہدایت دینا ہے۔ فرمایا یہ آیت ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کی طرح ہے وہاں رمی سید عالم کو اپنی رمی کہا گیا۔ یہاں ان کی ہدایت کو اپنی ہدایت خلاصہ یہ کہ حضور ایسے فنا فی اللہ کے مقام میں تھے کہ دونوں کی رمی و ہدایت میں یک جہتی واتحاد ہے وہاں مارمیت یہاں لاتھدی وہاں اذ رمیت یہاں من احببت وہاں ولکن اللہ رمی اور یہاں ولکن اللہ یھدی من یشاء۔ ثم رأیت نحوہ فی جواہر البحار للنبہانی قدس سرہ النورانی فاحفظہ فانہ جید لیکن یہ خیال رہے کہ علماء باطن کے علماء ظواہر دونوں جوابوں کا خلط ملط نہ ہو۔ خصوصاً لفظ احببت پہ کیونکہ یہ قانون ہے لامناقشۃ فی الاصطلاح اور بعض علماء اہلسنت ابوطالب کے معاملہ کو معمہ سمجھتے ہوئے توقف کرتے ہیں کما قال الشیخ المحقق فی مدارج النبوت ۱۲ کتبہ محمد منظور احمد الفیضی بقلمہ

اس سے حضرت ابوبکر کے دل میں محبوب خدا کی کمال محبت ثابت ہوتی ہے۔ اعلیحضرت مولانا الامام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن نے فرمایا۔ یہی تعظیم ومحبت وجاں نثاری وپروانہ داری شمع رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ہیں بعد انبیاء ومرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر تفوق ہے۔ جس نے صدیق اکبر کو ان کے بعد تمام عالم تمام خلق اللہ تمام اولیاء، تمام عرفا سے افضل واکرم واکمل واعظم کر دیا یہی وہ سر ہے جس کی نسبت حدیث آیا کہ ابوبکر کو کثرت صوم وصلاۃ کی وجہ تم پر فضیلت نہ ہوئی ولکن بشئ وقر فی صدرہٖ بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راسخ ومتمکن ہے۔ یہی وہ راز ہے۔ جس کے باعث ارشاد ہوا

لو وزن ایمان	اگر ابوبکر کا ایمان میری تمام امت
ابی بکر بایمان امتی	کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے
لرجح ایمان ابی بکر	تو ابوبکر کا ایمان غالب آئےگا)

(حیات اعلیحضرت ص ۱۲۰)

ف قال الغزالی قدس سرہ العالی فی احیاء علوم الدین (ج ۱ ص ۴۶) ایمان ابی بکر رضی اللہ عنہ الذی لو وزن بایمان العالمین لرجح" کما شھد لہ بہ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم (وفی حاشیۃ الاحیاء "حدیث لو وزن ایمان ابی بکر بایمان العالمین لرجح" ابن عدی من حدیث ابن عمر باسناد ضعیف (یقول الفیضی والضعیف مقبول فی المناقب والفضائل عند المحدثین) ورواہ البیہقی فی الشعب موقوفا علی عمر باسناد صحیح) .... حتی کان یفضلھم ابوبکر بالسر الذی وقر فی صدرہٖ اھ الفیضی غفرلہٗ

(۳۳) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس سے کہا (جبکہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے) آپ کا اسلام میں داخل ہونا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے والد خطاب اسلام میں داخل ہوں کیوں کہ آپ کا اسلام لانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرے والد خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے۔ (شفا شریف ج ۲ ص ۱۸) رواہ البیہقی والبزار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما (شرح شفا للخفاجی والقاری ج ۳ ص ۳۵۲)

(۳۴) انصار کی ایک عورت کا باپ اور بھائی اور خاوند جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ اس (خبر کے سننے) پہ اس نے کہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کیا ہے۔ (اس جملہ سے مراد اس کی یہ تھی کہ حضور صحت عافیت اور سلامتی سے ہیں یا نہیں لیکن بطور ادب اس نے یہ نہ پوچھا کہ حضور کا کیا حال ہے۔ بلکہ کہا حضور نے کیا کیا جب کسی کام کا کرنا ثابت ہو جائے گا۔ تو زندگی دنیاوی اور صحت خود بخود معلوم ہو جائیگی کیونکہ فعل کو حیات لازم ہے۔ نسیم) (حضور کے ساتھ کیا ہوا (فُعِلَ۔ قاری) صحابہ نے جواب دیا حضور بحمد اللہ خیریت سے ہیں۔ جیسا کہ تو پسند کرتی ہے۔ عورت نے کہا مجھے دکھاؤ تا کہ میں آپ کی زیارت کروں۔ جب اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی عرض کرنے لگی۔

كل مصيبة	جب آپ صحیح وسالم ہیں تو
بعدك جلل	(باپ بھائی شوہر وغیرہ کے قتل

شفا شریف ج ۲ ص ۱۸ | کی (ہر مصیبت نرم ہے شاق نہیں

رواہ ابن اسحٰق امام المغازی والبیہقی ۔ شرح شفا ج ۳ ص ۳۵۳ ۔

سہ
گھول گھتاں میں یار دے ناں توں
بال بچے اس کس وے میاں جی

(۳۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمہاری محبت کس طرح تھی ۔ فرمایا اللہ کی قسم حضور ہمیں ہمارے مالوں اور ہماری اولاد اور ہمارے باپوں اور ہماری ماؤں اور سخت پیاسے کی بنسبت ٹھنڈے پانی[ل] سے بھی زیادہ محبوب و پیارے تھے

(شفا شریف ج ۲ ص ۱۸)

(۳۶) حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رات کو (ایام خلافت میں) لوگوں کی دیکھ بھال و حفاظت کے لئے گشت کر رہے تھے ۔ تو ایک گھر میں چراغ روشن دیکھا کہ ایک بڑھیا اون دھن رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے ۔

ل ملا علی قاری نے فرمایا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ نفع دینے والے ہیں ۔ کیونکہ حضور روح الروح ہیں ۔ (پانی میں تو جسم کی حیات کا بقا ہے اور حب نبی میں روح کی حیات ہے ۔ اور یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کو ارواح سے بھی زیادہ محبوب تھے ۔

شرح شفا ج ۳ ص ۳۵۳ ۱۲ منہ

على محمدٍ
صلوة الابرار
صلى عليه الطيبون
الاخيار قد
كنت قواما بكا
بالاسحار
ياليت شعري
والمنايا اطوار
هل تجمعني
وحبيبي الدار

حضور علیہ الصلوۃ والسلام پہ نیکوں کا درود ہو متقی برگزیدہ ان پہ درود بھیجیں۔ آپ رات کو قیام فرمانے والے اور سحر کو بہت رونے والے تھے۔ کاش مجھے علم ہوتا۔ جبکہ مقصودوں میں مختلف واقعات حائل ہو جاتے ہیں۔ کیا مجھے اور میرے محبوب کو کوئی دار جمع کرے گی۔ یعنی کون سے گھر وصل وصال ہو گا۔

حبیب سے اس کی مراد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے حضرت عمر نے جب یہ سنا تو وہاں بیٹھ گئے اور رونے لگے۔

رواہ ابن المبارک فی الزہد۔ شفا ج ۲ ص ۱۸/۱۹ نسیم ج ۳ ص ۳۵۴

لگی تانگ پیل دی سانگ جداں
بھنا چوڑا اجڑی مانگھ تداں
اللہ تھیسم وصل دا سانگ کڈاں
سہرے سار سٹے گئے لا تھیں

(خواجہ فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۳۷) جب حضرت بلال کے وصال کا وقت آیا ان کی بیوی نے یہ ندا کی

"واحزناہ" ہائے غم حضرت بلال نے اسی جانکنی کے عالم میں فرمایا۔

واطرباہ غدا القی	واہ خوشی کل محبوبوں سے ملوں
الاحبۃ محمدا	گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور
وصحبہ (فی الشفا بدل	ان کے صحابہ کا دیدار کروں گا۔
صحبہ وحزبہ)	شفا شریف ج۲ ص۱۹

زرقانی علی المواہب ج۶ ص۳۱۸

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب

(۳۸) ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مزار شریف کی زیارت کرا تو حضرت عائشہ نے اس کے لئے مزار شریف کھولی تو وہ عورت دیکھکے روئی یہاں تک کہ روتے روتے وہاں فوت ہو گئی۔

(شفا شریف ج۲ ص۱۹)

سرور قدم یار فدا شد چہ بجا شد ❊ ایں بار گراں بود ادا شد چہ بجا شد

یک جاں چہ کند سعدی مسکیں کہ دو صد جاں

سازیم فدائے سگ دربان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

(۳۹) جب اہل مکہ نے زید بن دثنہ کو قتل کرنے کے لئے حرم سے نکالا تو ابو سفیان نے ان سے کہا اے زید تجھے خدا کی قسم یہ بتا کر کیا تجھے یہ بات

پسند تھی کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمارے ہاں تیری جگہ (یعنی قتل کے لئے) ہوتے اور ان کی گردن مار دی جاتی اور تو اپنے گھر میں (صحیح وسالم) رہ جاتا حضرت زید نے جواب دیا اللہ کی قسم میں تو اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ حضور اس وقت جہاں ہیں وہاں ہوں اور انہیں کانٹا لگے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔

اس پر ابوسفیان نے کہا

ما رایت من الناس احد ایحب احداً کحب اصحاب محمدٍ محمداً
شفا شریف ج ۲ ص ۱۹

میں نے لوگوں میں سے کسی کو کسی کے ساتھ اتنا محبت والا نہ دیکھا جتنا کہ اصحاب محمد کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت ہے۔

(۴۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سُن گیا تو ان سے کہا گیا۔

اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح یا محمداہ[1] فانتشرت[2]

یعنی جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں انکو یاد کر (انکا ذکر کر) یہ تکلیف دور ہو جائیگی تو وہ خوب چیخے یعنی اونچی آواز سے بہ ندا کی "یا محمداہ" تو ان کا پاؤں اچھا ہو گیا

عہ اے فنادی باعلیٰ صوتہ۔ شرح شفا للقاری ج ۳ ص ۳۵۵ ۱۲ منہ

[1] قال القاری "کانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصد بہ اظہار المحبۃ فی ضمن الاستغاثۃ"
شرح الشفا للقاری ج ۳ ص ۳۵۵ ۱۲ منہ

[2] وھذا المقتضی صحۃ ما جربوہ۔ نسیم ج ۳ ص ۳۵۵ ۱۲ منہ

شفا شریف ج۲ ص۱۹۔ رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ۔
شرح شفا للخفاجی والقاری ج۳ ص۳۵۵۔ مناہل الصفا للسیوطی ص۹۳
بحوالہ اطیب البیان رد تقویۃ الایمان ص۳۲ (ابن سنی ص۵۹۔
... کتاب الاذکار للنووی ص۱۳۵ حصن حصین مطبوعہ مصر ص۳۰
حصن حصین مطبوعہ نور محمد مع ترجمہ اردو ص۳۷۵۔ تحفۃ الذاکرین
للشوکانی وہو منہم ص۲۳۹۔ نیز شوکانی نے کہا ہے۔ قال فی النہایہ
ومنہ حدیث ابن عمر انہا خدرت رجلہ فقیل لہ مالرجلک
فقال اجتمع عصبہا قیل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد
فبسطہا انتہی قال النووی فی الاذکار باب مایقول اذا خدرت
رجلہ روینا فی کتاب ابن السنی عن الہیثم ابن الحنش قال "کنا
عند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فخدرت رجلہ فقال رجل
اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکانما
نشط من عقال" اھ تحفۃ الذاکرین للشوکانی ص۲۳۹۔

امام بخاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں۔
"حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سفیان عن ابی اسحق عن
عبد الرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال
لہ رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
الادب المفرد للامام البخاری ص۱۴۲ مطبوعہ مصر۔

(۱۴) نیز اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس سے بھی مروی ہے رضی اللہ عنہما۔

وقد روی انه وقع مثله لابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذکرہ النووی فی اذکارہ وروی ایضا عن غیرھما (اے ابن عمر وابن عباس) نسیم الریاض للخفاجی الحنفی ج ۳ ص ۳۵۵ حصن حصین صـ مطبوعہ نور محمد ۔ شوکانی غیر مقلد اس اثر کے تحت لکھتا ہے ۔ ھذا الاثر اخرجہ ابن السنی موقوفا علی ابن عباس وعلی ابن عمر رضی اللہ عنہم کما قال المصنف رحمہ اللہ" تحفۃ الذاکرین صـ ۲۳۹ مطبوعہ مصر ۔

ان دو حدیثوں ، اثروں سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کو سب سے زیادہ محبوب تھے ۔ اور دکھ درد الم ، مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا کے ساتھ ندا کرنا پکارنا اور آپ سے استغاثہ ۔ استعانت ، مدد طلب کرنا نہ شرک ہے نہ کفر نہ گمراہی بلکہ جائز ہے مستحسن ہے ۔ خیر القرون کے مقدس افراد کا طریقہ ہے ۔ صحابی کی سنت ہے ۔ حدیث سے ثابت ہے ۔

لے ان حدیثوں پہ گکھڑوی کا حملہ اور فیضی کا دفاع ؛

فریق مخالف کے محرر محرف عیار مؤول مولوی سرفراز گکھڑوی نے حدیث ۴ حضرت ابن عمر والی پہ دو حملے کیے ہیں یعنی دو جواب دیئے ہیں ۔ قولہ ۔ "جواب اول یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں اور پھر ہے بھی ضعیف اور اس کی کوئی سند بھی جرح سے خالی نہیں ۔" پھر کہا کہ اس کی ایک سند میں

ابو شعبہ ہے وہ متروک ہے۔ دوسری سند میں محمد بن احمد ہے وہ ضعیف ہے۔ تیسری سند میں زہیر بن معاویہ عن ابی اسحٰق ہے۔ زہیر کی وہ حدیث جو ابو اسحٰق کے طریق سے ہوگی وہ ضعیف ہے۔ اور خود ابو اسحٰق بھی مختلط تھے۔ انتہی قولہ گلدستۂ توحید صہ ۱۴۹/۱۵۰"

اقول وباللہ التوفیق عمل صحابی کے وزن گرانے کے لئے یہ حیرت انگیز عیاری و چالاکی ملاحظہ ہو کہ یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں۔ یہ حدیث حکماً مرفوع نہ سہی تو کیا حدیث موقوف کو رد کر دیں۔ عمل صحابی مشرکانہ عمل ہے۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ) نہ نہ بلکہ عمل صحابی کی تقلید ہدایت ہے۔ حدیث قدسی و وحی ربانی ہے "کہ فمن اخذ بشئ مما ھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علیٰ ھدیً" .... وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم رواہ رزین عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مشکوٰۃ باب مناقب صحابہ فصل ۳ صہ ۵۵۴ منار پھر نور الانوار میں ہے تقلید الصحابی واجب "نور الانوار صہ ۲۱۶"

خود گکھڑوی صاحب کی زبانی قول و فعل و عمل صحابی کی شان ملاحظہ ہو۔ "جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یافتہ حضرات ہر ایک اپنے مقام پر آفتاب ہدایت کا درخشاں ستارہ اور سماءِ علم کا روشن قمر ہے (راہ سنت)

نیز گکھڑوی صاحب نے لکھا ہے۔ "غرضیکہ صحابہ کرام امت کے لئے حق و باطل، خیر و شر، سنت و بدعت، اور ثواب و عقاب وغیرہ امور

کے پرکھنے کی کسوٹی اور معیار حق ہیں۔ جو کام انہوں نے کیا وہ حق اور سنت اور باعث نجات ہے۔ اور ان کا ہر قول و فعل ہمارے لئے ذریعہ فلاح اور وہی ہمارے لئے ترقی اور سعادت کی راہ ہے اور اس کی خلاف ورزی تباہی اور بربادی پر منتج ہوگی اور بس۔ مشہور غیر مقلد عالم مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب روپڑی تحریر فرماتے ہیں۔

"اقوال صحابہ کے ساتھ استدلال کرنا ٹھیٹھ اسلام میں داخل ہے۔"

(ضمیمہ رسالت اہل حدیث ص۳) نیز وہ لکھتے ہیں کہ "اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ صحابہ کے اقوال میں اول تو رفع یعنی رسول کی حدیث ہونے کا احتمال قوی ہے۔ اور اگر کہیں فہم کا دخل ہو تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش کی طرف زیادہ نزدیک ہیں۔ الخ (ایضاً ص۱)

اھ راہ سنت ص۳۷ لہٰذا حضرت عبداللہ بن عمر صحابی کے اس عمل (کہ مشکل کے وقت محبوب خدا کو یا سے استغاثہ اور استعانہ کے لئے پکارنا تاکہ وہ مشکل حل ہو اور درد و الم دور ہو) کی اقتدا و اتباع میں ہدایت ہے۔ اور اس طرح کرنا ذریعہ فلاح ہے۔ اور ہمارے لئے ترقی اور سعادت کی راہ ہے۔ اور اس سے استدلال کرنا ٹھیٹھ اسلام میں داخل ہے۔ اور حضرت ابن عمر کا یہ عمل حق ہے اور سنت ہے اور باعث نجات ہے۔ اس طرح ہوا دیکھے جرح ثابت کرنا اور جواز و استحسان پہ استدلال کو باطل کرنا اور مزید برآں ما ثبت منہ پر شرک و گمراہی کا فتوی دینا خلاف تحقیق و خلاف انصاف ہے کہ فلاں حدیث موقوف ہے

مرفوع نہیں یا فلاں حدیث مرفوع حسن لغیرہ ہے۔ حسن لذاتہ نہیں یا صحیح لغیرہ ہے صحیح لذاتہ نہیں یا شرط مسلم پر صحیح نہیں بلکہ اور اماموں نے اس کی تصحیح کی ہے۔ یا شرط مسلم پہ صحیح ہے شرط بخاری پر نہیں یا شرط بخاری پر صحیح ہے۔ شرط شیخین پر صحیح نہیں یا شرط شیخین پر صحیح ہے۔ صحیح مسلم کی نہیں یا صحیح مسلم کی ہے۔ صحیح بخاری کی نہیں یا صحیح بخاری کی ہے۔ متفق علیہ نہیں یا متفق علیہ خبر واحد ہے۔ حدیث مشہور نہیں یا حدیث مشہور ہے حدیث متواتر نہیں پھر یہ کہنا کہ "پھر ہے بھی ضعیف" یہ بھی فن حدیث اور کتب حدیث اور فن اسماء الرجال سے نادانی کی دلیل ہے۔ (۱) امام شمس الدین محمد بن محمد جزری نے اس عمل کو ابن السنی کے حوالہ سے اپنی حصن حصین میں درج کیا ہے کما مر۔ اور خود حصن حصین کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔

واخرجته من الاحادیث الصحیحة	اور اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے تیار کیا ہے۔

(حصن حصین مع ترجمہ اردو مطبوعہ نور محمد ص۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث ابن عمر صحیح ہے۔ (۲) باقی رہا یہ کہ اس حدیث کے فلاں فلاں راوی ضعیف ہیں۔ تو گزارش یہ ہے کہ اس حدیث کی ایک سند ادب المفرد امام بخاری سے ذکر ہو چکی دیکھو تامل کرو شاید اس میں ابو شعبہ یا محمد بن مصعب یا زہیر بن معاویہ عن ابی اسحٰق نکل آئے باقی رہا ابو اسحٰق پر فتوی (یہ راوی بروایت بخاری

ادب المفرد میں ہے ۔ا تو اولاً ابواسحٰق کی تعیین ہو صرف تقریب ج۲
صـــ۳۹۰) میں گیارہ ابواسحٰق مذکور ہیں پھر بصورت تعیین و ثبوت جرح
جرح مصرح ہو تو کارآمد ورنہ جرح مبہم ہم حنفیوں کے نزدیک غیر
معتبر ہے۔ امام علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی صاحب تفسیر مدارک و کنز الدقائق
منار میں رقمطراز ہیں۔ والطعن المبہم من آئمۃ الحدیث لایجرح
الراوی عندنا نورالانوار صـــ۱۹۲ - باقی رہی ابن سنی کی سند تو وہ
یہ ہے "محمد بن خالد البرذعی حدثنا حاجب بن سلیم حدثنا محمد بن مصعب
حدثنا اسرائیل عن ابی اسحٰق عن الہیثم بن حنش الخ (تحفۃ الذاکرین صـــ۲۳۹)
اس سند میں بھی ابوشعبہ اور زہیر بن معاویہ کو تلاش کرتے رہو شاید مل
جائے ۔ باقی رہا محمد بن مصعب تو اولاً تعیین ہو ۔ ثانیاً برتقدیر ثبوت
جرح ۔ جرح مصرح ہو جو گکھڑوی صاحب نے ذکر کی ہے وہ جرح مبہم
ہے ۔ نہ مصرح لہذا وہ حنفیوں کے نزدیک غیر معتبر ہے ۔ جیسا کہ گذرا
(۳) پھر بر ثبوت جرح معتبر و مفسر و مصرح، تصحیح امام جزری سے ٹکر
ہوگی ۔ اور بوقت تعارض جرح و تعدیل مذہب امام نسائی یہ ہے کہ
تعدیل کو ترجیح ہے ۔" مذہب النسائی ان لا یترک حدیث الرجل
حتی یجتمع الجمیع علی ترکہ ولعلہ کان یقدم التعدیل علی الجرح
اولان الاصل فی المسلم العدالۃ وجرح البعض یسقط بتعدیل
البعض للتعارض (کوثر النبی صـــ۱۰۳) (۴) برتقدیر ثبوت
ضعف حدیث ابن عمر چونکہ اس کے کئی طرق ہیں ۔ دو سندیں تو ابھی

مذکور ہوئیں اور فریق مخالف کے محرر محرف گکھڑوی صاحب بھی اس حدیث کی تین سندوں کے خود معترف ہیں۔ (گلدستہ توحید صفحہ ۱۲۹) لہذا یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ حسن ہوگی۔ تعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حد الحسن (مرقات آخر فصل الثانی باب مالا یجوز من العمل فی الصلوۃ از افادات اعلیحضرت والتفصیل فی الہاد الکاف لہ) حصول قوت کے لئے کچھ بہت سے ہی طرق کی حاجت نہیں۔ صرف دو بھی ملکر قوت پاجاتے ہیں۔ تیسیر میں فرمایا۔ ضعیف لضعف عمرو بن واقد لکنہ یقوی بورودہ من طریقین (الہاد الکاف صک ۳) اس کی تو دو چھوڑ تین سندیں ہیں۔

(۵) حدیث ابن عمر پہ تعامل اہل علم ہے۔ چنانچہ علامہ خفاجی فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابن عمر نے یا محمداہ پکارا تو فورا ان کا پاؤں اچھا ہوگیا

وھذا یقتضی صحۃ ماجربوہ... وھذا مما تعاھدہ اھل المدینۃ

اور یہ ان کی تجربہ شدہ بات کی صحت کا مقتضی ہے۔ اور اس (بوقت دفع درد حضور کو ندا کرنا اور آپ سے استغاثہ) پہ اہل مدینہ کا عمل ہے۔

(نسیم الریاض ج ۳ صـ ۳۵۵)

شوکانی صاحب نے بھی اس حدیث کے تحت ہی لکھا کہ اس پہ عمل کرو۔ فینبغی ذکرہ عند ذلک (تحفۃ الذاکرین صـ ۲۳۹)

اور اہل علم کے عمل کر لینے سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔
قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحت الحدیث قول اھل العلم بہ وان لم یکن لہ اسناد یعتمد علی مثلہ (مرقات لعلی القاری باب الصلوٰۃ حدیث من جمع بین الصلوتین من غیر عذر الخ) لہٰذا یہ حدیث بالفرض والمحال اگر ضعیف بھی تو تعامل اہل مدینہ سے قوت پا گئی اور تعامل اہل مدینہ اس کی صحت کی دلیل ہے۔

(۶) اور اگر بالفرض والمحال اس حدیث کا ضعیف ہونا معتبر تھا اور معتبر ہے تو کیا ہوا باب فضائل میں پھر بھی معتبر ہے اور اس میں یا محمداہ کی ندا کے عمل کی یہ فضیلت ہے کہ درد والم دور ہو جاتا ہے۔ امام ابو ذکریا نووی اربعین پھر امام ابن حجر مکی شرح مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاری مرقات (تحت حدیث من حفظ علی امتی اربعین حدیثا الخ) اور حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں۔ قد اتفق الحفاظ ولفظ الاربعین قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال ولفظ الحرز جواز العمل بہ فی فضائل الاعمال بالاتفاق (الھاد الکاف صنہیم)

قولہ لہٰذا باب عقائد ہیں ان کی روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ (گلدستہ صنہ ۱۵۰) اقول لہٰذا حدیث ابن عمر بر تقدیر ثبوت واعتبار ضعف باب فضائل ندائے سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ضرور معتبر وحجت ہے۔ ہاں ان روایتوں کے ہوتے ہوئے ندائے

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر شرک کا فتویٰ کیسے لگ سکتا ہے۔
قولہ " جواب دوم " یہ حدیث موقوف اور ضعیف ہوتے کے ساتھ فریق مخالف کو چنداں مفید بھی نہیں۔ کیونکہ اس میں اذکر کا لفظ ہے "ادع" کا نہیں اور حرف ندا قریب وبعید دونوں کے لئے مستعمل ہے (شرح مائۃ عامل صـ۳۴ وغیرہ۔ اور اشتیاقاً یا سے کسی کا ذکر کرنا جبکہ اس کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب اور متصرف فی الامور نہ سمجھے صحیح ہے۔ اور اکثر صوفیاء اور بزرگان دین سے اس معنی میں یارسول اللہ مروی ہے ... لیکن اگر کوئی شخص خان صاحب کی طرح یہ شق ہی متعین کر دے کہ میں تو مدد کے لئے پکارتا ہوں تو البتہ ناجائز ہوگا۔ خان صاحب فرماتے ہیں۔

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے ؎
یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

(حدائق بخشش ح ۲ صـ۵) اقول ہمارا استدلال لفظ اذکر سے نہیں یہ تو کہنے والے نے حضرت ابن عمر کو کہا۔ بلکہ ہمارا استدلال تو اس سے ہے کہ " فصاح (اے فنادیٰ باعلیٰ صوتہ۔ علی قاری) یا محمداہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اونچی آواز سے یہ ندا کی یا محمداہ یعنی یا محمداہ پکارا نہ کہ صرف ذکر کیا اس میں صاح۔ نادیٰ یا محمداہ کے الفاظ پر غور ہو کیا یہ صرف ذکر ہے یا ندا و پکار ہے۔ ملا علی قاری نے فرمایا کہ صحابی ابن عمر نے استغاثہ کے ضمن میں اظہار محبت کا قصد کیا ہے

شرح شفا للقاری ج ۳ ص ۳۵۵ کما مر عبارتہ) استغاثہ اور استعانۃ تو متعین ہی ہے۔ لہذا یہ صرف ذکر نہیں بلکہ مدد طلب کی جا رہی ہے۔

قولہ حرف ندا اقول یعنی یا حرف ندا قریب وبعید دونوں کے لئے ہے۔ یہ بعض نحاۃ کا مذہب ہے اور بعض کہتے ہیں۔ کہ یا حرف ندا بعید کے لئے ہے۔ ؎

پس بدانی ہمزہ را مستعمل از بہر قریب
از برائے دور یا ہمچوں ایا دیگر ہیا

شرح مائۃ عامل عبدالرسول، مجموعہ نحو میر ص ۸۷

اور بعض نحوی کہتے ہیں کہ یا اوسط کی ندا کے لئے ہے نہ اقرب کے لئے ہے اور نہ ابعد کے لئے۔ ؎

بہر اقرب ای و ہمزہ بہر اوسط ہست یا
بعد ازاں از بہر ابعد داں ہیا را با ایا

شرح مائۃ عامل مولانا جامی۔ مجموعہ نحو میر ص ۹۰

خیر یہ تو گھکھڑوی صاحب کی یکطرفہ ڈگری کے مقابل ہم نے نحویوں کے دوسرے اقوال ذکر کر دئے۔ یا کو بقول گکھڑوی صاحب قریب وبعید دونوں کیلئے ہی مانو تو پھر ہمیں کیا ضرر ہے۔ اگر ندائے سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما والے یا کو منادیٰ اقرب پہ حمل کرو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منادیٰ ابن عمر کے قریب ہونا بجسم عنصری ہوگا۔ تو اس میں یہ فائدہ کہ یہ عمل ابن عمر حضور کے انکار نہ فرمانے سے

سنت تقریری میں شامل ہوگا۔ اور اگر جسم عنصری وہاں نہ ہو (صاح وغیرہ الفاظ سے بھی اشارۃً یہی مستفاد کہ جسم عنصری سے آپ وہاں نہ تھے) تو علم وروحانیت وحقیقت محمدیہ کے اعتبار سے قرب ثابت ہو جائے گا۔ فہوا المقصود فانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر وقریب للمنادی اور اگر اس حدیث والے یا کو منادیٰ بعید کے لئے مانو تو پھر یہ مسئلہ ثابت کہ صحابی نے بوقت مشکل دور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امداد کے لئے پکارا۔ قولہ اشتیاقاً یا سے کسی کا ذکر کرنا (اقول) خود تو لکھا (یا) حرف ندا اب یہاں یہ نہ لکھا کہ یا سے کسی کو ندا کرنا بلکہ عیاری و چالاکی کرتے ہوئے یہ لکھا یا سے کسی کا ذکر کرنا اب وہ حرف ندائیہ نہ رہا بلکہ حرف ذکر ہے۔ سبحان اللہ حضرت ابن عمر نے تو صرف شوق ومحبت کے طور پر ذکر نہ کیا بلکہ استغاثہ کے طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات صرف اشتیاقاً یا سے ندا کی جاتی ہے۔ لیکن ہر ندا محبوبان خدا کو اشتیاق پر محمول کرنا اور استغاثہ واستعانت کے طور سے ندا کرنے پر شرک وگمراہی وعدم جواز کا فتویٰ دینا پکارنے والے حضرات کی عبارۃ النص میں تحریف ہے۔

بطور نمونہ چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

شیخ سیدی زروق[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

---

[1] جن کے متعلق شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی یوں رطب اللسان ہیں۔ وہ جلیل القدر شخص تھے ان کے مرتبہ کمال کو لکھنا تحریر وبیان سے باہر ہے۔ الخ بستان المحدثین مترجم اردو ص۲۰۶ منہ

انا لمریدی جامع لشتاته
اذا ما سطا جور الزمان
بنکبته وان کنت
فی ضیق وکرب
وحشتہ - فناد
بیا زروق آت بسرعتہ

میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو
تسلی دینے والا ہوں - جب زمانہ
نکبت و ادبار سے اس پر حملہ آور ہو
اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت
میں ہو تو - یا زروق کہہ کر پکار
میں فوراً آموجود ہوں گا -

(بستان المحدثین صہ۲۰۶ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی)

جن کے غلاموں کے پکارنے سے تنگی بے چینی وحشت دور ہو ان کے آقا کو پکارنے میں کیوں نہ مشکلات حل ہوں - کیا سیدی امام زروق نے مشرکانہ فعل کی تعلیم دی ہے - کیا وہ گکھڑوی صاحب جتنا بھی علم نہ رکھتے تھے کہ نصوص قرآنیہ تو ما فوق الاسباب وصال یافتہ دور والے بزرگ حتی کہ خود سرکار مدینہ کی پکار کی نفی کر رہی ہیں اور یہ اس کی تعلیم دے رہے ہیں - پھر تعجب ہے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی پر کہ ان کے شرکیہ اشعار بلا تردید نقل کرتے ہیں - اور اس کے ساتھ الٹا ان کی ایسی مدح کرتے ہیں کہ ان کے رتبۂ کمال کو لکھنا تحریر و بیان سے باہر ہے - کاش یہ بزرگان گکھڑوی صاحب کا گلدستہ پڑھ لیتے تو اتنا شرک میں مبتلا نہ ہوتے - یہ سب نظام درہم برہم اس لئے ہوا "تدعون ، یدعون وغیرہ الفاظ قرآنیہ کو مفسرین کے بیان کردہ معانی تعبدون ، یعبدون سے اعراض کر کے مطلق پکار

پر رکھا - پھر جب مطلق پکارہ شرک ہونے لگی - تو آپ کو بچانے کے لئے کبھی زندہ کی پکار کو اس حکم سے علیحدہ کیا - اور کبھی قریب والے کی پکار کو اس حکم سے علیحدہ کیا پھر استعانت والی پکار کو علیحدہ کیا تو اپنے خانہ زاد قوانین واستثناؤں کو برقرار رکھنے کے لئے یہ بدعتی تقسیم نکلی کہ ایک ہے مافوق الاسباب اور ایک ہے ماتحت الاسباب جناب والا یہ تقسیم کونسی آیت وحدیث صحیح متواتر میں وارد ہے کیونکہ یہ تقسیم باب عقائد میں وارد ہے - کیا اس تقسیم پہ قطعی الثبوت و قطعی الدلالۃ دلیل پیش ہوسکتی ہے - ھل من مبارز - پھر انبیاء و اولیا من دون اللہ میں شامل ہونے لگے - دعویٰ خاص ہوگیا دلیل عام رہی - گر تو قرآں بدیں نمط خوانی - ببری رونق مسلمانی - نتیجہ یہ نکلا کہ شرک اکبر ممتنع لذاتہ جو توحید واجب لذاتہ کی نقیض ہے - اور بہر صورت و بہر حال شرک شرک و محال لذاتہ ہوتا ہے - اس کے بعض افراد امکان بلکہ وقوع میں آنے لگے - شرک تو مقید بزمان و مقید بمکان و مقید بافراد نہ تھا - اب یہ ندائے محبوبان خدا ایسا شرک نکلا - جو بعض صورتوں و بعض حالتوں میں شرک نہ رہا - مردہ کو پکارو تو شرک ہے - زندہ کو پکارو تو شرک نہیں دور والے کو پکارو تو شرک نزدیک والے کو پکارو تو شرک نہیں - پھر بھی انبیاء و اولیا کا پکارنا شرک ہے اور یہ تقسیم بھی برقرار - گرہمیں مکتب وہمیں ملا :: کار طفلاں تمام خواہد شد پھر یوں بھی کہدو کہ غیر اللہ قریبی کو عبادت کا سجدہ کرنا جائز دور والے

کو شرک - زندہ کو جائز مردے کو شرک - فیا للعجب

(۲) کلیات امدادیہ مطبوعہ دیوبند جہاد اکبر مع نالہ امداد غریب کے بعد والی مناجات میں صہ ۲۲ پر ہے۔

اے رسول کبریا فریاد ہے ۰۰ یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے۔

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل ۰۰ اے مرے مشکلکشا فریاد ہے

انصاف سے کہنا (بشرطیکہ ہو بھی تو سہی) یہ بھی محض اشتیاقانہ ذکر ہے یا یا سے پکار ہے اور طلب امداد ہے۔

(۳) مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار

(قصائد قاسمی صہ ۸)

کیوں صاحب "مدد کر اے کرم احمدی" یہ بھی شوقیہ ذکر ہی ہے۔ امداد تو نہیں مانگی جا رہی۔

حدیث ابن عباس کے متعلق گکھڑوی صاحب نے کہا قولہ "اس کی سند میں غیاث بن ابراہیم ... متروک ہے" (محصلہ ملخصاً)

(اقول) حصن حصین والے نے اس سے استنباط واستناد کیا ہے۔ اور اس نے خود ہی اس کے مقدمہ میں کہا کہ میں نے اس حصن حصین کو صحیح احادیث سے تیار کیا ہے۔ کما مر لہذا یہ حدیث صحیح ہے۔ نیز اس کے

بقیہ جوابات وہی ہو سکتے ہیں جو پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔ یہ بطور اختصار ہے۔ یہ بحث ضمنی طور پر آگئی ورنہ میں اس کے درپے نہ تھا نہ اس موضوع پہ قلم چل رہا ہے۔ انشاء المولیٰ اس موضوع پر اور اسلامی شرعی دلیلیں لکھنے کا ارادہ ہے۔ تفصیل اس میں دیکھنا ۱۲ منہ (حاشیہ ختم)

مسلمانو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھنا بہت ہی اہم ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے حبیب و محبوب ہیں۔ تو محبوب خدا سے ضرور محبت ہو۔

(۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ صحابہ انبیاء سابقین کے ذکر میں رطب اللسان تھے۔ تو حضور تشریف لائے اور فرمایا۔

الا وانا حبیب اللہ ولا فخر	خبردار(رہو) میں اللہ (تعالیٰ) کا محبوب ہوں۔ اور یہ فخراً نہیں فرماتا (بلکہ تحدیث نعمت ہے)

الحدیث طویل انتہی بقدر المطلوب رواہ الترمذی والدارمی مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام فصل ۲ ص ۵۱۳

علامہ ملا علی قاری حنفی اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں۔

(وانا حبیب اللہ) ای محبہ ومحبوبہ	یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا "میں اللہ کا حبیب ہوں"

قوله ولا فخر قال الطيبي قرر اولا ما ذكر من فضائلهم بقوله وهو كذلك ثم نبه على انه افضلهم واكملهم وجامع لما كان متفرقا فيهم فالحبيب خليل ومكلم ومشرف اه واعلم ان الفرق بين الخليل والحبيب ان الخليل من الخلة اى الحاجة فابراهيم عليه السلام كان افتقاره الى الله تعالى فمن هذا الوجه اتخذه خليلا والحبيب فعيل بمعنى الفاعل والمفعول فهو صلى الله عليه وسلم محب ومحبوب والخليل محب لحاجته الى من يحبه والحبيب

اس کا مطلب یہ ہے میں اللہ کا محب اور اس کا محبوب ہوں.... امام طیبی نے فرمایا ہے کہ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "وھو کذلک" وہ ایسے ہی ہیں؛ فرما کر انبیاء سابقین کے مذکورہ فضائل کی تصدیق فرمائی۔ پھر (الا وانا حبیب اللہ فرما کر) اس بات پر تنبیہہ فرمائی کہ میں ان سے افضل واکمل ہوں اور ان کے متفرق کمالات کا جامع ہوں (حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری) کیونکہ جو حبیب ہوتا ہے وہ خلیل اور کلیم اور شرف ومجد والا بھی ہوتا ہے - اور یقین کر کہ بیشک خلیل اور حبیب کے درمیان یہ فرق ہے کہ خلیل خلۃ (بمعنی حاجت) سے بنا تو ابراہیم علیہ السلام

محب لا لغرض
وحاصله ان الخليل
فی منزلة المرید
السالك الطالب
والحبیب فی منزلة
المراد المجذوب
المطلوب اَللّٰهُ یَجْتَبِیْ
اِلَیْهِ مَنْ یَّشَاءُ
وَیَهْدِیْ اِلَیْهِ
مَنْ یُّنِیْبُ ۝
"ولذا قیل الخلیل
یکون فعله برضاء
اللّٰه تعالٰی والحبیب
یکون فعل اللّٰه
برضاه قال
تعالٰی" فَلَنُوَلِّیَنَّكَ
قِبْلَةً تَرْضٰهَا
وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ
رَبُّكَ فَتَرْضٰی"

کو اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج
تھی۔ اسی وجہ سے اللہ نے
ان کو خلیل بنایا اور حبیب
فعیل کے وزن پر اسم فاعل و
اسم مفعول کے معنی میں ہے تو
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محب
بھی ہیں۔ اور محبوب (خدا) بھی
اور خلیل اپنی حاجت (ضرورت)
کی وجہ سے اپنے محبوب کا محب
ہوتا ہے۔ اور حبیب بلا غرض
و بلا طمع محب کو کہتے ہیں۔
خلاصہ یہ کہ خلیل بمنزلہ مرید
سالک اور طالب کے ہے۔
اور حبیب بمنزلہ مراد مجذوب
اور مطلوب کے ہے۔ اللہ
اپنے قرب کے لئے چن لیتا ہے
جسے چاہے اور اپنی طرف راہ
دیتا ہے۔ اسے جو رجوع لائے
(شوریٰ ۱۳) اور اسی لئے کہا گیا ہے

وقیل الخلیل
مغفرته في
حد الطمع کما
قال ابراهیم
وَالَّذِیٓ اَطْمَعُ
اَنْ یَّغْفِرَ لِی
والحبیب مغفرته
في مرتبة الیقین
کما قال تعالی
لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِكَ وَمَا
تَاَخَّرَ" والخلیلُ
قال وَلَا
تُخْزِنِیْ یَوْمَ
یُبْعَثُوْنَ
والحبیب
قال تعالی
في حقه

کہ خلیل وہ ہے کہ جس کا کام رضا
خداوندی کے مطابق ہوتا ہے
اور حبیب وہ ہے کہ اللہ کا کام
اس کی رضا کے مطابق ہوتا ہے
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
"تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے
اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری
خوشی ہے" (بقرۃ ۱۴۴)
اور فرمایا ہے" اور بے شک
قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں
اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے
(ضحی ۵) اور یہ بھی کہا گیا ہے
کہ خلیل کی مغفرت (انبیاء کرام
کی مغفرت سے یہ مراد نہیں کہ
ان کے گناہ ہوتے ہیں۔ تو ان
کی بخشش ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ
معصوم ہیں۔ اس مسئلہ کا ثبوت
گذر چکا ہے۔ یہاں غفران و مغفرت
سے مراد (۱) فنا فی اللہ (۲) یا ترک

يوم لا يخزى
الله النبى
والذين آمنو
معه والخليل
قال "واجعل
لى لسان
صدق
فى الآخرين"
وقال
للحبيب
"ورفعنا
لك ذكرك"
والخليل
قال "واجعلنى
من ورثة
جنة نعيم"
والحبيب
قال له
انا اعطيناك

اولی کی مغفرت (۳) یا امت کی مغفرت وغیرہ ہے) حد طمع میں ہے، جسطرح حضرت ابراہیم نے کہا "اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں (ترک اولیٰ، یا متشابہات سے ہے کما قال الامام النابلسی فی مثلہ) قیامت کے دن بخشے گا۔ (شعراء ۸۲) اور حبیب کی مغفرت مرتبۂ یقین میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے" (فتح ۲) اور خلیل نے کہا "اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائینگے (شعراء ۸۷) اور حبیب کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور انکے ساتھ ایمان والوں کو (التحریم ۸) اور خلیل

الکوثر"
والاظہر
فی الاستدلال
علی ان
مرتبۃ
محبوبیتہ
فی درجۃ
الکمال
قول ذی
الجلال والجمال
قل
ان کنتم
تحبون اللّٰہ
فاتبعونی
یحببکم اللّٰہ اھ

نے عرض کی" اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں" (شعراء ۸۴) اور حبیب کیلئے فرمایا ہے"۔ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا"۔ (انشراح ۴) خلیل نے عرض کی" اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں"۔ (شعراء ۸۵) اور حبیب کے متعلق یوں فرمایا ہے۔ اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں کوثر عطا فرمایا ہے" حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی محبوبیت کا رتبہ کمال درجہ میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول روشن دلیل ہے اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (آل عمران ۳۱)

حاشیہ ۱۱
مرقات شرح مشکوٰۃ شریف ج ۵ ص ۳۶۹ ۔ وحاشیہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۱۳
برکۃ رسول اللہ فی الہند حضرت شیخ عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حدیث کا ترجمہ اور تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

الا وانا حبیب اللہ

.... دانا وآگاہ باشید

کہ من دوست

داشتۂ خدا ام وگفتہ

اند کہ حبیب

محب کہ بمقام محبوبیت

رسیدہ باشد و

خلیل محب مطلق

واگرچہ انبیاء ورسل

بلکہ مومنان نیز ہمہ

محب محبوب درگاہ

الہی اند ولیکن سخن

درینجا در اعلی مرتبۂ

کمال ست و اخص

درجات آں و بعضی از عرفا

وعلما در فرق میان

حبیب وخلیل کلامی ست غریب

کہ در شرح ذکر کردہ شدہ ست

اھ - اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۷۱

یعنی حضور نے فرمایا خبردار ہو جاؤ

کہ میں اللہ کا محبوب ہوں علماء کرام

نے فرمایا ہے کہ حبیب وہ محب

ہوتا ہے جو مقام محبوبیت میں

پہنچا ہوا ہو اور خلیل، محب مطلق

کو کہتے ہیں اگرچہ تمام انبیاء و

رسل بلکہ مومن بھی درگاہ خداوندی

کے محب ومحبوب ہیں لیکن یہاں

اعلی مرتبۂ کمال اور اس کے اخص

درجات میں گفتگو ہے اور بعض

عرفاء وعلماء کا حبیب وخلیل

کے درمیان فرق کے بارہ میں

عجیب وغریب کلام ہے۔ جو

مشکوٰۃ شریف کی (عربی) شرح

"لمعات" میں مذکور ہوا۔ وہ

کلام فقیر فیضی ابھی ملا علی قاری

سے اور اولاً خود شیخ محقق کی

مدارج سے نقل کر چکا ہے۔

فانظر ثم

شیخ الاسلام اعلیحضرت مجدد ملت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بسی عطر محبوبی کبریا سے
عباے محمد قبائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
(حدائق بخشش ص ۱۲)

بطور اتمام حجت یہ بھی ملاحظہ ہو۔ علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی
امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطاب فرما
کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں ۔

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے
ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ
(گلزار معرفت لحاجی صاحب مطبوعہ دیوبند ص ۴)

نیز بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے۔

خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب
خدا ہے آپ کا عاشق تم اسکے عاشق زار
(قصائد قاسمی ص ۵)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوب خدا ہیں جس کے
دل میں محبوب خدا کی محبت نہیں وہ مومن نہیں ۔

عشق محبوب خدا اے دل جسے حاصل نہیں
لاکھ کلمہ گو بھی ہو وہ پڑھے ایمان اسے حاصل نہیں

سہ خدا[1] کے ماننے والا مسلماں ہو نہیں سکتا
بجز حب نبی اہل ایماں ہو نہیں سکتا

مدعیان محبت محبوب خدا بہت ملیں گے لیکن محبت تو ایک قلبی کیفیت ہے جس کا مشاہدہ ہر کس و ناکس تو نہیں کر سکتا کہ اس کے دل میں محبت ہے۔ لہٰذا یہ مومن ہے اور اس کے دل میں محبت نہیں صرف زبانی دعویٰ ہے۔ لہٰذا یہ ایمان سے فارغ ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں علامات حب لکھدوں تاکہ ان کے ذریعہ سچے اور جھوٹے محب کی تمیز ہو سکے۔

علامات حب

(۱) اتباع محبوب۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران ۳۱)
اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار

---

[1] یعنی صرف خدا کو ماننے والا جیسا کہ اسمٰعیل نے تقویۃ الایمان میں کہا ہے "اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے"۔ بلکہ کاتب الحروف ارشاد سید عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی روشنی میں کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ماننا بھی ایمان باللہ وحدہٗ ہے۔ قال علیہ الصلوۃ والسلام لوفد عبد القیس اتدرون ما الایمان باللہ وحدہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ الحدیث
صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳ و ج ۲ ص ۹۲۲ متفق علیہ مشکوۃ شریف
ج ۱ ص ۱۲ ۳ منہ

ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ اخرجہ القاضی عیاض عن انس۔ شفا جـ ۲ صـ ۲۰۔	جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے میرے سے محبت کی اور جو میرا محب ہوا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

؎ لو کان حبک صادقا لاطعتہ
ان المحب لمن یحب یطیع

ع ہے محبت کی نشانی تابعداری یار کی

مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں یافت جز در پے مصطفٰے

اللھم وفقنی لطاعتہ بحب نبیہ حبک لہ وحبہ لک

لیکن یہ بات خوب یاد رہے کہ مجرد اتباع دلیل حب نہیں کیونکہ بسا اوقات اتباع بوجہ دھمکی کے یا بوجہ لالچ کے یا بوجہ حکمت دیگر کے منافقانہ طور پر بھی ہوتی ہے۔ اس کا کوئی عاقل انکار نہ کرے گا۔ جس طرح کہ زمانہ نبوی میں منافقین حضور کا اتباع کرتے تھے۔ لیکن وہ حب مصطفٰے سے فارغ تھے۔) وہی اتباع دلیل حب ہے۔ جو حب سے ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ محب اور متبع میں عموم خصوص مطلق کی

نسبت ہے۔ ہر محب کامل ضرور متبع ہوگا۔[1] اور یہ نہیں کہ ہر متبع محب ہو بعض متبع محب ہوں گے بعض نہ ہوں گے۔ اس علامت و نشانی سے صادق و کاذب محب میں تمیز نہیں ہو سکتی۔

(۲) محبوب کے دوستوں اور تعلقداروں سے الفت و محبت[2]۔ اور محبوب کے دشمنوں سے دشمنی۔ لہٰذا صحابہ، ازواج مطہرات، اہل بیت آل رسول، اولیاء کرام سے محبت ہو بلکہ محبوب کے مکان و زمان بلکہ سگ آستان سے بھی محبت ہو۔ اور کافروں، مشرکوں، منافقوں، وہابیوں رافضیوں، بدمذہبوں سے نفرت ہو۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضہما نفاق (وفی روایۃ ابن عساکر " و بغضہما کفر") ابوبکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض نفاق (و کفر) ہے۔ (عد۔ ک عن انس جامع صغیر ج ۱ ص ۱۴۶)۔

---

[1] بعض دفعہ محب سے بھی عملی کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اس کی دلیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ارشاد گرامی ہے۔ جو محدود فی الخمر کے حق میں فرمایا۔ جس پر بعض لوگ (حضرت عمر۔ رواہ البیہقی) لعن و طعن کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا " لا تلعنہ فانہ یحب اللہ ورسولہ" اس پر لعنت نہ کر بیشک وہ اللہ اور اس کے رسول کا محب ہے،، شفا شریف ج ۲ ص ۲۱ ک والبیہقی شرح شفا القاری والخفاجی ج ۳ ص ۳۶۰ والزرقانی علی المواہب ج ۶ ص ۔ رواہ البخاری فی صحیحہ ج ۲ ص ۱۰۰۲ ہاں ترک متابعت احیانا میں حب کامل کی ضرور ہے ۱۲ منہ۔ [2] قال الامام الغزالی قدس سرہ العالی " حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم محمود لانہ عین حب اللہ تعالیٰ و کذٰلک حب العلماء والاتقیاء لان محبوب المحبوب محبوب و رسول المحبوب محبوب و محب المحبوب محبوب الخ احیاء علوم الدین ج ۴ ص ۲۵۸ ۱۲ الفیضی بقلمہ

نیز حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اللھم انی احبہما فاحبہما	اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ (ان کو ہر خیر دارین عطا فرما)

شفا شریف ج ۲ ص ۲۱۔

رواہ البخاری فی صحیحہ ج ۱ ص ۵۳۰۔ وشرحہ للخفاجی والقاری ج ۳ ص ۳۶۴)

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسن کے حق میں فرمایا ہے

اللھم انی احبہ فاحب من یحبہ	اے اللہ مجھے اس سے محبت ہے تو اسے دوست رکھ جس کو حسن سے محبت ہو۔

شفا شریف ج ۲ ص ۲۱۔ وفی روایۃ الترمذی اللھم انی احبہما فاحبہما واحب من یحبہما اھ وقال ھذا حدیث حسن غریب ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۸

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من احبہما فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغضہما فقد ابغضنی ومن	جس کو حسنین سے محبت ہے اسے مجھ سے محبت ہے اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ کو دوست رکھا اور جس کو حسنین سے بغض ہے اس نے میرے سے بغض رکھا اور جس نے میرے سے بغض

البغضنی[۱] فقد ابغض اللہ

رکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا

(شفا شریف ج ۲ ص ۲۱/۲۲)

ایک حدیث طویل میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ رواہ احمد عن البراء (مشکوٰۃ ص ۵۶۵)

اے اللہ اسے دوست رکھ جس نے علی کو دوست رکھا اور اس سے دشمنی کر جس نے علی سے دشمنی کی۔

حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ

یعنی میرے صحابہ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا تمہیں اللہ کی قسم (ان کو خیر ہی سے ذکر کرنا، لمعات) میرے بعد ان کو اپنی قبیح کلام کا نشانہ نہ بنانا تو جس نے ان سے محبت کی اس نے میری حب کی وجہ سے ان سے محبت کی۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا جس نے انکو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو

[۱] حقیقۃ فقد ابغض اللہ[۱] ومن ابغض اللہ فقد کفر باللہ" شرح شفا ج ۳ ص ۳۶۴ ۱۲ منہ

فیوشک ان یاخذہ ۔ رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف صـ۵۵۲، شفا شریف ج۲ صـ۲۲

اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ اسے عذاب میں گرفتار فرماوے ۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب میں نے محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیالہ سے کدو تلاش کرتے دیکھا اب اسی وقت سے ہمیشہ

احب الدباء ۔ کدو کو محبوب رکھتا ہوں ۔

(شفا شریف ج۲ صـ۲۲)

ے آکھاں میں کیا ہیں جگ دیوچ کیڑھا کیڑھا لگدے مٹھا
دلبر دے سارے ملک دا ہک ہک ذرا لگدا مٹھا

نظم سگت را کاشش جامی نام بودے

نسبت بسگت کردم بس منفعلم ÷ زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی است
یک جاں چہ کند سعدی مسکیں کہ دو صد جاں ÷ سازیم فدائے سگ دربان محمد
تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے نسبت مجھکو ÷ میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
تو ڑیں دھکڑے دھوڑے کھانودیاں ÷ تیڈڑے نام توں مفت وکانودیاں
تیڈڑے باندیاں دی میں باندی یاں ÷ تیڈڑے در دے کتیاں نال دب
پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ اینچہ سود ÷ گفت گاہے گاہے ایں سگ در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

(۳) وصل، وصال، ملاقات، لقاء کا بہت شوق ہونا (شفا ج۲ صـ۲۱)

یہ نہ کہ دور دراز سے روضہ شریف کی زیارت کا قصد کر کے جانا شرک ہے جسطرح اسمٰعیل نے تقویت لایمان صـ میں لکھا ہے ۔

(۴) ومن علاماتہ ۔ اور علامات حب سے ہے کہ کثرت ذکر

مع کثرت ذکرہ تعظیمہ لہ وتوقیرہ عند ذکرہ واظہار الخشوع والانکسار مع سماع اسمہٖ	کے ساتھ، ذکر کے وقت تعظیم وتوقیر کرنا آپ کے نام پاک کے وقت خشوع وانکساری کا ظاہر کرنا۔

حضرت اسحٰق نے فرمایا کہ صحابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے وقت خشوع وخضوع کرتے اور ان کے بال کھڑے ہو جاتے اور وہ روتے رہتے (شفا ج ۲ ص ۲۱)

(۵) اکثر اوقات محبوب کا ذکر کرنا۔ ان کے ذکر میں رطب اللسان رہنا۔ اگر بعض اوقات زبان ادھر ادھر مصروف ہو۔ دل تو ہمیشہ دربانِ آستان ہو۔

فوادی عند محبوبی مقیم ⁘ یناجیہ وعندکم لسانی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ من احب شیئا اکثر من ذکرہ (فرعن عائشۃ) کنز العمال ج ۱ ص ۳۸۱۔ جامع صغیر ج ۲ ص ۱۹۰۔ جس کو کسی کی محبت ہو وہ محب اکثر اس محبوب کا ہی ذکر کرے گا۔ ؎

میں سو جاؤں یا مصطفےٰ کہتے کہتے ⁘ کھلے آنکھ آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے
دم نزع جاری ہو میری زباں پر ⁘ محمد محمد خدائے محمد
گفت معشوقِ نام لیلیٰ مے کنم ⁘ خاطر خود را تسلی میدہم

(۶) محب کی آنکھوں کا محبوب کے حسن وجمال میں مستغرق ہونا اور اوروں سے اندھا ہو جانا۔ اور محب کے کانوں کا محبوب کے ذکر اور مدح اور اس کے کلمات کے علاوہ ہر کلام سے بہرا ہو جانا۔

فاذا سمعت فعنک قولا طیبا ⁘ واذا نظرت فما اری الاک (قصیدہ نعمان)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہر طرح ہر وجہ سے حقیقۃً بے عیب ہیں۔ محبت

کے اصول سے ایک یہ بات ہے کہ جہاں محبت ہو جاتی ہے۔ عیب دار محبوب کے عیب دیکھنے سے محب کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور اسکے عیب سننے سے محب کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

حبک للشیٔ یعمی ویصم	یعنی تجھے کسی چیز کی محبت ہو جائے تو وہ حب تجھے اندھا اور بہرا کر دے گی۔

جامع مسانید امام اعظم ج ا ص۳۸ طبع دکن۔ ورواہ احمد فی مسندہ۔ والبخاری فی التاریخ وابو داؤد عن ابی الدرداء الخرائطی فی اعتلال القلوب عن ابی برزۃ ابن عساکر عن عبداللہ بن انیس (حدیث حسن ۔ جامع صغیر ج ا ص۱۴۶) مشکوۃ شریف باب المفاخرۃ ص۴۱۸۔

لہٰذا جن لوگوں کی آنکھیں بے عیب محبوب خدا کے فرضی موہومی عیب تلاش کرتی ہیں یا جن کی زبان اس پیارے کے موہومی عیب بیان کرتی ہے یا جن کے کان محبوب خدا کا گلہ سنتے ہیں۔ وہ حب نبی سے فارغ ہیں لہٰذا وہ ایمان سے بھی فارغ ہیں (نعوذ باللہ) اللھم آتنا حبك وحب حبيبك۔ اللھم ارزقنا حبك وحب حبيبك۔ اللھم نور قلوبنا بحبك وبحب حبيبك۔

صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

اولاً ارادہ تو یہ تھا کہ ایک دو آیات اور پانچ چھ عبارات تعظیم و تعریف سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لکھ کر رسالہ "مقام رسول" ختم کر دوں گا۔

لیکن ذوق وشوق نے کشاں کشاں یہ کیا کہ اب یہاں تک پہنچے اور اس کے چار باب ہوگئے۔ اب اس کتاب مستطاب کو یہاں ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ

قصہ ہائے یار دادر بس مقام
صد قیامت گذر دویں ناتمام
نہ حسنش غایتے دار د نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی
دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

آخر میں اپنی اس تالیف کو دست بستہ ونظر شکستہ ہو کے اپنے حبیب کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف
ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

اور عرض کرتا ہوں اے میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلی آلک واصحابک وسلم فی کل حین وآن بعدد معلوماتہ۔ خدارا قیامت کے دن اس فقیر حقیر پر تقصیر کو اپنی شفاعت خاصہ اور قرب خاص سے نوازنا۔ آپ سے نہ عرض کروں تو اور کس سے عرض کروں۔ واللہ آپ کے سوا میرا کون ہے۔ ؎

میری تقدیر بری ہے تو بھلی کر دے ٭ دفتر محو و اثبات پہ ہے قبضہ تیرا

سبحان ربك رب العزت عما يصفون
وسلام على المرسلين والحمد للہ رب العلمين
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وعلی آلہ
واصحابہ اجمعین
سگان بارگاہ نبوت کا پابوس فقیر ابوالحسن منظور احمد فیضی
سنی حنفی غفر اللہ لہٗ
ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ
خادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ مدینۃ العلوم فیض آباد
اوچ شریف۔ ضلع بہاولپور
۹ شوال ۱۳۸۵ھ

کہہ لیگی ان کے ثناخواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہے کہکے میں کیا کیا کہوں تجھے
(اعلیحضرت)

کتاب "مقام رسول"

تمت بالخیر

کتبہ امام الدین

۴۸۶
۹۲

مؤلّف کتاب ھذا (مولانا) محمد منظور احمد فیضی کی دیگر تصانیف

مطبوعہ

(۱) (علّامہ ابنِ تیمیہ اور اُس کے ہمنواؤں اور بعض جعلی کتابوں کا) تعارف ۲۵/۱ (۲) سلم المناجیح فی بیان انّہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام مالک المفاتیح (ثبوت مسئلہ مختارِ کل) ۵۰/- (۳) "فیضی نامہ" اُردو میں فارسی قوانین کا بہترین مجموعہ ۵۰/- (۴) چہل حدیث جامع عقائد واعمال ۲۵/- (۵) حاشیہ کریما مع کریما ۱۹/- (۶) شجرۂ پیران مع بیان مدفن وتاریخِ وصال ۵۰/-

زیرِ طبع

(۷) اِسلام اور داڑھی (۸) افہام الاغبیاء بحیاۃ الانبیاء والاولیاء (۹) الحق الجلی فی بیان ان الخوارق مقدورۃ للنبی والولی (۱۰) انوار القرآن. عقائد ومسائلِ اہل سُنّت صرف قرآن شریف سے (۱۱) فتاویٰ فیضی (۱۲) اعلام اہل العصر بحکم سُنّت الفجر (۱۳) بُستان المحبوبین (۱۴) الکلام المفید فی حکم التقلید (۱۵) تطہیر الجنان واللسان بمدح الامام ابی حنیفہ نعمان (۱۶) کتاب العلم عربی

زیرِ تسوید

(۱۷) القول السدید فی حکم ضبط التولید (۱۸) العِتق فی العِشق (الملقب بہ) المغاز فی المجاز (۱۹) مثبت السماع بثبوت قوالی (۲۰) دلائلِ شرعیہ جن سے اسلامی مسائل وعقائد ثابت ہوتے ہیں۔

نوٹ:۔ (۱) جواب طلب امُور کے لیئے جوابی کارڈ یا لفافہ بھیجنا ضروری ہے۔

(۲) خرچہ ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

المعلن

(ناظم) مکتبہ محمدیہ فیض آباد اوچ شریف ضلع بہاولپور

(دین محمدی پریس لاہور)